بسم اللہ الرحمن الرحیم

محبوبِ ربُّ العالَمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مرتب

الفقیر اِلی اللہ تعالیٰ

بلقیس اظہر

جماعت عائشہؓ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبوب رب العالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مرتب:
الفقیر اِلی اللہ تعالیٰ
بلقیس اظہر
جماعت عائشہؓ

شجرۂ نسب سیدنا محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بن عبد اللہ ۔ بن عبد المطلب ۔ بن ہاشم ۔ بن عبد المناف ۔ بن قصی ۔ بن کلاب ۔ بن مرہ ۔ بن کعب ۔ بن لوی ۔ بن غالب ۔ بن فھر ۔ بن مالک ۔ بن نضر ۔ بن کنانہ ۔ بن خزیمہ ۔ بن مدرکہ ۔ بن الیاس ۔ بن مضر ۔ بن نزار ۔ بن معد ۔ بن عدنان ۔ بن اود ۔ بن ھمیسع ۔ بن سلامان ۔ بن عوض ۔ بن بوز ۔ بن قموال ۔ بن ابی ۔ بن عوام ۔ بن ناشد ۔ بن حزا ۔ بن بلداس ۔ بن یدلاف ۔ بن طابخ ۔ بن جاحم ۔ بن ناحش ۔ بن ماخی ۔ بن عیفی ۔ بن عبقر ۔ بن عبید ۔ بن الدعا ۔ بن حمدان ۔ بن سنبر ۔ بن یثربی ۔ بن یحزن ۔ بن یلحن ۔ بن ارعوی ۔ بن عیضی ۔ بن ذیشان ۔ بن عیصر ۔ بن اقناد ۔ بن ایہام ۔ بن مقصر ۔ بن ناحث ۔ بن زارح ۔ بن سمی ۔ بن مزی ۔ بن عوض ۔ بن عرام ۔ بن قیدار ۔ بن **اسماعیل علیہ السلام** ۔ بن **ابراہیم علیہ السلام** ۔ بن آذر ۔ بن ناحور ۔ بن ساروغ ۔ بن ارغوا ۔ بن فالغ ۔ بن عابر ۔ بن ارفخشار ۔ بن سام ۔ بن **نوح علیہ السلام** ۔ بن لامک ۔ بن متشالخ ۔ بن **ادریس علیہ السلام** ۔ بن یارد ۔ بن مھلائیل ۔ بن قینان ۔ بن آنوش ۔ بن **شیث علیہ السلام** ۔ بن **آدم علیہ السلام**

فہرست مضامین

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
1	اَسماءُ الحُسنیٰ جَلَّ جَلالہ	4
2	اَسماءُ النبی ﷺ	5
3	محبوب رب العالمین خاتم النبیین ﷺ	6
4	عالم اَرواح کا میثاق اور عظمتِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ	8
5	دارِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ	15
6	آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی آمد سے قبل توریت اور انجیل میں آپ (خاتم النبیین ﷺ) کا ذکر مبارک	19
7	حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ، اُن کی امت اور اُن کے صحابہ کرامؓ کے اوصاف سابقہ کتب آسمانی میں	24
8	خصائص امت محمدیہ (خاتم النبیین ﷺ)	31
9	حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی بعثت سے پہلے کے کچھ واقعات اور کاہنوں کی پیشن گوئیاں	35
10	جنوں اور غیبی آوازوں سے بعثت محمدی خاتم النبیین ﷺ کی شہادت اور ثبوت	40
11	بعثتِ محمد خاتم النبیین ﷺ پر شیاطین کا خوف اور گھبراہٹ	43
12	کفار کی ایذا رسانی کے سلسلے میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے معجزات اور کفار کا آپ خاتم النبیین ﷺ کی بددعا سے ڈرنا	46
13	حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے مکتوب گرامی	51
14	حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے اپنے بعد کے واقعات کی خبر دی	59
15	ضرورتِ رسول (مقصود ایمان)	63
16	شانِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ	66
17	سلطنت مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ	72
18	رحمۃ للعالمین خاتم النبیین ﷺ	76
19	عشقِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ	80
20	سراج منیر خاتم النبیین ﷺ	86
21	آفتاب نبوت خاتم النبیین ﷺ	90
22	عظمتِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ	97
23	صاحب تصرف وصاحبِ اختیار خاتم النبیین ﷺ	100
24	میلادالنبی خاتم النبیین ﷺ	105
25	جشنِ عید میلادالنبی خاتم النبیین ﷺ اور تصور بدعت	110
26	گستاخِ رسول خاتم النبیین ﷺ کا انجام	115
27	معجزات	118

اَسماءُ الحُسنیٰ جَلّ جَلالہٗ

قرآن مجید میں اسماءِالٰہی کو اَسماءُالحُسنیٰ کے عنوان سے بیان کیا گیا ہے۔اَسماءُالحُسنیٰ کے معنی ہیں۔بہترین،خوبصورت اور خوب ترین۔اسماءالٰہی کو حسنیٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان ناموں پر جس پہلو سے بھی غور کیا جائے۔خواہ علم ودانش کے رخ سے، خواہ قلبی احساسات وجذبات کے اعتبار سے، یہ سراپا حُسن ہی حسن نظر آتے ہیں۔ اللہ وحدہٗ لاشریک کی ذات اقدس پر ایمان لانے کے بعد اُسے جس نام سے بھی پکارا جائے وہ اچھا ہے۔محبوب ہے اور دل کو دولت اطمینان سے مالا مال کرنے والا ہے۔ سورہ الرعد، آیت نمبر 28 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"الا بذکر اللہ تطمئن القلوب"

ترجمہ:"خبردار دلوں کو اطمینان اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے ہوتا ہے۔"

ایک دوسرے پہلو سے دیکھیں تو اللہ تعالیٰ کی ذات کا شعور انسان کو اُس کی صفات ہی سے حاصل ہوتا ہے۔کیونکہ وہ ذات انسانی حواس کی دسترس سے بہت دور اور ماوراء ہے۔لیکن اگر ہم اللہ تعالیٰ کو اُس کی صفات سے سمجھنا چاہیں تو وہ ہم سے بہت قریب ہے اتنا قریب کہ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور ہم اُس کو اپنا رفیق، ولی وکارساز، حامی وناصر، شفیق ومشفق، رحیم وکریم، ستار وغفار، دعائیں قبول کرتا ہوا اور حاجتیں پوری کرتا ہوا پاتے ہیں کیونکہ وہ خود فرماتا ہے:

اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ ؕ

ترجمہ:"مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو سنتا ہوں"۔ (سورہ المومن ،آیت نمبر 60)

اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ انسانی فطرت کسی چیز کے ذاتی نام کے باوجود اپنے قلبی واردات کے اظہار کے لیے اِس کے مختلف نام تجویز کرتی ہے۔ایسے ہی ناموں کو صفاتی نام کہا جاتا ہے۔اِسی طرح اللہ تعالیٰ کے ذاتی اسم مبارک "اللہ" کے علاوہ ایسے نام بھی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کے جلال وجمال اور کمال ودوام کا اظہار ہوتا ہے۔

انسان جب مصائب یا آلام میں گھر جاتا ہے۔تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔اور اپنی حالت وکیفیت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے اپنے حسین وجمیل اسماء میں سے کسی ایسے نام کو زبان پر لاتا ہے۔جو اُس کی باطنی کیفیت کے بالکل مناسب حال ہوتا ہے۔اور پھر اِس کی یہ پکار بارگاہ الٰہی میں قبول ہوجاتی ہے۔وہی اسم اِس کے لیے "اسم اعظم" کا حکم رکھتا ہے۔

اللہ کا نام لیتے وقت ادب واحترام اور پاکیزگی کو ملحوظ رکھنا بھی بہت ضروری ہے۔یعنی مذاق میں یا گناہ کا کام کرتے ہوئے یا ناپاک حالات میں ناپاک جگہ پر اُس ذات باری تعالیٰ کا نام لینا گمراہی اور گستاخی کے زمرے میں آتا ہے۔ایسے لوگوں کے سامنے بھی اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے جو اُس کے نام لینے کو پسند نہیں کرتے یا ایسی مجلسوں میں جہاں لوگ بے ہودہ کاموں میں مشغول ہوں اور اُس کا نام سُن کر مذاق اڑائیں۔یا ایسے مواقع پر یہ پاک نام زبان پر نہ لایا جائے۔جہاں یہ اندیشہ ہو کہ سننے والا اِسے ناگواری کے ساتھ سنے گا۔

آخر میں یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ جب بھی ہم اسماءالحُسنیٰ کی تلاوت کرنا چاہیں۔یا ان ناموں میں سے کسی نام کو وظیفہ کے طور پر پڑھنا چاہیں۔تو حروف نِدا کے ساتھ پڑھیں گے۔

مثلاً　　یَا اللہُ، یَا رحمٰنُ، یَا رحیمُ، یَا کریمُ۔

"یا" حرف ندا ہے۔جو حاضر وناظر کے لیے بولا جاتا ہے۔اور آخری حرف پر پیش پڑھیں گے۔اِسی طرح تمام اسماء پڑھے جائیں گے۔

****

اَسماءُ النبی خاتم النبیین ﷺ

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ذات مبارک سے منسوب ننانوے اسماء گرامی کا سردار "محمد خاتم النبیین ﷺ" ہے۔

"محمد" کے معنی ہیں "پیارا"۔ "وہ جس کی تعریف سب سے زیادہ کی گئی ہو"۔

عرب کے کئی قبیلے اور خاندان تھے مگر آپ خاتم النبیین ﷺ سے قبل عرب وعجم میں "محمد" نام کسی نے نہیں رکھا تھا اور نہ ہی یہ نام پہلے کبھی سنا گیا تھا شاید یہ اسم اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لیے محفوظ کر رکھا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کا تعارف آسمانوں میں احمد ﷺ کے نام سے کروایا ہے یہ نام آپ ﷺ کی پیدائش پر آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے تجویز فرمایا تھا۔ قرآن کریم میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کی بعثت کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا "میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ﷺ ہوگا-"

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے برگزیدہ پیغمبروں کو یا آدم علیہ السلام، یا نوح علیہ السلام، یا ھود علیہ السلام، یا موسیٰ علیہ السلام، یا عیسیٰ علیہ السلام کہہ کر مخاطب کیا ہے لیکن جناب مصطفی احمد مجتبیٰ خاتم النبیین ﷺ کے اِسم گرامی کے لیے:

یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اور یا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ جیسے الفاظ بطور کنایہ ارشاد فرمائے ہیں- مزید یہ کے آپ خاتم النبیین ﷺ کو قرآن پاک میں۔ مدثر، مذمل، یٰسٓ، طٰہٰ، سراج، منیر، بشیر، نذیر، داعی الی اللہ اور برہان جیسے خوبصورت الفاظ سے مخاطب فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں نبی رحمت خاتم النبیین ﷺ کے مناقبِ جلیلہ اور دیگر محاسن کا ذکر جگہ جگہ فرمایا وہاں آپ خاتم النبیین ﷺ کے کئی اسمائے صفات بھی ذکر فرمائے ہیں۔ بلکہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی اداؤں پر نزولِ قرآن ہوتا رہا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب خاتم النبیین ﷺ کو جب سفید چادر میں ملبوس پایا تو فرمایا "یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ"۔ اور جب آپ خاتم النبیین ﷺ نے کالا کمبل اوڑھا تو خالق عالم نے اِس ادا پر فرمایا **"یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ"**

خالق حقیقی اپنے محبوب کو مختلف القاب اور ناموں سے متصف کر کے یاد کرتا ہے۔ اور اِس طرح اِن کے مقام اور مرتبہ میں اضافہ فرماتا ہے۔

بعض اسمائے صفات اللہ تعالیٰ اور نبی مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کے لیے مشترک آئے ہیں۔ جن سے آپ خاتم النبیین ﷺ کی حیثیت اور مرتبہ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مثلاً **"عزیز"** جس کے معنی غالب اور عزت والے کے ہیں۔ یہ اسم مبارک باری تعالیٰ اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے اسمائے صفات میں مشترک نظر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ خود غالب اور عزت والا ہے۔ اور ساری کائنات میں سے اُس نے اپنے محبوب کو بھی **"عزیز"** کہہ کر پکارا۔ یعنی آپ خاتم النبیین ﷺ کو معزز اور تمام انسانوں پر غلبہ والا بنایا۔ اِس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو قرآن پاک میں رب العالمین کہا اور اپنے محبوب کو رحمۃ اللعالمین کا لقب عطا فرمایا۔ چودہ سو سال سے یہ اسماءِ مبارک ان گنت بندگان خدا کی زبان مبارک سے ادا ہو کر کانوں میں رَس گھول رہے ہیں۔ قلب وجگر میں فرحت، اطمینان اور سکون کی لہریں ان ہی مبارک ناموں کی برکت سے دوڑتی ہیں۔ دن رات میں کوئی ایسی گھڑی نہیں۔ جب خلق خدا کی زبانیں ان کا وردنہ کرتی ہوں۔ شجر، حجر، پرند چرند، جن وملائکہ اور انسان رات دن اِس کی تسبیح کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اعلیٰ اور اُس کے ملائکہ دن رات آپ خاتم النبیین ﷺ پر درود وسلام بھیجتے رہتے ہیں اور اِس طرح اپنی بے پایاں محبت کا اظہار کرتے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔ جس طرح آپ خاتم النبیین ﷺ کی روشن زندگی کا ہر اسوہ حسنیٰ ہمارے لیے نمونہ عمل ہے۔ اِسی طرح آپ خاتم النبیین ﷺ کے اسمائے مبارک کا ورد بھی ایک اُمتی کے لیے ناگزیر ہے۔ ان اسمائے مبارک کا ورد آپ خاتم النبیین ﷺ کی شفاعت اور قلب ودین کی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ برکات کے حصول کا موجب بھی ہے۔

****

محبوب رب العالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مظہر ارادہ ذات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ کوئی مجھے جانے اور پہچانے تو نور مصطفی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وجود میں لے آیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ: "اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا نہ فرماتا تو کچھ پیدا نہ فرماتا"۔ (کشف الخفاومزیل الالباس 2:214، رقم:2123)

فخر موجودات، سید الاولین، محبوب رب العالمین محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ذات وصفات ہیں کہ

1۔ جن کی خاطر کائنات ہست وبود کو وجود ملا۔

2۔ جن کی برکت سے انسانیت کو شعور ملا۔

3۔ جن کے گلے میں ''لولاک'' کا ہار پہنایا گیا گیا۔

4۔ جن کو ورفعنالک ذکرک کا تاج پہنایا گیا۔ (سورہ الشرح، آیت نمبر 4)

5۔ جن کے اسم گرامی سے جنتی درختوں کے ہر ورق کو زینت ملی۔

6۔ جن کے نام کی برکت سے سیدنا حضرت آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی۔

7۔ جن کے نام کی برکت سے حضرت ابراہیمؑ کو سعادت کا تحفہ ملا۔

8۔ جن کا کلمہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی پر کندہ تھا۔

9۔ جن کے صبر کا نمونہ حضرت ایوبؑ کو ملا۔

10۔ جن کی نعت کا ایک مصرع حضرت داؤدؑ کا نغمہ تھا۔

11۔ جن کی عفت کا شمع عصمت حضرت یحییٰؑ کو ملا۔

12۔ جن کے دفتر حکمت کی ایک سطر حضرت لقمانؑ کو نصیب ہوئی۔

13۔ جن کے قرب کا ایک لحظہ حضرت موسیٰؑ کو مکالمات کی صورت میں ملا۔

14۔ جن کے مرتبے کا ایک حصہ حضرت ہارونؑ کو وزارت کی صورت میں ملا۔

15۔ جن کی رفعت وبلندی کی ایک جھلک حضرت یحییٰؑ کو نصیب ہوئی۔

16۔ جن کی ولادت باسعادت سے فارس کے آتش کدے بجھ گئے۔

17۔ جن کے جمال کا پرتو (عکس) حضرت یوسفؑ کو ملا۔

18۔ جن کو ولادت سے قبل ہی صادق وامین کا لقب ملا۔

19۔ جن کی انگشت مبارک کے اشارے سے چاند دولخت ہو گیا۔

20۔ جن کی رسالت کی گواہی جمادات نے بھی دی۔

21۔ جن کے حصے میں معراج کی عظمت آئی۔

22۔ جن کے درِ اقدس کے خاک نشین صدیق اکبرؓ بنے۔

23۔ جن کے خرمن ایمان کے ریزہ چیں فاروق اعظمؓ بنے۔

24۔ جن کے حیا کی کرن عثمانؓ ذوالنورین بنے۔

25۔ جن کے بحر علم کی چھینٹوں سے علیؓ باب العلم بنے۔

26۔ جن کے شہر کو رب نے ''بلد امین'' کہا۔

27۔ جن پر نازل ہونے والی کتاب کو ''کتاب مبین'' کہا۔

28۔ جن پر رب کریم اور ان کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔

29۔ جنہوں نے ''یوم الست'' میں سب سے پہلے 'بلیٰ'' کا نعرہ لگایا۔

30۔ جن کے نور ولادت نے دنیا کو جگمگا دیا۔

31۔ جن کے حسن و جمال کا تذکرہ قرآن پاک میں آیا۔

32۔ جن کے لعاب دہن سے کڑوا پانی میٹھا ہو گیا۔

33۔ جن کی مبارک انگلیوں سے پانی کا چشمہ ابل پڑا۔

34۔ جن کی آنکھیں سوتی تھیں، دل بیدار رہتا تھا۔

35۔ جن کا مبارک پسینہ ''عنبر'' سے زیادہ خوشبودار تھا۔

36۔ جن کی ولادت باسعادت پر شیاطین کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا۔

37۔ جن کا قرین اور موکل جن بھی مسلمان ہوا۔

38۔ جن پر درود و سلام بھیجنا (حکم الٰہی) سے واجب کر دیا گیا۔

39۔ جن کو رب نے رحمۃ للعالمین خاتم النبیین ﷺ کہا۔

40۔ جن کا وجود مسعود اپنے مرقد اقدس میں حیات حقیقیہ کے ساتھ زندہ ہے۔

41۔ جن کا مرقد مبارک عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے۔

42۔ جن کے مرقد مبارک پر موکل/فرشتہ امت کا درود و سلام پہنچاتا ہے۔

43۔ جن کے حجرہ اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک ہے۔

44۔ جن کو قیامت کے دن مقام محمود عطا کیا جائے گا۔

45۔ جن کو حوض کوثر کا مالک بنایا جائے گا۔

46۔ جن کی امت قیامت کے دن سب امتوں سے زیادہ ہوگی۔

47۔ جن سے دین کی تبلیغ پر قیامت کے دن گواہی طلب نہ کی جائے گی۔

48۔ جن پر نازل ہونے والی کتاب جنت میں بھی پڑھائی جائے گی۔

49۔ جن کی زبان عربی اہل جنت کی زبان بنا دی جائے گی۔

50۔ جن کا وجود مسعود دعائے خلیل اور نوید مسیحا بنا۔

حدیث قدسی میں وارد ہوا (یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ)

لولاک لما خلقت الافلاک

ترجمہ: ''اے محبوب! اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا ہی نہ کرتا۔'' (کشف الخفا و مزیل الالباس 214:2، رقم:2123)

یعنی اگر حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ دنیا میں جلوہ افروز نہ ہوتے تو یہ جن وانس، شمس وقمر، شجر و حجر، بحر و بر، پھولوں کی مہک، چڑیوں کی چہک، سبزے کی لہک، سماو سمک، رفعت و پستی، زمین کی نرمی، سورج کی گرمی، دریا کی روانی، کواکب آسمانی، نباتات و جمادات، جواہر و معدنیات، جنگل کے درندے، ہوا کے پرندے غرض کائنات کی کسی چیز کا نام و نشان تک نہ ہوتا۔

رخ مصطفی ﷺ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ نگاہ بزم ناز میں نہ دکان آئینہ ساز میں

عالم اَرواح کا میثاق اور عظمتِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ

اللہ رب العزت کا شکر ہے، جس نے ہمیں اپنی خلق کی سب سے بڑی نعمت حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی ذات گرامی عطا کی اور ہمیں توفیق مرحمت فرمائی کہ ہم حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ اپنا رشتہ محبت، رشتہ اتباع، رشتہ تعظیم اور رشتہ نصرت استوار کر سکیں۔

میثاق سے مراد وہ عہد، حلف اور پختہ وعدہ ہے، جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے **کبھی تمام افراد کی اَرواح سے اور کبھی صرف انبیائے کرام اور رُسل عظام کی اَرواح سے لیا۔**

میثاق عالم ارواح میں تین ہوئے تھے:

1- پہلا میثاق (عہد یا وعدہ): پہلا میثاق اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام انسانوں کی روحوں سے اپنی الوہیت اور اپنی توحید کا لیا، کہ وہ اللہ کو ایک مانیں گے، اللہ کی توحید پر ایمان لائیں گے، اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ یعنی اللہ رب العزت نے اپنی توحید کے اقرار اور شرک کی نفی کا عہد اور وعدہ ہر انسانی روح سے لیا۔ اسی کو ''میثاقِ اَلَست'' بھی کہتے ہیں۔

پہلا میثاق اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی ذات، اپنی وحدانیت، اپنی توحید اور اپنی الوہیت کی نسبت کے بارے میں لیا کہ توحید پر ایمان لاؤ گے اور شرک نہیں کرو گے۔ اس کے لیے ارشاد فرمایا: وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ O (سورہ الاعراف، آیت نمبر 172)

ترجمہ: ''اور (یاد کیجئے!) جب آپ کے رب نے اولادِ آدم کی پشتوں سے ان کی نسل نکالی اور ان کو انہی کی جانوں پر گواہ بنایا (اور فرمایا:) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ وہ (سب) بول اٹھے: کیوں نہیں؟ (تو ہی ہمارا رب ہے،) ہم گواہی دیتے ہیں، تاکہ قیامت کے دن یہ (نہ) کہو کہ ہم اس عہد سے بے خبر تھے۔'' (ترجمہ عرفان القرآن)

یہ عہد صرف انبیاء اور رسولوں سے نہیں تھا بلکہ پوری نسلِ بنی آدم اور تمام کائناتِ انسانی کے جملہ اَفراد سے تھا۔ جب انہوں نے اقرار کر لیا تو حدیث میں آتا ہے کہ ملائکہ نے اس کے اوپر گواہی دی اور تمام فرشتوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے گواہ بنایا۔ (طبرانی، جامع البیان فی تفسیر القرآن، 113:9)

شَهِدْنَا کے کلمہ میں ملائکہ کی طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور ربوبیت کا اقرار کیا اور گواہ ہو گئے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے پوری زمین وآسمان کو گواہ بنا دیا۔ (قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، 318:7)

تاکہ اپنے اپنے وقت پر جب یہ لوگ دُنیا میں پیدا ہو چکے ہوں گے، اور قوموں کی شکل میں موجود ہوں گے تب اللہ تبارک وتعالیٰ کے بھیجے ہوئے نبی اور رسول آئیں گے اور انہیں توحید کی دعوت دیں گے، تو ان میں سے بے شمار لوگ منکر ہو جائیں گے (جیسا کہ ہوتے رہے)۔ کئی ایمان لائیں گے اور کئی روحیں اپنا اقرار بھول جائیں گی۔ وہ کفر و شرک کریں گی، منکر ہو جائیں گی، انبیاء کو رد کریں گی، اُن کی دعوت قبول نہیں کریں گی۔ جب قیامت کے دن وہ اِس اَمر سے منکر ہوں گے تو اُن کے انکار کو رد کرنے کے لیے یہ گواہی دلوائی تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں اس کا پتہ ہی نہیں تھا۔ (ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 262:2)

امام احمد بن حنبل نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی کہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "یہ جو گواہی لی گئی، وہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "أَلَّا تُشْرِكَ بِي شَيْئًا" "اے انسان! تو میرے ساتھ، میری وحدانیت پر ایمان رکھے گا اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائے گا"۔ (احمد بن حنبل، 127:1)

(یہی مضمون حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت سعید بن جُبیر کے طریق پر مروی ہے۔ یہی مضمون بخاری اور مسلم، دونوں کتبِ حدیث میں وارِد ہوا ہے۔)

اسی طرح جامع ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا فرمان اقدس ہے:

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی صلب پر اپنا دستِ قدرت پھیرا۔ چنانچہ آپ کی پشت سے ہر وہ روح گر پڑی جسے اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن تک آپ علیہ السلام کی اولاد میں پیدا کرنا تھا۔'' (ترمذی، الجامع الصحیح، اَبواب التفسیر، باب ومن سورہ الاعراف، 5: 267، رقم: 3076- حاکم، المستدرک، 355:2، رقم: 3257)

یعنی قیامت تک جس جس روح اور جس جس وجودِ بشری کو اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا میں پیدا کرنے والا تھا، اُسے صلبِ آدم سے نکالا اور بصورتِ روح متشکل کر

کے تمام ارواح سے یہ عہد لیا کہ وہ سارے کے سارے لوگ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔اس پر حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: جب اَلَستُ بِرَبِّکُم کا جواب بَلٰی دے چکے اور اقرارِ توحید و اقرارِ ربوبیت کر چکے تو پھر فرشتوں نے اپنی زبان سے کہا: (سورہ الاعراف، آیت نمبر 172) ''ہم گواہی دیتے ہیں تاکہ قیامت کے دن یہ (نہ) کہو کہ ہم اس عہد سے بےخبر تھے''۔(ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم ،262:2)

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جہاں اس مضمون کو بیان کیا وہ ایک ہی مضمون ہے کہ یہ میثاقِ توحید تھا اور اِس پر ملائکہ کی گواہی تھی۔

ایک حدیث میں ہے کہ اِس کے اوپر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: "میں ساتوں آسمانوں اور زمینوں کو تمہارے اوپر گواہ بناتا ہوں۔تو زمین و آسمان نے اپنی زبانِ حال سے اس پر گواہی دی"۔(احمد بن حنبل، المسند،135:5)

<u>2-دوسرا میثاق (عہد یا وعدہ):</u> دوسرا میثاق اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام انبیاء اور رسولوں کی روحوں سے لیا۔ یہ میثاقِ نبوت تھا اور اس امر کا اعلان تھا کہ تمہیں نبوت یا رسالت عطا کی جائے گی اور اپنی رسالت یا نبوت کا فریضہ ادا کرنے کے لیے تم اپنے اپنے وقت پر مبعوث کیے جاؤ گے۔اور تمہارے یہ فرائضِ نبوت اور فرائضِ رسالت ہوں گے اور ہر ایک سے اس چیز کا عہد اور oath لیا کہ وہ اپنے فرائض نبوت و رسالت کا حصہ بجالائیں گے۔

جیسے کسی شخص کو ایک آفس سپرد کیا جاتا ہے۔اس کی appointment پر پہلے declaration اور decision کے طور پر ایک oath-taking ceremony ہوتی ہے، یہ ایک spiritual ceremony تھی، یہ دوسرا میثاق تھا۔

اللہ رب العزت کا امر، عالم ارواح میں جن جن کو نبوت و رسالت کے اعزاز سے بہرہ یاب کرنے کا تھا، ان انبیاء کی ارواح کو جمع کر کے ان سے عہد لیا اور وہ عہد و میثاق بشکل حلف نبوت تھا کہ تمہیں نبوت و رسالت سے سرفراز کروں گا اور تمہاری نبوت و رسالت کے یہ فرائض ہیں جو ادا کرنے ہیں۔

اس میثاق کا ذکر سورۃ احزاب کی آیت نمبر 7 اور 8 میں آتا ہے۔ارشاد فرمایا گیا:

وَإِذۡ أَخَذۡنَا مِنَ النَّبِيِّـۧنَ مِيثَٰقَهُمۡ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٖ وَإِبۡرَٰهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ٱبۡنِ مَرۡيَمَۖ وَأَخَذۡنَا مِنۡهُم مِّيثَٰقًا غَلِيظٗا O لِّيَسۡـَٔلَ ٱلصَّٰدِقِينَ عَن صِدۡقِهِمۡۚ وَأَعَدَّ لِلۡكَٰفِرِينَ عَذَابًا أَلِيمٗا O (سورہ الاحزاب، آیت نمبر 8-7)

ترجمہ: ''اور (اے حبیب! یاد کیجئے) جب ہم نے انبیاء سے اُن (کی تبلیغِ رسالت) کا عہد لیا اور (خصوصاً) آپ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ ابن مریم (علیہم السلام) سے اور ہم نے اُن سے نہایت پختہ عہد لیا۔تاکہ (اللہ) سچوں سے اُن کے سچ کے بارے میں دریافت فرمائے اور اس نے کافروں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے''۔(ترجمہ عرفان القرآن)

ایک قاعدہ یاد رکھ لیں کہ جب بھی قرآن مجید میں لفظ ''اِذ'' آتا ہے اس حرف کا معنی ہوتا ہے ''جب'' مگر جہاں بھی ''اذ'' آئے گا اس کے ساتھ ایک لفظ محذوف ہوتا ہے ''وَاذکُر'' یعنی یہ Hiden ہوتا ہے اس لیے آپ قرآن مجید کا جو ترجمہ بھی اٹھا کے دیکھیں اُس میں لکھا جائے گا ''اور یاد کرو جب'' مگر وہ عبارۃً نہیں آتا معناً ہوتا ہے۔تو گویا جہاں جہاں قرآن مجید میں کلمہ ''اِذ'' کے ساتھ کوئی آیت شروع ہوئی ہے، وہاں اس آیت کے اندر بیان کیا جانے والا واقعہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے یوں بیان کیا ہے:

''میرے حبیبِ مکرم یاد کریں وہ وقت جب میں نے یہ کیا، یاد کریں وہ وقت جب میں نے یہ کہا، یاد کریں وہ واقعہ جب یہ بات ہوئی''، تو جب کسی کو یہ کہا جائے کہ یاد کریں وہ وقت یاد کریں وہ واقعہ۔ یہ کس کو کہا جاتا ہے؟ جو شخص اُس واقعہ کے وقت موجود ہی نہ تھا! اُس کو کوئی کہہ سکتا ہے یاد کریں وہ وقت؟ وہ کہے گا میں کیا یاد کروں، میں تو تھا ہی نہیں، موجود ہی نہیں تھا، مجھے تو علم ہی نہیں ہے، یاد تو وہ بات کرائی جاتی ہے، جو پہلے سے اُس کے علم میں ہو، اُس کے سامنے رونما ہو چکی ہو، جس کو بات کہی جا رہی ہے وہ وہاں موجود ہو یا اُس کے علم میں ہو۔**خواہ جسمانی طور پر موجود ہو، خواہ روحانی طور پر موجود ہو، خواہ علمی طور پہ موجود ہو، یعنی باعتبارِ خبر یا باعتبارِ علم یا باعتبارِ آگاہی موجود ہو۔**

جیسے باری تعالیٰ نے قرآن مجید میں آدم علیہ السلام کی تخلیق پر بھی ''اِذ'' کہا:

وَإِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٞ فِي ٱلۡأَرۡضِ خَلِيفَةٗۖ

ترجمہ: ''اور یاد کیجئے جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ اور نائب بنانے والا ہوں''۔(سورہ البقرہ، آیت نمبر 30)

اسی طرح انبیاء کی روحوں سے میثاق لیا جا رہا تھا، تو اس کا ذکر بھی ''اِذْ'' کے ساتھ کیا۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ.

ترجمہ: ''اور میرے محبوب یاد کریں جب ہم سب انبیاء سے عہد لے رہے تھے''۔ (سورہ الاحزاب، آیت نمبر 7)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور پاک ﷺ تخلیق آدم سے بھی پہلے اور میثاقِ انبیاء سے بھی پہلے موجود تھے۔ یہ نحو اور بلاغت کا قاعدہ اور اصول ہے جب ہمزہ استفہام لَمْ یا لاَ پر آئے گا تو وہ استفہامِ انکاری بنے گا اور اُس کا فائدہ اور اس کا معنی اور اُس کا مفہوم اور مراد positive اور مثبت ہوتا ہے۔ جیسے قرآن حکیم میں فرمایا گیا "اَلَمْ تَرَ کَیْفَ" "کیا آپ نے نہیں دیکھا"؟ اردو اور دنیا کی ہر زبان میں بھی یہی طریقہ ہے۔ جب اردو میں آپ کسی کو کہیں: کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ تو جب کسی کو یوں کہہ کے مخاطب کیا جائے تو اس کا معنی ہوتا ہے آپ جانتے ہیں آپ نے دیکھا ہے۔ یہ حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ولادت سے پہلے کا واقعہ ہے جب ابرہہ کا لشکر کعبہ معظمہ پر حملہ آور ہوا اس وقت آپ خاتم النبیین ﷺ رحم مادر میں ہیں۔ لیکن حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو دوران وحی اللہ پاک فرما رہا ہے: "میرے محبوب! کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ابرہہ کے ہاتھیوں کے ساتھ کیا حشر کر دیا تھا"؟ اس کا مطلب ہے ''ہاں آپ ﷺ نے دیکھا ہے۔'' معلوم ہوا حضور پاک خاتم النبیین ﷺ ولادت سے پہلے بھی دیکھتے تھے، اسی طرح کائناتِ بشریت کے آغاز سے پہلے بھی ان انبیاء کے میثاق پر گواہ تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی موجودگی اور آپ خاتم النبیین ﷺ کا علم اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی خبر سارے زمانوں کے اوپر محیط ہے۔

اب بتانا یہ مقصود ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''اور جب ہم نے تمام انبیاء سے میثاق لیا۔۔۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش جتنے انبیاء علیہم السلام ہوئے اب ان تمام انبیاء سے میثاق لیا۔ اس سے معلوم ہوا ''میثاقِ نبوت'' سب سے لیا، مگر کل انبیاء علیہم السلام میں سب سے اونچے درجے کے اُولوالعزم جو پانچ نبی ہوئے ان کا نام لے کر mention فرمایا کہ ان سے بھی عہد لیا اور جب نام لے کر ذکر کیا تو فرمایا: "وَمِنْکَ" "محبوب آپ سے بھی لیا"۔ "وَمِنْ نُوحٍ""اور نوح سے بھی لیا"۔ "وابراہیم""اور ابراہیم سے بھی لیا"، ''وموسیٰ'' "اور موسیٰ سے بھی لیا"۔ "وعیسیٰ بن مریم" "اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی لیا"۔ **اب یہاں کتنی لطیف بات ہے کہ حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی بعثت تو بعد میں سب انبیائے آخر میں ہوئی مگر جب رب کائنات نے سب کا ملا کر ذکر کیا تو ترتیب بعثت کو بدل کر ترتیب مرتبت قائم کر دی۔ جو رتبے میں سب سے اونچا ہے اُس کا نام پہلے لیا پھر خاص بات یہ ہے کہ رتبہ کی ترتیب بھی سارے پانچوں پر قائم نہیں کی کہ رتبے میں دیکھیں تو ابراہیم علیہ السلام سب سے اولو العزم ہیں۔ مگر حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ذکر کرنے کے بعد پھر ترتیب مراتب نہیں رکھی، پھر ترتیب بعثت لے آئے۔ صرف ایک single نام کی خاطر ترتیب بدل دی، جب حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا نام لے لیا پھر ترتیب وہی برقرار رکھی۔ اللہ رب العزت نے فرمایا محبوب آپ سے عہد لیا اور نوح سے لیا اور ابراہیم سے لیا اور موسیٰ سے لیا اور عیسیٰ سے لیا" وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا "اور ہم نے ان سب انبیاء کرام علیہ السلام سے بڑا پختہ عہد لیا۔**

وہ کس چیز کا عہد تھا؟ اس چیز کا عہد تھا کہ ''یہ تمام انبیاء جب دنیا میں مبعوث ہونگے تو اللہ کے دین کی اقامت کریں گے اور اللہ کے دین کو فروغ دیں گے''، یعنی وہ اللہ کا پیغام توحید لے کر دنیا میں آئیں گے اور نسل بنی آدم اور اپنی اپنی اقوام تک پہنچائیں گے۔ یہ وہ عہد تھا جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے لیا۔ اور عمومی ذکر کے ساتھ پانچ کا ذکر اس لیے کیا کہ یہ پانچ اولوالعزم سب سے بلند رتبہ انبیاء اور رسل ہیں۔ سورہ میں بھی اسی طرح ہے جس سے معلوم ہوتا ہے اتفاقاً ایسا نہیں ہوا بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر جگہ یہی التزام کیا ہے اور جب ہر جگہ ایک ہی بات کا اہتمام ہو تو صاف ظاہر ہے اُس کے اندر کوئی ایک باقاعدہ message ہوتا ہے۔ جو یہ ہے کہ اگر انبیاء ورسل کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی برابری گوارہ کرتا تو پھر جو جس زمانے میں مبعوث ہوئے اسی ترتیب سے ذکر کرتا۔ مگر سورۃ شوریٰ، آیت نمبر 13 میں بھی فرمایا:

أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ.

ترجمہ: "اور جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا کہ دین ٹھیک رکھو "۔

پیچھے حضرت نوح علیہ السلام کے دین کا ذکر چلا آ رہا تھا کہ وہ کون سا دین تھا؟ فرمایا: "یہ وہی دین ہے جو محبوب ہم نے آپ ﷺ کی طرف بھی بھیجا ہے اور جو ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کی طرف بھی بھیجا ہے۔ تا کہ اللہ کے دین کو قائم کیا جائے''۔ ہم دیکھتے ہیں کہ باری تعالیٰ یہاں نوح علیہ السلام کے ذکر میں جب آپ ﷺ کا ذکر لائے تو ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ سب اولوالعزم پیغمبروں کا ذکر حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کر دیا۔ یہی ترتیب یہاں رکھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا آپ ﷺ، آخر الانبیاء ہونے کے باوجود ذکر میں اول ہیں۔

تمام انبیاء بھی آدم علیہ السلام کی پشت اور صلب سے روحوں کی طرح نکالے گئے ہیں۔ تمام انبیاء کی ارواح بھی اسی طرح روحوں میں متمثل کر کے سامنے لائی گئیں تا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان سے عہد لے اور حضرت آدم علیہ السلام نے انبیاء کی ارواح کو روشن چراغوں کی شکل میں دیکھا ہر نبی کی روح نور کی طرح چمک رہی تھی اور ان سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبوت ورسالت کا میثاق لیا۔ اب ان پر گواہی کس کی لی؟ فرمایا:

لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا (سورہ الاحزاب، آیت نمبر 8)

ترجمہ: "تاکہ سچوں سے ان کے سچ کا سوال کرے اور اس نے کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے" -

گویا انبیاء کے میثاق نبوت پر گواہ ان کی امت کے علماء کو بنایا اور پوری نسل بنی آدم کی میثاق توحید پر گواہ ملائکہ کو بنایا۔ معلوم ہوا میثاق نبوت پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی امت کے صادقین، اولیاء، علماء، صلحاء، متقین، گواہ ہوں گے۔ اور پھر جو کفار انکار کر رہے ہوں گے ان کے انکار کو رد کر دیا جائے گا۔

3- تیسرا میثاق (عہد یا وعدہ): تیسرا میثاق بھی صرف انبیاء اور رُسل عُظام سے لیا گیا۔ یہ میثاق ان سے نبوت ورسالت محمدی خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لانے کا تھا۔ ہر نبی اور ہر رسول سے عہد اور وعدہ لیا گیا کہ تم پیغمبر آخر الزماں سیدنا محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کی نبوت ورسالت پر ایمان لاؤ گے، اور ان کے پیغمبرانہ مشن کی مدد کرو گے۔

ارشاد خداوندی ہے: (سورہ آل عمران، آیت نمبر 81)

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۭ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ.

ترجمہ: ''اور (اے محبوب! وہ وقت یاد کریں) جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر دوں، پھر تمہارے پاس وہ (سب پر عظمت والا) رسول (ﷺ) تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے، فرمایا: کیا تم نے اِقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب نے عرض کیا: ہم نے اِقرار کر لیا، فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔"

آیت مبارکہ کے الفاظ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ کے ذریعے اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوتوں کو حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ایمان کے ساتھ مشروط کر دیا اور ان کی رسالتوں کو حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایمان اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی رسالت کی خدمت کے ساتھ مشروط کر دیا کہ تم سب اس نبی پر ایمان لاؤ گے اور ان کی نصرت و مدد کرو گے۔

میثاقِ نبوتِ محمدی خاتم النبیین ﷺ میں اِقرار کا تقابلی فرق: اب سورۃ آل عمران کی اسی آیت نمبر 81 کے اگلے الفاظ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ سے اقرار کا فرق بتایا جا رہا ہے۔ یہاں اُسلوب کتنا بدل گیا ہے۔ پہلے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى کے ذریعے اپنی توحید اور قطع شرک کا اقرار کروایا ہے۔ وہاں ایک جملے کا مضمون تھا۔ " کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں"؟ سب نے کہا: "ہاں! ہمارا رب ہے" اس پر فرشتوں کو کہا کہ تم گواہی دو، اللہ عزوجل نے خود گواہی نہیں دی۔ فرشتے گواہ ہو گئے، انبیاء کرام علیہم السلام کی باری آئی تو ان سے نبوت کا میثاق لیا اور فقط اتنا کہا کہ ان کی اُمت کے اولیاء و صادقین قیامت کے دن اُن کے گواہ ہوں گے۔ بس یہ مضمون تھا میثاقِ توحید اور میثاقِ نبوت کا۔

اب انبیاء اور رُسل عظام علیہم السلام سے میثاقِ رسالتِ محمدی خاتم النبیین ﷺ کا جب وقت آیا تو ان سے جو اقرار کروانا تھا کروا لیا۔ فرمایا: "ءَاَقْرَرْتُمْ " (کیا تم نے اِقرار کیا)؟ کیا یہ بات اپنی توحید کے میثاق کے وقت پوچھی تھی؟ نہیں، انہوں نے کہا تھا: " بَلٰى (جی ہاں)"۔ اس پر فرشتے گواہ ہو گئے۔ لیکن کیا ان سے تکرار کے ساتھ پوچھا تھا" کیا تم اقرار کرتے ہو"؟ اِسی بَلٰى کو اقرار سمجھ لیا گیا۔ انبیاء علیہم السلام سے جب میثاقِ نبوت لیا گیا تو کیا ان سے دوبارہ کوئی بات پوچھی تھی؟ نہیں! ان کے میثاق پر کہا: "ان کی امت کے اہل صدق قیامت کے دن گواہ ہوں گے"۔ لیکن جب میثاقِ رسالتِ محمدی خاتم النبیین ﷺ کی بات آئی تو چونکہ اس میں حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کی آمد، بعثت، میلاد اور دنیا میں تشریف آوری کی بات ہو رہی تھی تو فرمایا: ''ءَاَقْرَرْتُمْ " " کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کی نبوت پر ایمان بھی لاؤ گے اور ان کی رسالت کے مشن کی مدد بھی کرو گے؟'' مزید پوچھا: "وَاَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ " (اور اس (شرط) پر میرا

بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا) کہ اس پر قائم رہو گے؟) اب بتائیے کیا کسی کے پھر جانے کا ڈر تھا؟ یہ عہد تو انبیاء علیہم السلام سے لیا جا رہا ہے کوئی عام نسل بنی آدم سے نہیں۔ پھر اس نے اپنی توحید کا اقرار لے کر اور انبیاء سے ان کی نبوتوں کا میثاق لے کر تکرار کے طور پر ان سے کوئی ایسی بات نہیں کہی۔ مگر جب میثاق رسالت محمدی ﷺ کی باری آئی ہے تو پوچھا: " کیا، اقرار کرتے ہو"؟ پہلا اقرار تو اس میثاق کے اندر آ ہی گیا تھا۔ دوسری بار پوچھا۔" کیا اس بات کا اعلان اور اقرار کرتے ہو"؟ جواب دیا:" جی ہاں! اقرار کرتے ہیں"۔ پھر تیسری بار یہی پوچھا:" کیا اس بات کا کہ میرے محبوب پر ایمان لاؤ گے اور ان کے پیغمبرانہ مشن کی مدد کرو گے اور ان کی نبوت و رسالت کی اتباع کرو گے اور اپنی امتوں میں ان کی آمد کے ڈنکے بجاؤ گے، کیا اس کا میرے ساتھ پختہ وعدہ کرتے ہو"؟ انہوں نے کہا:" باری تعالیٰ ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں، اعلان کرتے ہیں، تیری ذات کے ساتھ پختہ وعدہ کرتے ہیں"۔ پھر فرمایا:" تم خود گواہ ہو جاؤ"۔ پھر فرمایا:" فَاشْهَدُوْا " " اگر میرے ساتھ اقرار کرتے ہو اور اس بات کا اعلان کر کے پختہ وعدہ کرتے ہو تو پھر گواہ ہو جاؤ"۔ سب نے کہا:" باری تعالیٰ! ہم تیرے حضور اپنے قول اور اپنے اقرار پر خود گواہ ہو گئے"۔ اور پھر اس نے کہا:" وَاَنَا مَعَكُمۡ مِّنَ الشّٰهِدِيۡنَ "،" اب تمہاری گواہی پر میں خود گواہ بنتا ہوں"۔ جب میثاق توحید اور انبیاء علیہم السلام سے میثاق نبوت کا وقت تھا تو رب ذوالجلال خود گواہ نہیں بنے مگر جب رسالتِ محمدی ﷺ کے عہد و میثاق کا وقت آیا تو رب کائنات نے سب نبیوں کو بھی گواہ بنایا اور پھر ان پر خود اپنی ذات کو اس میثاقِ نبوتِ مصطفیٰ ﷺ پر گواہ بنایا۔ اور پھر اگلی آیت میں پوری نسلِ آدم کے لیے تنبیہہ فرمایا: (سورہ آل عمران، آیت نمبر 82)

فَمَنۡ تَوَلّٰى بَعۡدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ. ترجمہ: ''پھر جس نے اِس (اقرار) کے بعد روگردانی کی پس وہی لوگ نافرمان ہوں گے''۔

علامہ ابن تیمیہ روایت کرتے ہیں" ہر نبی اپنے اپنے زمانے میں اپنی امت سے یہ عہد لیتا رہا کہ اگر تم لوگ زندہ ہوئے اور تمہارے زمانے میں نبی آخر الزماں محمد مصطفیٰ ﷺ آ گئے تو پھر میرے کلمے کے پیچھے نہ پڑے رہنا، پھر حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کا امتی ہو جانا۔ اُن پر ایمان لے آنا کہ اُس میں ہماری نبوتوں کے سارے دھارے نبوت و رسالتِ محمدی ﷺ کے سمندر میں ضم ہو جائیں گے"۔ (دقائق التفسیر 334:1)

آپ خاتم النبیین ﷺ چونکہ سب انبیاء علیہم السلام کے گواہ و امام اور سب انبیاء علیہم السلام کے نبی ہیں، سب امتوں کے نبی ہیں، اس لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس منظر کو عملاً بھی دو مرتبہ بپا کر دیا تاکہ وہ جو حقیقت ہے اُس کا ظہور دنیا میں بھی ہو جائے اور آخرت میں بھی ہو جائے۔ کُل انبیاء کی کثرت مبعوث ہوئی تھی بیت المقدس اور شام، اُردن، فلسطین اور ملحقہ علاقوں میں۔ اکثریت انبیاء کی وہاں مبعوث ہوئی تھی اور انبیاء علیہم السلام کے دو گروہ ہو گئے تھے۔ وہ دو گروہ کس طرح؟ ان کے سفر کے اعتبار سے، ہجرتوں کے اعتبار سے، ابراہیم علیہ السلام نے جب سرزمین مکہ میں کعبہ تعمیر کر لیا تو چونکہ ہر نبی کو یہ بات معلوم تھی کہ نبی آخر الزماں ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ اور ہر نبی اس بات کا عہد و پیماں کر چکا تھا۔ ہر نبی ان پر ایمان لانے کا اقرار کر چکا تھا۔ ہر نبی کے سامنے عظمتِ رسالتِ محمدی ﷺ اُجاگر تھی اور بہت سے انبیاء علیہم السلام ایسے گزرے جو آپ خاتم النبیین ﷺ کی اُمت میں ہونے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے دیدار کی آرزو کرتے رہے۔

جیسا کہ قرآن مجید نے کہا: (سورہ الاعراف، آیت نمبر 157)

اَلَّذِيۡنَ يَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِىَّ الۡاُمِّىَّ الَّذِىۡ يَجِدُوۡنَهٗ مَكۡتُوۡبًا عِنۡدَهُمۡ فِى التَّوۡرٰٮةِ وَالۡاِنۡجِيۡلِ.

ترجمہ:'' (یہ وہ لوگ ہیں) جو اس رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پیروی کرتے ہیں جو امی (لقب) نبی ہیں۔ جن (کے اوصاف و کمالات) کو وہ لوگ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔''

یعنی حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے تذکرے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی ولادت کا تذکرہ، ولادت کے شہر مکہ کا تذکرہ، آپ خاتم النبیین ﷺ کی ہجرت کا تذکرہ، ہجرت کے شہر مدینہ کا تذکرہ، مدینہ میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی قبر انور کے ہونے کا تذکرہ، اور مکہ میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے جوان ہونے کا تذکرہ، اور پھر آپ خاتم النبیین ﷺ کے اوصاف، کمالات، معجزات، سُنتیں، سیرت، خصائل حمیدہ، اخلاق، طور طریقے، ساری نعتیں، ساری صفتیں، سارے وصف، سارے تذکرے، تورات، انجیل سمیت ہر نبی کی کتاب میں موجود تھے۔ اور تمام انبیاء آپ خاتم النبیین ﷺ کے تذکرے پڑھ پڑھ کے اپنی اُمتوں کو بتاتے تھے۔ یہودیوں تک کو یاد تھے، وہ اپنے بچوں کو آپ خاتم النبیین ﷺ کی شان کے تذکرے یاد کراتے تھے۔ اور ان کا یہ خیال تھا کہ شاید حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ بھی بنی اسرائیل سے آئیں گے چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سب انبیاء بنی اسرائیل سے آ رہے تھے۔

مکہ مکرمہ میں انبیاء علیہم السلام کا قیام: انبیاء علیہم السلام کا ایک گروہ تو ایسا تھا جو یہ جان کر کہ تاجدارِ کائنات نبی آخر الزمان خاتم النبیین ﷺ مکہ میں مبعوث ہوں

گے سینکڑوں ہزاروں میل کا سفر کرتے کرتے دیدارِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کے شوق میں مکہ مکرمہ آ گیا تھا۔ اُنہوں نے عمریں مکہ میں گزار دی تھیں کہ جب کبھی رب کے محبوب اور اس کے حسن کے طلوع کا وقت آئے گا ہمیں دیدار کا موقع نصیب ہوگا اور ہم ان کا زمانہ پائیں گے۔ اسی طرح تاجدار کائنات ﷺ کے انتظار میں سینکڑوں انبیاء نے وادی مکہ میں عمریں گزار دیں۔ اور ان کے مزارات صحن کعبہ میں اور بعضوں کے حطیم کعبہ میں ہیں۔ تین سو یا سات سو انبیاء علیہم السلام ایسے ہیں کہ ان کی تو وفات بھی مکہ میں ہوئی اور ان کے مزارات کعبہ شریف کے مطاف میں صحن کعبہ کے اندر ہیں۔ وہ اس خیال سے یہاں قیام پذیر ہو گئے تھے کہ ہماری عمر میں ہماری زندگیوں میں اگر تاجدار کائنات ﷺ آ گئے تو حضور کی غلامی کا شرف ہو جائے گا۔ اور اگر ہماری زندگی میں مبعوث نہ ہوئے تو دفن ہونے کا اعزاز تو نصیب ہو جائے گا۔ جب زائرین اس کعبے کا طواف کریں گے تو ہم ان کے قدموں کے نیچے ہوں گے۔ یوں ان کے تلووں کے بوسے ہوتے رہیں گے۔ ستر کے قریب یا اُس سے زائد انبیاء تو منیٰ میں مدفون ہیں۔ ''مسجد الخیف'' میں سات سو انبیاء ہیں جہاں تین دن حاجی قیام کرتے ہیں ان کو خبر تھی کہ یہ حج کے راستے اور اس محبوبِ مکرم ﷺ کے ٹھکانے ہونگے۔ عرفات، مزدلفہ، منیٰ وغیرہ جو آپ خاتم النبیین ﷺ کے راستے تھے ان پر یہ ٹھکانے کرتے گئے۔ انبیاء علیہم السلام کا ایک گروہ تو ادھر ہی آ کے آباد ہو گیا۔ اور کثیر تعداد میں انبیاء علیہم السلام ادھر ہی مبعوث ہوئے اور وہیں ان کے مزارات بنے۔

تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے چاہا کہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کو چونکہ تمام انبیاء کا امام بنایا ہے لہٰذا اس کا اظہار بھی عملاً دنیا میں ہونا چاہیے اور آخرت میں بھی ہونا چاہیے، اس لیے آپ خاتم النبیین ﷺ کو مسجد حرام سے معراج کی رات مسجد اقصیٰ لے جایا گیا جہاں تمام انبیاء علیہم السلام کو صف در صف حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کی اقتدا میں کھڑا کیا گیا اور آپ خاتم النبیین ﷺ نے جمیع انبیاء ورُسل علیہم السلام کی امامت کرائی تو شبِ معراج جب سب انبیاء علیہم السلام حاضر ہو گئے تو ان کی خواہشِ دیدار، اللہ تعالیٰ نے پوری کر دی۔

(اَزرقی، اخبار مکہ، 1:67،68- فاکہی، اخبار مکہ، 4:191- طبرانی، المعجم الکبیر، 12:413، رقم: 13525- دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، 2:28، رقم: 2177- فاکہی، اَخبار مکہ، 7:102، رقم: 2525)

جب شبِ معراج سب انبیاء علیہم السلام کو حضور خاتم النبیین ﷺ کی اقتدا میں دے دیا گیا تو ملائکہ بولے: "باری تعالیٰ تمام انبیاء علیہم السلام کو تو نے محبوب کی اقتداء اور دیدار عطا کر دیا۔ ہمارا کیا بنے گا؟ کبھی ہمیں بھی دیدار نصیب ہو جائے"۔ تو فرمایا: "اب معراج کا دوسرا سفر آسمانی کائنات میں اور عرش معلیٰ پر جا کے سدرۃ المنتہیٰ تک ہوگا۔ اے کل آسمانی کائنات کے فرشتو! سدرۃ المنتہیٰ پر جمع ہو جاؤ"۔ (سیوطی، الدر المنثور، 7:651)

کُل کائنات کے ملائکہ اُس رات سدرۃ المنتہیٰ پہ جمع ہو گئے تھے تو ملائکہ کو سدرۃ المنتہیٰ پر دیدار کرا دیا۔

فرشتوں کی ایک اور آرزو بھی تھی کہ حضور خاتم النبیین ﷺ عمر بھر تو زمیں پہ رہیں گے، ہمارا کیا قصور ہے ہم آسمان پر ہیں۔ تو عمر بھر حضور خاتم النبیین ﷺ کی اُمت دیدار بھی کرتی رہے گی اور مدینہ پاک بھی جاتی رہے گی، اور صلوٰۃ وسلام بھی بھیجتی رہے گی۔ ہم کیوں محروم رہیں؟ تو اُن کے لیے بھی اللہ پاک نے حاضری کی سبیل پیدا کر دی کہ ستر ہزار فرشتے اب ہر روز صبح اور ستر ہزار فرشتے شام کو آپ خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی قبرِ انور کو اپنے پر لگاتے ہیں، مس کرتے ہیں- (دارمی، السنن، 1: 57، رقم: 94) جیسے انسان جالی کو ہاتھ لگاتا ہے (بیہقی، شعب الایمان، 3:492، رقم: 4170) ہم تو ادب سے ہاتھ نہیں لگاتے مگر ملائکہ تو نور ہیں وہ اپنے پر مس کرتے ہیں۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی قبر انور پر درود وسلام پیش کرتے ہیں۔ ستر ہزار ملائکہ دیدار مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کے لیے صبح آتے ہیں اور ستر ہزار ملائکہ شام کو آتے ہیں۔ (عبد اللہ بن مبارک، الزہد: 558، رقم: 1600) ہر روز دستہ تبدیل ہوتا ہے۔ ایک لاکھ چالیس ہزار ملائکہ کا۔ اور ستر ہزار کا ایک گروہ جو ایک بار آتا ہے قیامت تک اسے دوبارہ باری نہیں ملتی۔ اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس دن قیامت بپا ہوگی تو یومِ قیامت آپ خاتم النبیین ﷺ جب قبرِ انور سے باہر تشریف لائیں گے تو اس دن بھی ستر ہزار ملائکہ کے جھرمٹ میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ باہر نکلیں گے۔ (بیہقی، شعب الایمان، 3:492، رقم: 4170)

70 ہزار ملائکہ جن کے جھرمٹ میں حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نکلیں گے وہ وہی خوش نصیب ہوں گے جن کی اس دن ڈیوٹی ہوگی۔

روزِ قیامت شانِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کا عملی مظاہرہ: صحیح بخاری اور مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے کہ " آپ خاتم النبیین ﷺ اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کریں گے۔ قیامت کے دن ہر اُمت ایک دوسرے کو کہے گی کہ مل کے سارے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں۔ وہ کہیں گے: "اِذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي"

(آج میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ)'' تو لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے :" نہیں، أِذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي "(آج کسی اور کے پاس جاؤ)۔ چلتے چلتے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسی علیہ السلام حتی کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے پاس آ جائیں گے، آپ خاتم النبیین ﷺ کی بعثت سے پہلے آخری وہی تھے۔اب یہ بھی تو ہوسکتا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام ہی سیدھا کہہ دیتے کہ ان کے پاس جاؤ۔مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس کُل سابقہ امتیں آئیں گی تو اس وقت وہ فرمائیں گے :"إذهبوا إلى محمد" (حضور نبی اکرم ﷺ کے درِ دولت پر جاؤ)۔آج ان کا دن ہے ان کے سوا کوئی اِس وقت لب نہیں کھول سکتا۔ یہ بات حضرت آدم علیہ السلام نے شروع میں کیوں نہ کہہ دی؟ اگر وہ شروع میں ہی کہہ دیتے تو حضرت آدم علیہ السلام کے بعد وہ براہِ راست حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ میں آجاتے۔لیکن ایک ایک دروازے پر قیامت کے دن اللہ بھیج رہا ہے تا کہ یہ بھی پتا چل جائے کہ ہر امت اپنے نبی کے دروازے پر سائل بن کے جائے اور یہ بھی پتہ چل جائے کہ ہر دروازے سے جواب ملے :''نہیں! آگے جاؤ، آگے جاؤ'' گھومتے گھومتے سب کو خبر ہو جائے اور پورے محشر میں اعلان ہو جائے کہ قیامت کے دن سب امتوں کا ملجا و ماویٰ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ ہے۔ پھر جب آپ ﷺ کے پاس لوگ آئیں گے تو آپ خاتم النبیین ﷺ فرمائیں گے :''ہاں! اس شفاعت کے لیے تو میں ہی مخصوص ہوں۔'' (بخاری، الصحیح ، کتاب التوحید ،6:2727، رقم:7072)

ایک شرف اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں عطا کر دیا، اور ایک شرف انہیں قیامت کے دن عطا فرما دے گا۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

''میں ساری اولادِ آدم علیہ السلام کا سردار ہوں اور یہ بات فخر یہ نہیں کہتا، اور سب سے پہلے میری زمین شق ہوگی، اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی، میرے ہاتھ میں (اللہ تعالیٰ کی) حمد کا جھنڈا ہوگا جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام ہوں گے۔'' (ابن حبان، الصحیح ،14:398، رقم:6478 - أبو يعلى، المسند ،13:480، رقم:7493 - ابن أبي عاصم، السنه ،2:369، رقم:793 - مقدسی، الاحادیث المختارہ ،9:455، رقم :428 - ہیثمی، موارد الظمآن ،1:523، رقم:2127)

روزِ محشر عرش پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت: اُس دن شان و شوکتِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کا عملی مظاہرہ ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حساب و کتاب شروع کرنے کے لیے آپ خاتم النبیین ﷺ لب کشائی فرمائیں گے۔ اب عدالت قائم ہوگی تخت لگ جائے گا۔تو اللہ تبارک وتعالیٰ سرِ عرش اپنی کرسی پر جو اللہ رب العزت کے لیے خاص ہوگی، (حاکم، المستدرک ،2:396، رقم:3385) اپنی شان کے لائق جلوہ افروز ہوگا اور فرشتہ کو حکم دے گا:''عرش پر میری کرسی کے دائیں جانب مصطفیٰ ﷺ کی کرسی بچھا دی جائے''۔تو قیامت کے دن عرش الٰہی پر دو کرسیاں رکھی جائیں گی۔عرش پر ایک کرسی ہوگی رب کائنات کی وہ جو صدر بزم قیامت ہوگا، صدر یوم قیامت کے ساتھ دوسری کرسی اس دن کے مہمان خصوصی مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کی ہوگی ''عن یمین الرحمان یمین العرش'' (حاکم، المستدرک ،2:396، رقم: 3385) عرش کی کرسی پر دائیں جانب تشریف فرما ہوں گے۔ یہ پھر demonstration ہوگا کہ جہاں ابتداء میں ہر نبی کو حضور خاتم النبیین ﷺ کی متابعت میں دیا گیا تھا وہاں انتہا بھی ساری کائنات، ساری مخلوقات سمیت سب انبیاء علیہم السلام حضور خاتم النبیین ﷺ کی متابعت میں ہوں گے۔

****

دارِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ

اللہ عزوجل نے ہر نبی سے یہ وعدہ لیا تھا کہ محمد خاتم النبیین ﷺ کے بارے میں اپنی اپنی امتوں کا آگاہ کر دینا اور محمد خاتم النبیین ﷺ کے اوصاف، کمالات اور عظمت کو واضح کر دینا۔

ہر نبی نے اپنی اُمت کو محمد خاتم النبیین ﷺ کے آنے خبر دے دی تھی۔ اس لئے نبی خاتم النبیین ﷺ کی آمد کی شہرت اتنی ہو چکی تھی کہ کوئی قوم ایسی نہ تھی کہ وہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی آمد سے بے خبر ہو۔

امام ابوسعد الخرکوشی النیشا پوریؒ، جو کہ حدیث کے بہت بڑے امام ہو گزرے ہیں اور اکثر آئمہ حدیث خواہ وہ امام عسقلانیؒ ہوں، امام قسطلانیؒ ہوں، امام عینیؒ ہوں، قاضی عیاضؒ ہوں، امام نودیؒ ہوں، امام سیوطیؒ ہوں یا امام قرطبیؒ، وہ سب امام ابوسعد نیشا پوریؒ کا حوالہ بطور حجت دیتے ہیں۔

وہ اپنی کتاب (شرف المصطفیٰ ﷺ 1:93-105، رقم:1) میں روایت کرتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی بعثت سے ایک ہزار سال قبل یمن کی سرزمین کا بادشاہ تُبَّع الاوّل تھا۔ تاہم اِس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں کہ یہ واقعہ (جو ہم بیان کرنے جا رہے ہیں وہ) تُبَّع الاوّل کا ہے۔ امام ابوسعد نیشا پوری نے تُبَّع الاوّل ذکر کیا ہے جب کہ بعضوں نے کہا ہے کہ تُبَّع الاوسط تھا۔ جب کہ بعض کہتے ہیں کہ یہ سب سے بعد میں آنے والے تُبَّع الاصغر کا واقعہ ہے۔ دراصل تُبَّع ایک اصطلاح ہے جیسے روم کے بادشاہ کے لیے ''قیصر'' کی اصطلاح ہوتی تھی، ایران کے بادشاہ کے لیے ''کسریٰ'' کا لقب استعمال کیا جاتا تھا۔ اُسی طرح تُبَّع بھی ایک اصطلاح ہے۔ یہ تُبَّع ان پانچ بادشاہوں میں سے ایک ہے جنہوں نے پوری دنیا میں فتوحات کیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے زمانے سے ایک ہزار سال قبل یہ روانہ ہوا۔ اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ جس ملک اور جس شہر کو فتح کرتا وہاں سے دس اَفراد نہایت اعلیٰ، صاحبانِ حکمت، صاحبانِ علم یعنی چوٹی کے دس بڑے زعماء کو چن لیتا اور اپنے لشکر میں بطور مشیر شامل کر لیتا۔ اس کا لشکر جب عالمی فتوحات کرنے کے لیے نکلا تو ایک لاکھ تینتیس ہزار گھوڑے اُس میں شامل تھے، ایک لاکھ تیرہ ہزار پیادہ سپاہی تھے، اور دس دس حکماء، زعماء، دانش مند، اہل علم جو وہ شہر شہر اور ملک ملک سے جمع کرتا گیا اُس کے لشکر میں ان کی تعداد چار ہزار ہو گئی تھی۔ چونکہ پوری دنیا کی فتوحات کر رہا تھا، اس لیے چلتے چلتے وہ عرب پر حملہ کرنے کے لیے سرزمین مکہ کی سرحدوں پر پہنچا۔ وہ جس جگہ بھی جاتا تھا اُس کی طاقت اور قوت دیکھ کر اُس علاقے کے لوگ اُس کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے اور خود سرنگوں ہو جاتے۔ لیکن جب وہ مکہ پہنچا تو اہل مکہ نے نہ اس کی تعظیم و تکریم کی، نہ اُس کے رعب و دبدبے سے مرعوب ہوئے۔

اُس نے عماریسا نامی اپنے وزیر خاص کو بلایا اور اہل مکہ کی بے التفاتی کی وجہ دریافت کی۔ وزیر نے کہا: "آپ زیادہ غصے میں نہ آئیں۔ یہ عرب لوگ جاہل، ان پڑھ بدو ہیں۔ یہ اپنے حال میں مست رہنے والے بتوں کے پجاری ہیں۔ ان کے شہر میں ایک گھر ہے جسے کعبہ کہتے ہیں۔ یہ اس پر بڑا فخر کرتے ہیں اور یہ اُس کعبے کے مجاور ہیں، اور اس کا انہیں بڑا گھمنڈ ہے۔ اس وجہ سے کسی کی پرواہ نہیں کرتے"۔ بادشاہ نے سوچا کہ اگر یہ بات ہے تو میں پھر اس گھر کو ہی (معاذ اللہ) مسمار کر دیتا ہوں۔ بس اس نے یہ ارادہ کیا ہی تھا کہ اس کے سر میں ناقابل برداشت قسم کا شدید درد شروع ہو گیا، اور ساتھ ہی اس کی آنکھوں، دونوں کانوں، ناک اور منہ سے بودار پانی پیپ کی مانند بہنے لگ گیا۔ جو اتنا بدبودار تھا کہ کوئی شخص اُس کے پاس مجلس میں بیٹھنے کے لیے تیار نہ تھا۔ وہ سخت پریشان ہوا۔ جتنے حکماء و اطباء تھے ان کو بلایا۔ انہوں نے سر توڑ کوشش کی لیکن کسی سے اس کا علاج نہیں ہو سکا۔ وہ کہنے لگے "ہماری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ یہ کوئی اَمر سماوی ہے، اَمرِ ارضی نہیں۔ زمینی مرض ہوتا تو ہم میں سے کسی نہ کسی کی سمجھ میں اس کا علاج آ جاتا"۔ یہ کہہ کر سب لوگ چلے گئے اور اس پر رات کا اندھیرا چھا گیا۔

اس کے چار ہزار بڑے چوٹی کے علماء بڑے متقی اور بڑے پرہیزگار عالم تھے۔ ان میں سے ایک نے عماریسا سے کہا: "میں ایک راز کی بات بادشاہ تُبَّع سے کرنا چاہتا ہوں مگر وہ خلوت میں مجھے ملے اس وقت جب کوئی اور شخص موجود نہ ہوتا کہ راز افشا نہ ہو"۔ اس نے کہا کہ دوسری بات یہ کہ: "میں اس کے مرض کا علاج کر سکتا ہوں۔ مگر شرط یہ ہے کہ جو کہوں وہ اس پر عمل کرے"۔ وزیر نے بادشاہ سے آ کر یہ باتیں کیں۔ وہ اتنی سخت تکلیف میں تھا کہ دونوں باتیں مان گیا۔ چنانچہ رئیس العلماء رات کی تنہائی میں خلوت میں بادشاہ تُبَّع کے پاس آیا۔ اُس نے خلوت میں پوچھا: "یہ بتایئے آپ نے ذہن میں کعبہ کو مسمار کرنے کا ارادہ کیا تھا"؟ بادشاہ نے کہا: "ہاں! یہ ارادہ میں نے کیا تھا، اور صرف اس کعبہ کو تباہ کرنے کا ارادہ ہی نہیں بلکہ یہاں کے باسیوں کو قتل کرنے اور پورے شہر کو تباہ و برباد کرنے کا ارادہ کیا تھا"۔ اُس نے کہا: "بس یہی سبب ہے اور یہ مصیبت ٹل نہیں سکتی، جب تک تم اِرادہ نہ بدل لو اور توبہ نہ کر لو"۔ بادشاہ نے اُسی لمحے توبہ کر لی اور کہا "تم گواہ ہو جاؤ کہ اِس کعبہ اور اہل مکہ کی نسبت میرے تمام مکروہ اِرادے میرے دل و دماغ سے نکل گئے"۔ اُس کے توبہ کرنے کی دیر تھی کہ اُس عالم کے بادشاہ سے روانہ ہونے سے قبل ہی بادشاہ کی پیپ بھی بند ہو گئی

اور دردِ سر بھی ٹھیک ہو گیا۔

بادشاہ اُسی عالم کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا اور اپنی قیام گاہ سے دین ابراہیمی کا پیروکار بن کر نکلا۔ اُس نے کعبے پر سات غلاف چڑھائے اور اپنے لشکر کو بلا کر اس گھر کی حفاظت کے احکامات جاری کیے۔ تو تُبّع وہ پہلا شخص ہے جس نے کعبۃ اللہ پر غلاف چڑھایا۔

اِس کے بعد بادشاہ تُبّع لشکر لے کر آگے چل پڑا۔ سفر کرتے کرتے وہ ایک جگہ پہنچے جہاں کوئی آبادی نہیں تھی۔ صرف پانی کا ایک چشمہ تھا، وہاں سارا لشکر رُک گیا کہ چلو پانی پی لیں اور تھوڑی دیر آرام کریں۔ بادشاہ نے جگہ کا نام پوچھا تو گردونواح میں سے اِکا دُکا لوگوں نے بتایا کہ اس سرزمین کو "یثرب" کہتے ہیں۔ وہاں اُس نے قیام کیا اور اعلان کیا" کل یہاں سے روانہ ہوں گے"۔ اِس دوران میں لشکر میں موجود چار ہزار صاحبانِ علم کا اجلاس ہوا اور انہوں نے باہمی صلاح مشورہ کیا۔ وہ علماء سماوی کتب کا علم رکھنے والے اور صاحبانِ بصیرت تھے۔ وہ حضور خاتم النبیین ﷺ کی آمد، بعثت، ولادت اور ہجرت کے تذکروں کی پوری پہچان رکھتے تھے۔ جن کے پاس یہ سارا علم تھا وہ جانتے تھے کہ وہ نبی آخرالزماں خاتم النبیین ﷺ ہجرت کر کے اِس یثرب نامی وادی میں تشریف لائیں گے اور اسے یثرب سے مدینہ بنا دیں گے۔

اب انہوں نے طے کر لیا کہ قسمت ہمیں یہاں لے ہی آئی ہے تو اب ہم یہاں سے نہیں جائیں گے، اگر ہم اس سرزمین کو چھوڑ کر چلے گئے تو ہم سے بڑا بدقسمت کون ہو گا؟ اور ممکن ہے وہ ہمارے زمانے میں آ جائیں، ممکن ہے ہماری اولادوں کے زمانے میں آ جائیں۔ لہٰذا ان میں سے چار سو علماء نے یہ فیصلہ کیا کہ چاہے بادشاہ قتل بھی کر دے یا زندہ جلا دے، ہم یہاں سے نہیں جائیں گے۔ صبح بادشاہ نے روانگی کا اعلان کیا تو ان علماء نے اعلان کر دیا کہ ہم نہیں جا رہے۔ بادشاہ پریشان ہو گیا کہ یہ اہل علم و دانش اور اہل حکمت میرے مشیر ہیں، یہ کیوں نہیں جا رہے۔ پھر وزیر نے اُن علما سے آ کر بات کی تو اُنہوں نے کہا" وہ جو بادشاہ نے کعبے کو مسمار کرنے کا ارادہ کیا تھا اور اُسی وقت آسمانی مصیبت نے اِس کی گرفت کر لی تھی اور پھر جب اس نے ارادہ ترک کر دیا تو جان کی امان پائی۔ وہ جو اُس کعبے کی حرمت تھی وہ صاحبِ کعبہ محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کے صدقے سے تھی۔ اس کعبہ کے شہر میں اُس نبی آخرالزمان خاتم النبیین ﷺ نے پیدا ہونا ہے۔ کعبہ اُن کی ولادت کا شہر ہے اور اُس کعبہ کو انہوں نے آباد کرنا ہے۔ لہٰذا آپ بادشاہ کو بتا دیں کہ ہم نے تمام آسمانی کتابوں میں یہ متفقہ طور پر پڑھ رکھا ہے کہ ان کی ولادت اُس شہر مکہ میں ہو گی۔ پھر تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے اِس مقام یثرب پر آئیں گے۔ (ابن سعد، الطبقات الکبری، 159:1) اور اُن کا مزارِ اقدس بھی یہاں بنے گا۔ اب ہم اس یثرب کی سرزمین کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہتے۔ یہ زمین مبارک ہو گی اُن لوگوں کے لیے کہ جو اپنی زندگی میں اُن کا زمانہ پا لیں گے اور اُن پر ایمان لائیں گے، اور اگر وہ نہ پا سکے تو اُن کی اولادیں اُن کو پا لیں گی اور اُن پر ایمان لائیں گی"۔ جب یہ بات وزیر نے بادشاہ کو بتائی تو بادشاہ نے کہا:" اگر یہ بات حقیقت ہے تو اعلان کر دو کہ ایک سال تک میں خود اُن کی آمد کے انتظار میں یہیں رُکوں گا"۔ اب اُس نے ایک سال وہاں قیام کیا اور چونکہ چار سو علماء نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ تو یہاں سے نہیں جائیں گے۔ پس بادشاہ نے چار سو علماء کے لئے ایک ایک گھر بنا دیا۔ (ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر :11 :75) اور جو باندیاں ولونڈیاں فتوحات کے نتیجے میں حاصل ہوئی تھیں اُس نے اُن میں سے چار سو کو آزاد کر کے اپنی موجودگی میں ایک ایک عالم کے ساتھ شادی کرائی اور ان کو ایک ایک گھر میں ٹھہرایا۔ اس طرح چار سو جوڑے بنے اور چار سو گھر آباد ہوئے اور اس طرح تُبّع کے ہاتھوں شہر مدینہ کی ابتداء ہوئی۔ یہ ہزار سال پہلے کا واقعہ ہے۔ (ازرقی، اخبار مکہ، 134:1)

بعض آئمہ حدیث و تاریخ نے سات سو سال پہلے کا ذکر کیا ہے:

"جب ایک سال بعد بادشاہ یثرب سے روانہ ہونے لگا تو اُس نے رئیس العلماء کو بلایا، وہ رئیس العلماء جس نے اس کی ساری رہنمائی کی تھی، جس کے ہاتھ پر وہ ایمان لایا تھا اور جو اسے یثرب تک لایا تھا۔ اس کو بلا کر کہا:" تم گواہ ہو جاؤ، ہمیں معلوم نہیں کتنا زمانہ پڑا ہے محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کی آمد اور بعثت کا، مگر تم گواہ ہو جاؤ کہ میں ان پر ایمان لے آیا اور ان کی آمد سے پہلے، میں ان کا پہلا اُمتی بنتا ہوں۔ میں ایک خط لکھ کے تمہیں دیتا ہوں، اگر تمہاری زندگی میں آپ خاتم النبیین ﷺ آ جائیں تو ان کو میرا خط دے دینا اور اگر تمہاری زندگی میں نہ آئیں تو پھر نسل بعد نسل اپنی اولاد کو دیتے جانا، اور وصیت کرتے جانا کہ جس نسل میں جس زمانے میں آپ خاتم النبیین ﷺ تشریف لائیں، میرا خط انہیں دے دیا جائے"۔ اُس نے خط میں لکھا:

"اَمّا بعد یَا مُحَمَّد - صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ - إِنِّي آمَنْتُ بِكَ وَبِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلَ اللهُ عَلَيْكَ، وَأَنَا عَلَى دِينِكَ وَسُنَّتِكَ، وَآمَنْتُ بِرَبِّكَ وَرَبِّ كُلِّ شَيْءٍ.

ترجمہ: ''اما بعد! اے محمد ﷺ! میں آپ ﷺ پر ایمان لایا اور آپ ﷺ کی اُس کتاب پر ایمان لایا جو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر نازل فرمائے گا۔ اور میں اعلان کرتا ہوں کہ آپ ﷺ کے دین میں آ گیا ہوں اور آپ ﷺ کی سنت پر جو آپ ﷺ کا طریقہ ہو گا اس پر قائم ہوں۔ اور آپ ﷺ کے رب اور ہر شے کے رب پر

ایمان لے آیا ہوں۔" (ابوسعد خرکوشی، شرف المصطفی، 1:100، 101، رقم:1)

اس کے بعد وہ خط میں مزید بیان کرتا ہے:

وَإِنْ لَمْ أُدْرِكْكَ فَاشفع لِي يَوْمَ الْقِيَامَة، ولا تنسني، فإني من أمتك الأولين، وَبَايَعْتُكَ قَبْلَ مَجِيئِك، وقبل إرسال الله إياك، وأنا على ملتك وملة إبراهيم أبيك خليل الله.

ترجمہ: "اور اگر میں (اپنی زندگی میں) آپ ﷺ کو نہ پا سکوں تو میری التجا ہے کہ قیامت کے دن میری شفاعت فرما دیجیے گا اور مجھے فراموش مت کیجیے گا۔ کیوں کہ میں آپ ﷺ کے پہلے امتیوں میں سے ہوں اور میں نے آپ ﷺ کی آمد سے بھی پہلے آپ ﷺ کی بیعت کی اور آپ ﷺ کے ہماری طرف مبعوث کیے جانے سے بھی قبل آپ ﷺ پر ایمان لے آیا۔ اور میں آپ ﷺ کی ملت پر ہوں اور آپ ﷺ کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر ہوں۔" (ابوسعد خرکوشی، شرف المصطفی، 1:101، رقم:1)

یہ خط لکھ کر اس نے آخر میں اپنی مہر لگا دی اور لکھا:

إِلَى مُحَمَّدِ بنِ عَبدِ اللهِ خَاتَمِ النَّبِيِّين، وَرَسُولِ رَبِّ الْعٰلَمِين صلوات الله عليه. مِن تُبَّعِ الأَوَّلِ الحِمْيَرِي.

ترجمہ: "تُبَّع الاوّل حِمیری کی طرف سے خاتم النبیین ﷺ اور رب العالمین کے پیغمبر محمد بن عبد اللہ ﷺ کی خدمت میں۔" (ابوسعد خرکوشی، شرف المصطفی، 1: 101، رقم:1)

بادشاہ یہ خط بطور امانت اُس رئیس العلماء کو دے کر روانہ ہو گیا۔ اب اس بات کو سات سو یا ایک ہزار برس گزر گئے۔ ان کی اولادیں بڑھتی رہیں اور قبیلے بنتے رہے اور مدینہ (یثرب) آباد ہوتا چلا گیا۔ دور دراز آبادیوں میں انہی چار سو علماء کی اولادیں آباد ہو گئیں۔ ان میں یہود بھی تھے اور کچھ نصاریٰ تھے۔ اس زمانے میں لوگ دین ابراہیم پر تھے جن کو قرآن نے اہل کتاب قرار دیا ہے۔ ان میں بیشتر کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا۔ پھر جب آپ خاتم النبیین ﷺ کا زمانہ آ گیا اور 53 برس کی عمر مبارک میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے ہجرت کا فیصلہ فرما لیا۔ جب یہ خبر مدینہ پہنچی تو جو لوگ مکہ میں بیعت کر آئے تھے، تو انہوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو خط دینے کے لئے بندہ تلاش کیا۔ انہوں نے مشورہ کیا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کی آمد سے قبل آپ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں خط پیش کر دیا جائے۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انہیں مشورہ دیا کہ اپنے میں سے ثقہ آدمی کو اپنا نمائندہ منتخب کر لو (ابوسعد خرکوشی، شرف المصطفی، 1:102، رقم:1) اور اس کو خط دے کر بھیج دو کہ وہ راستے میں آپ خاتم النبیین ﷺ کو خط پہنچا دے۔ انہوں نے انصار میں سے ابولیلیٰ نامی ایک معتمد اور معتبر شخص کو منتخب کیا اور تُبَّع الاوّل کا خط دے کر روانہ کیا۔ (ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر، 11:76)

مکہ معظّمہ سے آپ خاتم النبیین ﷺ نکلے ہی تھے کہ وہ خط لے کر وہ پہنچ گئے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کو دیا۔ (ایک روایت میں ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا کہ علی! پڑھو کہ یہ کیا لکھا ہے۔)

اس روایت سے پتا چلتا ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے مکہ معظّمہ سے روانہ ہونے سے قبل خط پہنچ چکا تھا، اور بعض آئمہ نے جو اپنے طرق سے روایات لی ہیں ان میں لکھا ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے صدیق اکبر کو خط دیا ہے۔ فرمایا: "پڑھو، ابوبکر کیا لکھا ہے"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ سفر ہجرت پر روانہ ہو چکے تھے۔ تاہم اُسی ایک دن کا واقعہ ہے کہ ابولیلیٰ وہ خط لے کر روانہ ہوا تو آپ خاتم النبیین ﷺ راستے میں پڑاؤ کئے ہوئے تھے۔ اس کی نظر آپ خاتم النبیین ﷺ پر پڑی، اسے معلوم نہیں تھا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کون ہیں؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ وہ تو اس خیال سے آ رہا تھا کہ مکہ پہنچ کر دریافت کروں گا اور پھر آپ خاتم النبیین ﷺ کو خط دوں گا۔ مگر جب آپ خاتم النبیین ﷺ کے چہرے پر نگاہ پڑی تو وہ تکتا ہی رہ گیا۔ اتنے میں آپ خاتم النبیین ﷺ فرماتے ہیں:

أَنتَ أَبُو لَيلَى؟ "اے شخص! تمہارا نام ابولیلیٰ ہے؟"

اُس نے عرض کیا: "جی میرا نام ابولیلیٰ ہے"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

وَمَعَكَ كِتَابُ تُبَّعِ الأَوَّلِ. "اور تُبَّع الاوّل کا خط تمہارے پاس ہے؟"

وہ شخص متفکر اور متحیر ہو گیا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے چہرے سے تو جادوگر ہونے کے آثار نظر نہیں آتے۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ کو کیسے پتا چل گیا کہ میں ابولیلیٰ

ہوں اور میرے پاس تُبَّع کا خط ہے؟ کیونکہ اس کے ذہن میں تو یہ نہیں تھا کہ سوائے جادوگر کے اور کوئی بھی غیبی بات جان سکتا ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

أنا محمد رسول الله. هات الكتاب.

''میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں اور وہ خط (جو تُبَّع نے میرے لئے لکھا تھا) مجھے دے دو۔'' (ابو سعد خرکوشی، شرف المصطفی، 1:102، رقم:1)

بہر حال روایات میں اختلاف ہے کہ وہ خط سفر ہجرت پر روانہ ہونے سے قبل ملا یا سفر ہجرت کے دوران میں۔ تاہم خط آپ خاتم النبیین ﷺ نے رکھ لیا اور پھر سفر ہجرت مکمل کر کے یثرب پہنچے۔ سب نے استقبال کیا اور ہر شخص خواہش مند تھا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ میرے گھر رکیں اور میرے گھر مہمان ہوں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ان کو فرمادیا" نہیں! نہ تم فیصلہ کرو گے نہ میں فیصلہ کروں گا، یہ اونٹنی مامور ہے"۔ اب کُل انصار مدینہ جلوس کی شکل میں دف بجاتے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے استقبال کے نغمے گاتے اور حبشہ سے آئے ہوئے حبشی رقص کرتے، حضور خاتم النبیین ﷺ کا استقبال کر رہے ہیں اور چھوٹی بچیاں دف بجا کے طَلَعَ البَدرُ عَلَینَا کے نغمے گا رہی ہیں۔ اک سماں تھا اور سارا شہر اہل مدینہ کے پیچھے پیچھے تھا، آپ خاتم النبیین ﷺ اونٹنی پر سوار تھے اور دنیا کی نگاہیں اونٹنی پر جمی ہوئی تھیں کہ کس کے گھر جا کر بیٹھتی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کو لے کر چلتے چلتے جب حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا گھر آیا تو اُونٹنی اس کے آگے بیٹھ گئی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اُس کا شجرہ نسب پوچھا تو واضح ہوا کہ ابوایوب انصاری اس رئیس العلماء کی اولاد میں سے تھے جن کے ہاتھ پر تُبَّع الاوّل ایمان لایا تھا اور جس نے مدینہ منورہ کے بارے میں تُبَّع الاوّل کو سب کچھ بتایا تھا۔

امام ابوسعد النیشاپوری کہتے ہیں کہ تُبَّع الاوّل نے جو چار سو گھر بنا کر دیے تھے ان کے بارے میں رئیس العلماء کو بتا دیا تھا۔ لیکن ایک گھر اُس نے نبی آخر الزماں خاتم النبیین ﷺ کے لیے تعمیر کروایا تھا۔ تو حقیقت میں جس گھر کے سامنے اونٹنی رکی وہ گھر ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بھی نہیں تھا، صرف ان کے کنٹرول اور تحویل میں تھا۔ اونٹنی وہیں بیٹھی جو ہزار سال پہلے تُبَّع الاوّل کے حکم سے "دارِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ" کے طور پر تعمیر ہوا تھا۔

یہ علم تو حضور خاتم النبیین ﷺ کی اونٹنی کا ہے کہ ہر ایک نے کہا: "میرے گھر ٹھہریں"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی اونٹنی نے کہا: "ارے تم کون ہو کہ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ تمہارے گھر ٹھہریں، مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کسی کے مہمان نہیں بلکہ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ خود میزبانِ کائنات ہیں۔ یہ اپنے گھر ٹھہریں گے جو ہزار سال پہلے ان کے لیے تعمیر کیا گیا تھا"۔

****

آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی آمد سے قبل توریت اور انجیل میں آپ (خاتم النبیین ﷺ) کا ذکر مبارک

1- ابونعیمؒ بروایت ابوبکر بن عبداللہ بن ابوالجہم اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوطالب سے حضرت عبدالمطلب کو خواب بیان کرتے ہوئے سنا۔ عبدالمطلب نے کہا" میں حجر اسود کے پاس سویا ہوا تھا- میں نے ایک خواب دیکھا جس کی وجہ سے مجھ پر خوف طاری ہو گیا اور میں بہت بے چینی محسوس کرنے لگا۔ میں ایک قریشی کاہن کے پاس آیا اور اس سے کہا" میں نے آج ایک خواب میں دیکھا ہے کہ ایک درخت اس طرح کھڑا ہے کہ اس کی اونچائی آسمان تک اور اس کی شاخیں مشرق اور مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اور اس درخت کے نور کو میں نے آفتاب کے نور سے ستر گناہ زیادہ دیکھا اور اس کے سامنے عرب و عجم کو میں نے سجدہ ریز دیکھا اور میں دیکھ رہا تھا کہ وہ درخت اپنی عظمت، نور اور بلندی میں ہر آن اضافہ کر رہا ہے۔ ایک لمحہ وہ چھپ جاتا ہے اور دوسرے لمحے وہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک جماعت قریش اس درخت سے چمٹ گئی ہے اور دوسری جماعت اس کے کاٹنے میں کوشاں ہے۔ یہاں تک کہ یہ جماعت اس کو کاٹنے کے قوی ارادے سے قریب پہنچی ہی تھی کہ مجھے ایک خوبرو، حسین و جمیل اور خوشبو سے معطر شخص نظر آیا۔ یہ خوبرو نوجوان اس جماعت کے لوگوں کی کمر توڑتا ہوا آگے بڑھا۔ پھر میں نے چاہا کہ اس درخت سے کچھ لوں۔ مگر میں کامیاب نہ ہوا۔ میں نے دریافت کیا" اس درخت سے کون لوگ پھل لے سکیں گے"؟ جواب ملا" صرف وہ لوگ جو مضبوطی سے چمٹے ہوئے ہیں"۔

عبدالمطلب نے کہا" کاہن کو خواب سنانے کے بعد میری نظر اس کے چہرے پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ اس کا چہرہ فق ہو گیا ہے۔ پھر کاہن نے مجھے تعبیر بتاتے ہوئے کہا" اگر تمہارا خواب سچا ہے تو تمہاری پشت سے ایک ایسا فرزند پیدا ہو گا جو مشرق اور مغرب کا مالک ہو گا اور ایک مخلوق اس کی خوبیوں کو دیکھ کر اس سے وابستہ ہو جائے گی"۔ اس کے بعد عبدالمطلب نے اپنے بیٹے ابوطالب سے کہا" شاید وہ فرزند یعنی میرے خواب کی تعبیر تم ہی ہو"۔

ابوطالب اس بات کو اکثر بیان کیا کرتے تھے۔ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کی بعثت کے بعد کہتے تھے "خدا کی قسم! وہ درخت یقیناً حضرت ابوالقاسم الامین ہیں"۔

2- ابن عساکر بطریق حسن سلیمان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت کعبؓ سے فرمایا" ہمیں رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) کے وہ فضائل جو آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی ولادت سے پہلے ظاہر ہوئے بتائیے- کعبؓ نے فرمایا" ہاں! امیر المومنین میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے ایسا پتھر دیکھا جس پر چار سطریں تحریر تھیں:-

i- پہلی سطر میں تھا میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس میری عبادت کرو۔

ii- دوسری سطر میں تھا میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ جس نے مجھے مضبوط تھاما وہ نجات پا گیا۔

iii- تیسری سطر میں لکھا ہوا تھا میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ محمد (خاتم النبیین ﷺ) میرے رسول ہیں۔ مژدہ ہو جو ان پر ایمان لایا اور ان (خاتم النبیین ﷺ) کی پیروی کی۔

iv- چوتھی سطر میں لکھا تھا میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ حرم میرا ہے، کعبہ میرا ہے تو جو میرے گھر داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ رہا۔

3- ابونعیم نے بروایت ہریش طلحہؓ سے روایت کی انہوں نے کہا" جب پہلی مرتبہ خانہ کعبہ منہدم ہوا تو وہاں ایک پتھر منقش پایا گیا۔ پھر ایک شخص کو بلایا گیا اس نے اسے پڑھا تو یہ لکھا تھا" میرا جو منتخب بندہ متوکل، منیب اور مختار ہے اس کی جائے ولادت مکہ اور جائے ہجرت مدینہ ہے۔ وہ دنیا سے رخصت نہ ہو گا جب تک ٹیڑھی زبانوں کو سیدھا نہ کر دے اور عام گواہی نہ ہو جائے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہو گی۔ وہ ہر بلندی پر اللہ کی حمد کرے گی۔ وہ نصف کمر پر تہہ بند باندھے گی اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو پاک رکھے گی"۔

4- طبرانی نے ابوامامہ باہلی سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) کو فرماتے سنا کہ "جب معد بن عدنان کی اولاد چالیس مردوں کو پہنچی۔ تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور ان پر لوٹ مار مچادی۔ اس موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بددعا کرنا چاہی۔ اللہ تعالی نے بذریعہ وحی فرمایا:" اے موسیٰ علیہ السلام! ان کے لئے بددعا نہ کرو۔ اس لیے کہ ان لوگوں کی نسل سے نبی امی بشیر و نذیر پیدا ہوں گے۔ نیز ان میں محمد (خاتم النبیین ﷺ) کی

امت (امت محمدی) پیدا ہوگی۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے تھوڑے رزق پر راضی ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے تھوڑے عمل پر راضی ہوگا۔ اور وہ امت لا الہ الا اللہ کہتی ہوئی جنت میں داخل ہوگی۔ ان کے نبی محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ہیں۔ جو اپنی وضع قطع میں متواضع ہوں گے۔ ان کا سکوت حکمت اور دانائی کی وجہ سے ہوگا۔ ان کی گفتگو حکمت و دقائق پر مبنی ہوگی۔ حلم اور سنجیدگی ان کی خصلت ہوگی۔ میں اہل قریش کے بہترین گھرانے میں ان کو پیدا کروں گا۔ وہ قریش کے منتخب روزگار فرد ہوں گے۔ وہ بہترین ہیں اور بہترین لوگوں کی طرف مبعوث ہوں گے اور ان کے متبعین اچھائی اور خیر کی طرف رجوع کرنے والے ہیں"۔

5- بیہقی نے وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی فرمائی "اے داؤد علیہ السلام! تمہارے بعد جلد ہی ایک نبی آئے گا۔ جس کا نام احمد، محمد اور صادق ہے۔ نہ اس پر میرا کبھی غضب ہوگا اور نہ کبھی وہ میری نافرمانی کرے گا۔ میں اس کے سبب اس کے اگلے اور پچھلے لوگوں کے گناہ معاف کردوں گا۔ میری بخشش ان پر بہت ہوگی۔ ان میں سے بعضوں پر بعض بخشش انبیاء علیہ السلام کی مانند ہوگی۔ میں ان پر ایسے فرائض لازم کروں گا جو انبیاء علیہ السلام پر کیے ہیں۔ وہ امت قیامت کے دن اس شان سے آئے گی کہ ان کا نور انبیاء کے نور کی مانند ہوگا اور یہ نور اس عائد کردہ فرائض کی وجہ سے ہوگا کہ وہ انبیاءؑ کی طرح ہر نماز کے لیے طہارت کریں گے۔ وہ مثل انبیاء کرامؑ کے غسل جنابت کریں گے۔ وہ انبیاء علیہ السلام کی طرح حج کریں گے اور مثل انبیاء کرامؑ دین حق کی مدافعت اور اشاعت کے لیے جہاد کریں گے۔ اے داؤد! میں نے محمد (خاتم النبیین ﷺ) اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے۔ نیز ان کو ایسی چھ خصلتیں دوں گا جو میں نے دیگر کسی امت کو نہیں دیں اور ان کی خطاء نسیان (بھول چوک) پر مواخذہ نہیں کروں گا"۔

6- بیہقی نے بطریق عمر بن حکم بن رافع بن سنان سے روایت کی "انہوں نے کہا" مجھے میرے چچا اور دوسرے بزرگوں نے بتایا کہ ان کے پاس ایک ورق قدیم زمانہ جاہلیت سے بطور میراث چلا آرہا تھا۔ پھر اسلامی تحریک شروع ہوئی اور ان کے قائد محترم (خاتم النبیین ﷺ) ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ ورق لایا گیا۔ اس میں لکھا تھا "بسم اللہ وقولہ الحق وقول الظلمین فی تباب---شروع اللہ کے نام سے کہ اس کا قول حق ہے اور ظالموں کی باتیں کپڑوں میں ہیں (چھپی ہوئی) یعنی بیکار باتیں۔ یہ ذکر اس امت کا ہے جو آخیری زمانے میں آئے گی۔ وہ لوگ اپنے دامنوں کو لٹکائیں گے (پورا بدن ڈھانپنے کے لئے) اور اپنی کمروں پر تہبند باندھیں گے۔ وہ دریاؤں کو عبور کر کے اپنے دشمنوں کی طرف جائیں گے۔ ان میں ایسی نمازیں ہوں گی کہ اگر وہ نماز میں قوم نوحؑ میں ہوتیں تو وہ پانی کے طوفان سے ہلاک نہ ہوتی اور قوم عاد میں ہوتیں تو وہ ہوا سے برباد نہ ہوتی اور قوم ثمود میں ہوتیں تو وہ چیخ سے ہلاک نہ ہوتے"۔ رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) کے حضور میں جب اس ورق کو پڑھا گیا تو آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے تعجب فرمایا۔

7- ابن منذر نے کتاب الصحابہ میں حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہانوں کے لیے ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے اس لیے مبعوث فرمایا ہے کہ میں "مزامیر" اور "معازف" کو مٹاؤں۔ (مزامیر اور معازف عربوں کے پسندیدہ ساز تھے۔ اب تمام سازوں کے لئے لفظ مزامیر استعمال کیا جاتا ہے) اس موقع پر اوس بن سمعانؓ نے کہا "قسم ہے اس ذات گرامی کی جس نے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ بلاشبہ میں نے تورات میں بھی ایسا ہی پایا ہے"۔

8- ابن اسحاق اور بیہقی نے اپنی سند سے روایت کیا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہؓ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا مجھ سے ہمارے شیوخ نے کہا "عرب میں ہم سے زیادہ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی شان کو جاننے والے کوئی نہیں۔ کیونکہ ہماری رہائش یہودیوں کے ساتھ تھی۔ وہ اہل کتاب تھے اور ہم بت پرست۔ ہماری جانب سے جب ان کو کوئی گزند پہنچتی تو وہ ہمیں ڈرانے کے لئے ہماری تنبیہ کے لیے کہتے جلد ہی ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ وہ ہمارا رہنما اور سردار ہوگا اور پھر ہم تم کو عاد اور ارم (ثمود) کی طرح قتل کردیں گے"۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس نبی یعنی حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کو مبعوث فرمایا تو ہم بت پرستوں نے ان کو مانا اور ان کی اطاعت کی۔ اور انہوں نے انکار کردیا اور مخالفت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں سورۃ بقرہ آیت نمبر 89 میں فرمایا:-

وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

ترجمہ: "اور اس سے قبل وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے۔ تو جب تشریف لائے ان کے پاس وہ جانے پہچانے تو وہ اس سے منکر ہو بیٹھے۔ سو کافروں پر اللہ کی لعنت ہے"۔

اہل کتاب نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) کو اچھی طرح جان اور پہچان گئے تھے۔ ان کی کتابوں میں آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے بارے میں اور آپ (خاتم

النبیین ﷺ) کی امت کے بارے میں ہر چیز تفصیل سے درج تھی۔ انہیں یہ تکلیف تھی کہ یہ نبی، بنی اسماعیل میں کیوں آیا ہے؟

ابن اسحاق، امام احمد، امام بخاری صاحب، مستدرک حاکم کی صحت کے ساتھ بیہقی، طبرانی، ابونعیم بروایت محمود بن لبید از سلمہ بن سلامہ بن قیس روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا" ہمارے درمیان ایک یہودی تھا۔ وہ اپنی قوم بن عبدالاشہل کے پاس صبح کے وقت گیا۔ اور اس نے مرنے کے بعد زندہ ہو کر اٹھنے والے واقعہ اور قیامت قائم ہونے اور جنت اور دوزخ اور حساب و میزان کا ذکر کیا۔ کہا کہ یہ تمام حقیقتیں ان بت پرستوں کے لئے حیرت افزا ہیں جو اس پر یقین نہیں کرتے"۔ (اس یہودی نے یہ بات حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کی بعثت سے قبل کہی تھی۔) یہ سن کر لوگوں نے کہا" اے شخص! تیرا بھلا ہو کچھ تو عقل سے کام لے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مرنے کے بعد اس گھر کی طرف اٹھائے جائیں گے جس میں جنت اور دوزخ ہے اور ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا"۔ اس نے کہا" ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے نام کی قسم کھائی جاتی ہے ایسا ہی ہوگا"۔ لوگوں نے پوچھا" اس بات کی دلیل پیش کر"۔ اس نے مکہ اور یمن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا" اس علاقے میں ایک نبی مبعوث ہوگا"۔ لوگوں نے کہا" تیرے خیال میں وہ نبی کب مبعوث ہوگا؟" اس نے کہا" بہت جلد"۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اللہ تعالی نے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کو مبعوث فرمایا اور وہ یہودی ابھی زندہ تھا۔ الحمدللہ ہم نے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی تصدیق کی اور ہم ان پر ایمان لے آئے اور وہ یہودی بغاوت کرتا رہا اور ان کا انکار کرتا رہا۔ وہ حسد کرتا رہا۔ جب ہم نے اس سے کہا" کیا تو وہ شخص نہیں ہے جو آنے والے نبی کے بارے میں یہ اور یہ پیشن گوئیاں کرتا تھا؟" اس نے جواب دیا" ہاں میں وہی ہوں لیکن یہ وہ شخص نہیں ہے۔ یعنی یہ وہ نبی نہیں جس کے لیے میں تمہیں بتاتا تھا"۔

دراصل توریت اور انجیل میں نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی تمام نشانیاں، ان کی عادات مبارکہ اور ان کی خصائص سب موجود تھے۔ لیکن یہودی حسد کی وجہ سے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی تصدیق نہ کر رہے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام جو حضرت سارہؑ کے بطن سے تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام جو حضرت ہاجرہ علیہ السلام کے بطن سے تھے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے کا نام حضرت یعقوب علیہ السلام تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ یہ بارہ بیٹے بارہ خاندان بن گئے۔ دنیا میں جتنے بھی پیغمبر آپ (خاتم النبیین ﷺ) سے پہلے آئے وہ سب کے سب بنی اسرائیل یعنی حضرت یعقوبؑ یا حضرت اسحاق علیہ السلام کی پشت سے آئے اور بنی اسرائیل اس بات پر مغرور ہو گئے کہ وہ نبیوں کی اولاد ہیں۔ ان میں تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے۔ ان کی کتابوں میں آخری نبی کا مکمل نقشہ اور ان کی امت کے مکمل اوصاف موجود تھے۔ اور ان کے علماء اور پڑھے لکھے اچھی طرح واقف تھے کہ ایک آخری نبی آنے والا ہے وہ اپنے لوگوں کو اس نبی کے بارے میں اور ان کے اوصاف کے بارے میں بتاتے بھی رہتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ جس طرح تمام انبیاءؑ ان کی نسل سے آئے ہیں۔ اسی طرح یہ آخری نبی بھی انہی میں سے ہوں گے۔ یہ بات تو ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی کہ یہ نبی "بنی اسماعیل" سے آ سکتا ہے۔

اس لئے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی بعثت پر یہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو جان کر، پہچان کر بھی محض حسد کی وجہ سے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کا انکار کرتے رہے اس لئے قرآن پاک میں اللہ تعالی نے فرمایا: (سورہ الانعام، آیت نمبر 20)

یَعرِفُونَہٗ کَمَا یَعرِفُونَ اَبنَآءَھُم

ترجمہ: "اے نبی! یہ تم کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو"۔

ان میں سے بہت سے لوگ ایمان بھی لائے لیکن جو ضدی اور انا پرست تھے۔ وہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو نبی ماننے پر تیار نہ ہوئے۔

9- طبرانی، ابونعیم، بیہقی اور ابن عساکر نے فلتان بن عاصم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا" ہم نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھ تھے کہ ایک شخص آیا۔ تو نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے اس سے پوچھا" تم نے توریت پڑی ہے"؟ اس نے کہا" ہاں"۔ پھر آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے ارشاد فرمایا" کیا انجیل بھی"؟ اس نے کہا" جی ہاں"۔ پھر حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے اس کو قسم دے کر کہا" کیا تم نے توریت اور انجیل میں میری صفت پڑھی ہے؟" اس نے کہا" آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے اوصاف کی مانند اوصاف، آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی ہیئت کی مانند ہیئت اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے ظہور ہونے کی مانند ظاہر ہونے کا حال میں ہم نے پڑھا ہے۔ مگر ہمیں امید تھی کہ وہ نبی ہم میں سے ہوگا۔ جب آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے ظہور فرمایا تو ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ نبی شاید آپ ہی ہوں۔ پھر جب ہم نے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو دیکھا تو ہم سمجھ گئے کہ وہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نہیں ہیں"۔ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے

فرمایا "یہ تم نے کیسے جانا"؟ اس نے کہا" ان کے ساتھ ان کی امت میں سے ستر ہزار لوگ ایسے ہوں گے جن پر کچھ حساب و کتاب اور عذاب نہ ہوگا - اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کا حال تو یہ ہے کہ تھوڑے سے لوگ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھ ہیں"۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یقیناً" میں ہی وہ نبی ہوں اور جس امت کی تم نے تعریف بیان کی ہے وہ میری ہی امت ہے اور وہ ستر ہزار سے بہت زیادہ ہوں گے"۔

-10 بیہقی اور ابونعیم نے کعب اخبار سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا" میں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا" میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمام لوگ حساب گاہ میں ہیں۔ پھر انبیاء کرامؑ کو ان کی امتوں کے ہمراہ لایا گیا ہے۔ اس طرح کہ ہر نبی کے ساتھ دو اور ان کے ہر متبع (پیروی کرنے والا) پیچھے آنے والے کے ساتھ ایک نور چل رہا ہے۔ پھر رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) کو بلایا گیا تو آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے سر مبارک اور چہرہ انور کے ہر بال کے ساتھ جدا جدا نور تھا اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے ہر متبع (پیروکار) کے ساتھ دو مثل انوار انبیاءؑ کے تھے۔

یہ سن کر کعب اخبارؓ نے کہا" قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ کیا واقعی تو نے خواب میں ایسا ہی دیکھا ہے"؟ اس نے کہا" ہاں"۔ تو کعب رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا" میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ محمد (خاتم النبیین ﷺ) اور ان کی امت ہے اور انبیاء کرامؑ اور ان کی امتوں کی یہی صفت ہے جو کتاب الٰہی میں مذکور ہے"

-11 ابن سعد اور ابن عساکر نے بطریق موسیٰ بن یعقوب زمعی، سہل مولی موسیٰ غثیمیہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اہل مریس کا ایک نصرانی تھا۔ یتیم تھا اور اپنے چچا کی کفالت میں تھا۔ اس نے بتایا" میں نے انجیل کو پڑھا - مطالعے کے دوران مجھے ایک ورق گوند سے چسپاں ملا۔ میں نے اس کو کھولا۔ تو اس میں محمد (خاتم النبیین ﷺ) کے اوصاف حمیدہ اس طرح تحریر تھے۔

" آپ (خاتم النبیین ﷺ) نہ کوتاہ قد ہوں گے، نہ طویل القامت، گورا رنگ ہوگا، زلفیں ہوں گی، دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی، صدقہ قبول نہ کریں گے۔ دراز گوش اور اونٹ پر سواری کریں گے۔ بکری کا دودھ دوہیں گے۔ پیوند لگا کپڑا پہنیں گے۔ (جو شخص اپنی حالت میں ایسا ہو ظاہر ہے تکبر سے پاک ہوگا) آپ (خاتم النبیین ﷺ) میں یہ تمام اوصاف ہوں گے۔ وہ اولاد اسماعیل میں سے ہوں گے۔ ان کا نام احمد ہوگا"۔ (ورقہ اس لئے گوند سے چسپاں کر دیا گیا تھا کہ اس میں لکھا تھا کہ وہ اولاد اسمٰعیل میں سے ہوں گے۔)

سہیل بیان کرتے ہیں جب میں حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کا تذکرہ یہاں تک پڑھ چکا۔ تو میرا چچا آ گیا۔ جب اس نے اس ورق کو دیکھا تو مجھے مارا اور کہا" تو نے اس ورق کو کیوں کھولا؟ اور کیوں پڑھا"۔ میں نے کہا" میں نے اس ورق میں ایک نبی کی نعت پڑھی ہے۔ (یعنی تعریف پڑھی ہے) اس پر اس نے فوراً ہی کہا وہ نبی ابھی نہیں آیا ہے"۔

-12 ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی" جب اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی بیوی ہاجرہ کو (مکہ کے لیے) رخصت کرنے کے لئے حکم فرمایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام براق پر سوار ہوئے۔ جب آپ علیہ السلام کا گزر نرم اور شاداب علاقے پر ہوتا تو فرماتے" اے جبرائیلؑ! یہاں اترو"۔ مگر حضرت جبرائیلؑ منع کرتے رہے حتیٰ کہ مکہ آ گئے۔ یہاں پہنچ کر حضرت جبرائیلؑ نے کہا" سیدنا ابراہیمؑ یہاں پر اترنا ہے"۔ حضرت ابراہیمؑ نے حیران ہو کر کہا" اس مقام پر جہاں نہ دودھ والے جانور ہیں، نہ پانی اور نہ کھیتی"۔ انہوں نے کہا" ہاں یہیں پر اترنا ہے- اسی جگہ اللہ تعالی آپ کے فرزند کی نسل سے نبی امی کو مبعوث فرمائے گا جس کے ذریعے دین حق کی تکمیل ہوگی"

محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ جب حضرت ہاجرہؑ اپنے فرزند حضرت اسماعیلؑ کے ساتھ باہر نکلیں تو کسی شخص نے ان کو غور سے دیکھا اور کہا تھا" تمہارا یہ فرزند کثیر خاندانوں کا باپ ہے۔ اور ان ہی کی نسل سے نبی امی پیدا ہوں گے۔ جو حرم کو بسانے والے ہوں گے"۔

کتب آسمانی توریت، زبور اور انجیل میں اللہ کے نبی کے ذکر کا کچھ تعارف اللہ تعالی نے قرآن پاک میں بھی کیا ہے۔ (قرآن پاک سورہ الفتح، آیت نمبر 24)

ترجمہ:" محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھی اور اصحاب ہیں۔ وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔ تو ان کو دیکھے گا۔ کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں۔ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کے آثار باوجود تاثیر سجدہ کہ ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ یہ ان کے اوصاف توریت اور انجیل میں (بھی) ہیں۔ ان کا یہ وصف ہے کہ جیسے کھیتی کہ اس نے اپنا پٹھا نکالا -- پھر اسے طاقت دی، پھر وہ کھیتی اور موٹی ہوئی پھر وہ اپنی ساق میں سیدھی کھڑی ہوگئی"۔

امام بخاریؒ عطاء بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن العاصؓ سے ملا میں نے ان سے کہا " مجھے رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی کوئی خاص بات بتایئے"؟ توانہوں نے کہا" ہاں خدا کی قسم! آپ (خاتم النبیین ﷺ) توریت میں بیان کردہ اوصاف سے متصف ہیں۔اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی بے شمار صفات قرآن پاک میں موجود ہیں۔

توریت میں حق تعالیٰ شانہ فرماتا ہے:

ترجمہ:" اے نبی (خاتم النبیین ﷺ) بے شک ہم نے آپ کو شاہد و مبشر و نذیر اور امیوں کا رسول بنایا۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) میرے بندے اور رسول ہیں۔میں نے آپ کا نام المتوکل رکھا ہے۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) نہ بدخلق ہیں، نہ سخت مزاج۔۔نہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) درشت خو ہیں اور نہ بازاروں میں زور سے بولنے والے ہیں۔۔۔اور نہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے ہیں۔۔۔ بلکہ عفو درگزر آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی خصلت ہے۔اللہ تعالیٰ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی روح مبارک کو اس وقت تک قبض نہیں فرمائے گا جب تک کج روسیدھے نہ ہو جائیں۔اور جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ لیں۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے ذریعے اللہ تعالیٰ اندھی آنکھیں، بہرے کان اور دلوں کے پردے کھولے گا"۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک سورہ الاعراف، آیت نمبر 157 میں فرماتا ہے:

ترجمہ:"اور جو لوگ اپنے رسول (خاتم النبیین ﷺ) نبی امی کا اتباع کرتے ہیں۔جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔جو انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع کرے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور سخت قسم کے بہت سے بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا۔تو وہ اس پر ایمان لائیں، اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا ہے۔وہی لوگ بامراد ہوں گے"۔

بنی اسرائیل کی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ان کی سزائیں بھی سخت تھیں مثلاً توبہ میں اپنے آپ کو قتل کرنا، جن اعضاء سے گناہ صادر ہوں ان کو کاٹ دینا۔مندرجہ بالا آیت میں بتایا گیا ہے کہ ان کے وہ احکام شاقہ (وہ احکام جن پر عمل کرنا دشوار ہے) وہ بھی اس نبی کے لئے ختم کردیئے گئے ہیں یعنی ان کی امت کو وہ احکام نہ دیئے جائیں گے مثلاً بدن اور کپڑے کے جس مقام کو نجاست لگے اس کو کپڑے سے کاٹ دینا، مال غنیمت کو جلا دینا، گناہوں کا مکانوں کے دروازے پر ظاہر ہونا وغیرہ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ،اُن کی امت اوراُن کے صحابہ کرامؓ کے اوصاف سابقہ کتب آسمانی میں

محمد بن کعب قرظیؒ سے مروی ہے کہ فرمایا:''اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب کو وحی فرمائی'' میں تمہاری نسل سے بادشاہ اورانبیاء پیدا کروں گا۔اوراس نبی تہامہ کومبعوث فرماؤں گاجس کی امت بیت المقدس کے ہیکل کومسجد بنادے گی۔وہ نبی خاتم الانبیاء ہوگا۔اس کا نام احمد ہوگا''۔

کتب آسمانی توریت،زبوراورانجیل میں اللہ تعالیٰ کے نبی خاتم النبیین ﷺ کا کچھ تعارف اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بھی کیا ہے(سورہ الفتح،آیت نمبر29)

ترجمہ:''محمد اللہ کے رسول ہیں اور جولوگ آپ ﷺ کے ساتھی اوراصحاب ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں اورآپس میں مہربان ہیں۔توان کے دیکھے گا،کبھی رکوع کررہے ہیں،کبھی سجدہ کررہے ہیں۔اوراللہ تعالیٰ کے فضل اوراس کی رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں۔ان کے آثار بوجہ تاثیرسجدہ ان کے چہروں پرنمایاں ہیں۔یہ ان کے واقعات توریت اورانجیل میں بھی ہیں''۔

امام بخاریؒ عطاء بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن العاصؓ سے ملا میں نے ان سے کہا کہ مجھے رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی کوئی خاص بات بتایئے توانہوں نے کہا کہ:''ہاں خدا کی قسم آپ توریت میں بیان کردہ اوصاف پر پورے اترتے ہیں۔اورآپ خاتم النبیین ﷺ کی بے شمارصفات قرآن پاک میں موجودہیں۔

سورہ الاعراف،آیت نمبر157 میں فرمان الٰہی ہے:'' اور جولوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں۔جن کووہ لوگ اپنے پاس توریت اورانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔جوانہیں بھلائی کاحکم دے گا برائی سے منع کرے گا۔اورسخت قسم کے بہت سے بوجھ اور گلے کے پھندے جوان پر تھے اتاردے گا''۔

بنی اسرائیل کون تھے؟ حضرت ابراہیم کے دوبیٹے تھے حضرت اسماعیل علیہ السلام اورحضرت اسحاق علیہ السلام-حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت سائرہ کے بطن سے تھے۔حضرت اسماعیل علیہ السلام اورحضرت حاجرہ علیہ السلام کے بطن سے تھے۔حضرت اسحاق علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام یعقوب تھاان کالقب اسرائیل تھا۔ان کے بارے بیٹے ہوئے اورپھریہ بارہ بڑے بڑے خاندان اورقبیلے بن گئے۔یہ تمام بنی اسرائیل کہلائے۔

بنی اسرائیل میں ایک لاکھ چوبیس ہزارپیغمبرآئے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام جوحضرت حاجرہ علیہ السلام کے بطن سے تھے۔ان کی نسل سے کوئی پیغمبرنہیں ہوا۔لیکن پھرآخیرمیں حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہوگئے۔اوریہ بات بنی اسرائیل کوسخت ناپسند ہوئی انہوں نے حسد کی وجہ سے پہچاننے کے باوجود آپ خاتم النبیین ﷺ کوماننے سے انکارکردیا۔

ان کی کتابوں میں واضح طور پرآپ ﷺ کے اوصاف اورآپ خاتم النبیین ﷺ کی امت کے اوصاف موجود تھے۔لیکن ان کو یہ بات ہضم نہ ہوئی کہ یہ نبی اسماعیل کی نسل سے کیسے اورکیوں آگیا؟

بنی اسرائیل بھی اللہ کی لاڈلی قوم تھی۔اللہ تعالیٰ نے ان پر بے شمارنوازشات کیں۔لیکن پھربعدمیں ان کی نافرمانیوں اورسرکشی کی وجہ سے ان پرسخت احکامات نازل کئے گئے۔مثلاًتوبہ میں اپنے آپ کوقتل کرنا،جن اعضاء سے گناہ صادرہوجائے ان اعضاءکوکاٹ دینا۔مندرجہ بالاآیات میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ آنے والا نبی ان تمام سخت قسم کے احکامات بھی ختم کرے گا۔یعنی اس نبی کی امت کووہ احکامات نہ دیئے جائیں گے۔مثلاً مال غنیمت کوجلادینا،نجاست لگے کپڑے کوکاٹ ڈالنا ،گناہوں کامکانوں کے دروازوں پرظاہرہوناوغیرہ

دارمی،ابن سعداورابن عساکرنے ابی فروہ ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ انہوں نے حضرت کعبؓ الاحبار سے دریافت کیا(کعب الاحباراسلام قبول کرنے سے پہلے یہودی تھے)''تم نے رسول خاتم النبیین ﷺ کی تعریف تورات میں کس طرح پائی''؟حضرت کعب الاحبارؓ نے فرمایا:

''ہم نے تورات میں پڑھا ہے کہ محمد خاتم النبیین ﷺ بن عبداللہ مکہ میں پیدا ہوں گے۔اورمدینہ کی طرف ہجرت کریں گے نہ وہ بے ہودہ گوہوں گے،نہ بازاروں میں شورمچانے والے اورنہ کبھی برائی کابدلہ برائی سے لیں گے بلکہ عفوودرگزرسے کام لیں گے ان کی امت بہت زیادہ حمدکرے گی۔وہ ہربلندی پراللہ کی تکبیر(یعنی اللہ اکبر)اورہرپستی پراللہ کی تحمید(یعنی سبحان اللہ)کرے گی۔وہ اپنے اعضاء کاوضوکرے گی۔وہ اپنی کمروں پرتہمند باندھے گی۔وہ لوگ اپنی نمازوں میں اس طرح صف بستہ ہوں گے جیسے میدان جنگ میں صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں۔ان کی مساجدمیں گونج ہوگی۔جس طرح شہد کی مکھیاں بھنبھناتی ہیں۔ان کی آذانوں کی آوازفضائے آسمانی میں سنی جائیں گی۔''

بیہقی اور ابونعیم نے ام درداءؓ جو حضرت ابودرداءؓ کی زوجہ تھیں روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت کعبؓ سے پوچھا '' آپ توریت میں رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کے اوصاف کس طرح پاتے ہیں''؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا: ''ہم نے توریت میں حضور کریم خاتم النبیین ﷺ کی یہ صفتیں پائیں۔ محمد خاتم النبیین ﷺ اللہ کے رسول ہیں ان کا نام متوکل ہے وہ نہ بدخلق ہیں اور نہ سخت مزاج اور نہ بازاری فقرے اور آوازیں کسنے والے ہیں۔ انہیں کنجیاں عطا فرمائی گئیں ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اندھی آنکھوں کو بینائی اور بہرے کانوں کو شنوائی بخشے اور ٹیڑھی زبانیں ان کے ذریعے سیدھی ہوں۔ یہاں تک کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک اللہ کی وہ گواہی دیں گے۔ وہ مظلوموں کی دستگیری فرمائیں گے اور کمزوروں کو زورداروں سے بچالیں گے''۔

ابونعیم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: '' حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب توریت نازل ہوئی تو انہوں نے اسے پڑھا تو ایک امت کا تذکرہ اس میں پایا۔ انہوں نے عرض کیا ''اے رب میں توریت کی تختیوں میں اس امت کا ذکر پاتا ہوں، جس کا زمانہ تو آخری ہوگا۔ مگر ان کا داخلہ جنت میں پہلے ہوگا۔ تو ایسے لوگوں کو میری امت میں شامل کردے''۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا'' وہ امت تو احمد مجتبیٰ (خاتم النبیین ﷺ) کی امت ہے جو نبی آخر الزماں ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا '' اے پروردگار میں نے ان تختیوں میں یہ جانا ہے کہ وہ امت فرمانبردار ہوگی ان کی دعائیں مستجاب ہوں گی۔ تو انہیں میری امت بنادے''۔ رب عظیم نے فرمایا'' وہ امت تو احمد مجتبیٰ (خاتم النبیین ﷺ) کی ہے''۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا'' اے پروردگار عالم! میں نے ان الواح میں پڑھا ہے کہ وہ ایسی امت ہے کہ جن کے سینوں میں کتاب الٰہی ہے جس کو وہ پڑھیں گے تو اظہار ہوگا (اللہ کی محبت کا اظہار اور اللہ کی تعریف) تو اس امت کو میری امت بنادے''۔ رب تعالیٰ نے فرمایا'' وہ امت تو احمد مجتبیٰ (خاتم النبیین ﷺ) کی امت ہے''۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا'' اے پروردگار میں نے ان الواح میں پایا ہے کہ وہ امت غنائم سے تمتع کرے گی (مال غنیمت سے فائدہ اٹھائے گی) تو اس امت کو میری امت بنادے''۔ رب تعالیٰ نے فرمایا'' وہ امت تو احمد مجتبیٰ (خاتم النبیین ﷺ) کی امت ہے''۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا'' اے رب میں نے الواح میں دیکھا ہے کہ وہ امت صدقات کے اموال کھائے گی اور پھر اس پر ان کو اجر وثواب بھی دیا جائے گا۔ تو اس امت کو میری امت بنادے''۔ رب تعالیٰ نے فرمایا'' وہ امت تو احمد مجتبیٰ (خاتم النبیین ﷺ) کی امت ہے''۔ حضرت موسیٰ علیہ لسلام نے عرض کیا '' اے میرے پروردگار میں نے ان الواح میں دیکھا ہے کہ اس امت کا کوئی شخص نیکی کرنے کا ارادہ کرے گا اور اگر وہ کسی وجہ سے نیکی نہ کرسکے گا تب بھی وہ نیکی اس کے نامہ اعمال میں درج کردی جائے گی اور اگر وہ نیکی کرے گا تو دس نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں درج کردی جائے گی۔ تو اس امت کو میری امت بنادے''۔ رب تعالیٰ نے فرمایا'' وہ امت تو احمد مجتبیٰ (خاتم النبیین ﷺ) کی امت ہے''۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا'' اے پروردگار میں نے الواح میں پڑھا ہے کہ جب اس امت میں سے کوئی بدی کا ارادہ کرے گا اور پھر وہ خوف خدا سے اس بدی سے باز رہے گا تو اس کے نام اعمال میں کچھ نہ لکھا جائے گا اور اگر وہ بدی کر گزرے گا تو ایک ہی بدی لکھی جائے گی۔ تو اس امت کو میری امت بنادے''۔ رب تعالیٰ نے فرمایا'' وہ امت تو احمد مجتبیٰ (خاتم النبیین ﷺ) کی امت ہے''۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا'' اے رب میں نے ان الواح میں پایا ہے کہ وہ امت علم اولین اور آخرین کی وارث ہوگی اور گمراہ پیشواؤں اور مسیح دجال کو ہلاک کرے گی تو اس امت کو میری امت بنادے''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' وہ امت تو احمد مجتبیٰ (خاتم النبیین ﷺ) کی امت ہے''۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا **''اے میرے مہربان رب، اے میرے پروردگار تو مجھے احمد مجتبیٰ (خاتم النبیین ﷺ) کی امت میں شامل کردے''**۔ اس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو خصلتیں عطا فرمائیں گئیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' اے موسیٰ میں نے تم کو اپنی رسالت اور اپنے کلام کے ساتھ لوگوں کے لئے چن لیا۔ تو جو کچھ تم کو دے رہا ہوں اس کو لے لو اور شکر گزاروں میں شامل ہوجاؤ''۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا'' اے میرے رب میں راضی ہوگیا''۔

ابونعیم نے عبدالرحمن معافری سے روایت کیا ہے کہ کعب الاحبارؓ نے ایک یہودی عالم کو روتے دیکھا تو اس سے پوچھا'' تو کیوں روتا ہے''؟ اس نے کہا'' کچھ باتیں یاد آگئیں ہیں اس لئے رو رہا ہوں''۔ حضرت کعب الاحبارؓ نے اس سے کہا'' خدا کی قسم اگر میں تجھے بتادوں کہ تو کن باتوں کو یاد کر کے رو رہا ہے تو کیا تو میری تصدیق کرے گا''؟ اس نے کہا'' ہاں ضرور کروں گا'' حضرت کعب الاحبارؓ نے اس سے کہا'' میں تجھے اللہ کا واسطہ اور قسم دیتا ہوں۔ کیا تو نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کتاب میں یہ واقعہ نہیں پڑھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توریت پر نظر ڈالی تو بارگاہ الٰہی میں عرض کیا '' اے پرودگار میں توریت میں ایک ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں۔ جو ایک بہترین امت ہے۔ وہ لوگوں کی ہدایت کے لئے پیدا کی گئی ہے جو نیکیوں کا حکم دیتی اور برائیوں سے روکتی ہے۔ وہ کتاب اول اور کتاب آخیر پر ایمان رکھتی ہے

(یعنی سب آسمانی کتابوں پر) وہ امت گم کردہ راہ افراد اور قوموں سے قتال کرے گی حتیٰ کہ شیطان اور دجال کو ہلاک کردے گی ۔اے میرے رب ان لوگوں کو میری امت میں شامل کردے'' حق تعالیٰ نے فرمایا۔''وہ امت تو احمد مجتبیٰ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ہے''-اس یہودی عالم نے کہا''درست ہے''- پھر حضرت کعب الاحبارؓ نے فرمایا''میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم نے کتاب موسیٰ میں یہ نہیں پایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آیت مبارکہ کو پڑھا تو عرض کیا اے میرے رب میں اس میں ایک امت کا تذکرہ پاتا ہوں کہ وہ بہت حمد کرنے والی اور سورج کی نگہبانی کرنے والی ہوگی ۔اور جب وہ کسی بات کا ارادہ کرے گی تو اس کی بات میں استحکام ہوگا وہ اپنی بات کا آغاز انشاء اللہ سے کرے گی ۔تو ان لوگوں کو میری امت میں شامل کردے''-باری تعالیٰ نے فرمایا''وہ امت تو احمد مجتبیٰ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت ہے''- یہودی عالم نے کہا''تمہارا کہنا درست ہے''-کعب الاحبارؓ نے فرمایا''میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ کیا تو نے کتاب الہیٰ میں یہ نہیں پڑھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صحیفہ آسمانی کے مطالعہ کے بعد التجا کی''اے خالق کائنات !میں مطلع ہوا ہوں کہ ایک امت ایسی ہے کہ جب وہ بلندی پر چڑھے گی تو اللہ کی کبرایائی بیان کرے گی اور جب نیچے اترے گی تو اللہ کی تمجید کرے گی۔ان کے لئے روئے زمین کی تمام سطح سجدہ گاہ اور تمام مٹی پاک کردی گئی ہے جسے وہ رفع حاجت ونجاست کے لئے استعمال کریں گے۔ان کے اعضاء وضو،روشن اور چمکدار ہوں گے ۔تو انہیں میری امت بنادے''-حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا''وہ امت تو احمد مجتبیٰ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت ہے''-اس یہودی عالم نے کہا''بالکل ٹھیک''-حضرت کعب الاحبارؓ نے پھر فرمایا''میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تو نے اللہ کی نازل کردہ کتاب میں یہ نہیں پڑھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب کتاب کو پڑھا تو عرض کیا''اے رب قدیر!میں اس کتاب میں ایک ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جو اپنی کمزوریوں کے باوجود کتاب اللہ کی وارث ہے اور ان کو تو نے برگزیدہ کیا ہے مگر پھر ان میں سے کچھ اپنی جانوں پر زیادتی کریں گے، کچھ راہ اعتدال پر چلیں گے اور کچھ لوگ نیکیوں میں سبقت لے جائیں گے تو اس امت کے ان سب لوگوں کو میری امت میں شامل کردے''-اللہ تعالیٰ نے فرمایا''وہ امت تو احمد مجتبیٰ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت ہے'' ۔یہودی عالم نے کہا ''تم نے حقیقت بیان کی''-حضرت کعب الاحبارؓ نے کہا''میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں ۔جواب دے کہ تو نے مُنزل (نازل کردہ کتاب) میں یہ نہیں پایا کہ حضرت موسیٰ نے تلاوت توریت کے بعد دعا کی'' اے کارساز عالم میں اس الہامی کتاب میں ایک ایسی امت کا تذکرہ پاتا ہوں۔جن کے سینوں میں کتاب خداوندی منقوش ہے اور وہ لوگ عالم آخرت میں اہل جنت کے رنگارنگ لباس زیب تن کریں گے وہ اپنی نمازوں میں ایسی صف بندی کریں گے جیسے فرشتے کرتے ہیں۔ان لوگوں میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا بجز ان کے جو نیکیوں سے اس طرح تہی دامن ہو جس طرح خزاں کا درخت ننگا ہوتا ہے۔پس اے مجیب !ان لوگوں کو میری امت میں شامل کر دے''-اللہ تعالیٰ نے فرمایا''وہ امت تو احمد مجتبیٰ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت ہے''- حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اس فضیلت کا علم ہوا جو حضور نبی کریم خاتم النبیین (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمائی ہے۔تو خواہش کی کہ کاش میں بھی امت محمدیہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں شامل ہوسکتا۔اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (سورۃ الاعراف،آیت نمبر 144)

قَالَ يٰمُوسٰٓى اِنِّى اصۡطَفَيۡتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىۡ وَبِكَلَامِىۡ ۖ فَخُذۡ مَاۤ اٰتَيۡتُكَ وَكُنۡ مِّنَ الشّٰكِرِيۡنَ

ترجمہ:''اے موسیٰ میں نے تم کو اپنی رسالت اور کلام کے لئے چن لیا ہے،تو لے جو میں نے تجھے عطا فرمایا اور شکر والوں میں ہو''-

حضرت موسیٰ نے کہا''یارب میں راضی ہوگیا''-

ابن عساکر نے''تاریخ دمشق'' میں بروایت محمد بن حمزہ بن عبداللہ بن سلام اور انہوں نے اپنے دادا عبداللہ بن سلام سے روایت کیا ہے کہ جب انہوں نے حضور پاک (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ہجرت مکہ سے مدینہ کو سنا تو حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا۔''اے ابن سلام تم اہل مدینہ کے عالم ہو؟''انہوں نے عرض کیا''ہاں'' آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے توریت کو حضرت موسیٰ پر نازل کیا۔تم میری صفت اللہ کی کتاب توریت میں کیا پاتے ہو''؟عبداللہ بن سلام نے کہا''اے محمد (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ اپنے رب کا نسب بیان کیجئے''-یہ سن کر حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ارتعاش کی کیفیت طاری ہوگئی۔عین اس وقت حضرت جبرائیل نے آکر وحی فرمائی۔اور سورہ اخلاص بیان کی:

ترجمہ:''اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے کہ وہ اللہ اکیلا ہے،اللہ بے نیاز ہے۔نہ اس کو کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے''-

حضرت عبداللہ بن سلام نے یہ دل نشین اور دل کشاء کلام سنا تو خود اٹھے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو تمام دینوں پر غالب فرمائے گا۔اور بلاشبہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابت میں نے اللہ کی کتاب توریت میں

پڑھا ہے کہ ''محمد (خاتم النبیین ﷺ) میرے بندے اور میرے رسول (خاتم النبیین ﷺ) ہیں، میں نے ان کا نام متوکل رکھا ہے وہ نہ سخت مزاج ہیں۔ نہ درشت خو اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے ہیں۔ اور نہ وہ کبھی بدی کا بدلہ بدی سے لیں گے۔ بلکہ عفو ودرگزر سے کام لیں گے اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک ان کی روح مبارک کو قبض نہ کرے گا جب تک کہ لوگ سیدھی راہ پر نہ آجائیں گے۔ اور وہ دل کے اخلاص کے ساتھ لا الہ الا اللہ نہ کہنے لگیں گے۔ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ اندھی آنکھیں، بہرے کان اور دلوں کے پردے کھولے گا''۔

ابونعیم نے ''حلیہ'' میں حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

''بنی اسرائیل کے نبی حضرت موسیٰ علیہ سلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی ''جو شخص مجھ سے اس حال میں ملا کہ وہ احمد مجتبیٰ خاتم النبیین ﷺ کا منکر ہے تو اسے جہنم میں داخل کروں گا''۔ حضرت موسیٰ علیہ سلام نے عرض کیا ''اے رب احمد مجتبیٰ (خاتم النبیین ﷺ) کون ہیں''؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''میں نے کسی مخلوق کو ان سے بڑھ کر مکرم نہیں بنایا۔ میں نے ان کا نام تخلیق آسمان وزمین سے پہلے عرش پر لکھا۔ بلاشبہ میری تمام مخلوق پر جنت حرام ہے جب تک وہ ان کی امت میں داخل نہ ہوں۔ حضرت موسیٰ نے کہا ''ان کی امت کیسی ہے''؟ فرمایا ''وہ بہت زیادہ حمد کرنے والی امت ہے۔ وہ چڑھتے اترتے ہر حال میں اللہ کی حمد کرے گی۔ وہ اپنے اعضاء کو پاک رکھیں گے۔ وہ دن میں روزہ اور شب میں ذکر واذکار اور عبادت گزار ہوں گے۔ میں انکے قلیل عمل کو قبول کروں گا۔ اور میں ان کو لا الہ الا اللہ کی شہادت پر جنت میں داخل کروں گا''۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خواہش ظاہر کی ''یا اللہ اس امت کا نبی مجھے بنا دیجئے''۔ فرمایا ''اس امت کا نبی ان ہی میں سے ہوگا''۔ عرض کیا ''مجھے اس نبی کا امتی بنا دے''۔ فرمایا ''تمہارا زمانہ پہلے ہے اس کا زمانہ آخری ہے لیکن میں بہت جلد تم کو اور ان کو بیت الجلیل میں (جنت میں) یکجا کروں گا''۔

ابن ابی حاتم نے اور ابونعیم نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اشعیا پر وحی فرمائی کہ:

''میں ایک نبی کو مبعوث کرنے والا ہوں جس کے ذریعے بہرے کان، محجوب دل اور اندھی آنکھیں کھولوں گا۔ اس کی جائے ولادت مکہ، مقام ہجرت مدینہ اور ملک شام ہے یہ میرا بندہ، مرفوع، مصطفیٰ، حبیب، محبوب اور مختار ہے جو برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دے گا بلکہ عفو ودرگزر اور بخشش سے کام لے گا۔ ایمان دار لوگوں کے ساتھ رحم دلی برتے گا۔ اور قوت سے زیادہ لدے ہوئے اور بوجھل جانوروں کو دیکھ کر دردمند ہو جائے گا۔ بے سہارا عورت کی گود میں یتیم بچوں کے لئے دل گرفتہ ہوگا۔ وہ نہ بدخلق ہوگا۔ نہ سخت مزاج ہوگا۔ اور نہ سخت دل ہوگا۔ وہ نہ بازاروں میں شور مچاتا پھرے گا۔ وہ نہ فحش کے ذریعے زینت کو پسند کرے گا۔ نہ وہ جھوٹ بولنے والا ہوگا۔ اور نہ ہی بری بات کہنے والا ہوگا۔ اگر وہ چراغ کے قریب سے گزرے گا تو (اتنے) سکون اور وقار کے ساتھ کہ کہیں چراغ گل نہ ہو جائے۔ اور اگر وہ طویل اور سخت میدان میں رواں ہوگا تو (بھی) اس کی رفتار پر وقار اور بے آواز ہوگی۔ وہ مبشر اور نذیر ہے۔ میں اس کے اعمال میں توازن، اور اخلاق میں حسن وعظمت دوں گا۔ طمانیت اور وقار کو اس کا لباس بناؤں گا۔ میں نیکی کو اس کا شعار تقوی کو اس کا خمیر اور حکمت کو اس کی فراست بناؤں گا۔ صدق وفا اس کی طبیعت ہوگی۔ عفو و بخشش اور بھلائی اس کی عادت ہوگی۔ عدل وانصاف اس کی سیرت، حق اس کی شریعت، ہدایت اس کا امام اور اسلام اس کی ملت ہوگی۔ اس کا نام گرامی احمد ہے میں اس کے ذریعے پستی کے بعد سربلندی عطا کروں گا اور ناواقفیت کے بعد اس کے ذریعے الفت پیدا کروں گا۔ اور پراگندہ خیالات مختلف گروہوں کے درمیان اتحاد وفکر اور خیر سگالی پیدا کروں گا اور اس کی امت کو خیر امت بہترین امت بناؤں گا جو لوگوں کی ہدایت کے لئے ظاہر کی جائے گی۔ وہ امت نیکی کا حکم کرے گی۔ اور برائی سے منع کرے گی۔ وہ لوگ مجھ پر ایمان لائیں گے اور وہ لوگ میری واحدانیت کا چرچا کریں گے۔ وہ میرے ساتھ عقیدت اور اخلاص رکھیں گے۔ وہ میرے تمام انبیاء اور رسول کی تصدیق کریں گے۔ وہ لوگ نمازوں کے اوقات کے لئے سورج کے طلوع اور غروب پر نظر رکھیں گے۔ میں ان کو مسجدوں میں مجلسوں میں، ان کے کاروباری اداروں میں، ان کی گزرگاہوں میں، ان کی آرام گاہوں میں تسبیح، تکبیر اور تمہید وتوحید کرنے کی توفیق دوں گا۔ وہ اپنی مساجد میں اس طرح صفیں بنائیں گے۔ جس طرح عرش کے گرد فرشتے صف بناتے ہیں۔ وہ میرے محبوب، محسن اور مددگار ہیں۔ میں ان کے ذریعے اپنے دشمنوں سے بدلہ لوں گا۔ وہ میرے لئے قیام وقعود، رکوع اور سجود کے ساتھ نمازیں پڑھیں گے۔ وہ میری رضا اور خوشنودی کی خاطر اپنے دیار اور جائیدادوں سے دست کش ہو جائیں گے۔ وہ قتل کریں گے اور شہید بھی ہوں گے۔ ان کی جماعت مجاہدین بڑی (جماعت) تعداد میں ہوں گی۔ میں ان کی کتاب کے ذریعے دوسری کتابوں کو اور ان کے نظام زندگی کے لئے دوسرے سیاہ قوانین کو ختم کروں گا۔ پس جو کوئی بھی ان کے زمانے کو پائے پھر بھی ان کی کتاب کو نہ مانے، ان کے دین (نظام شریعت، نظام حیات) اور قانون شریعت کو نہ اپنائے وہ میرا نہیں ہے۔ وہ مجھ سے بری ہے۔ میں نے ان کو تمام امتوں سے افضل بنایا ہے۔ نیز ان کو امت وسط (اعتدال پر رہنے والی امت) اور تمام لوگوں پر گواہ بنایا ہے۔ جب وہ غضبناک ہوتے ہیں تو میری تکبیر کہتے ہیں۔ جو وہ لاچار ہوتے ہیں تو میری کبریائی

بیان کرتے ہیں۔ وہ اپنے چہرے ہاتھوں اور پاؤں کو پاک صاف رکھتے ہیں۔ وہ نصف کمر پر تہبند باندھتے ہیں- ان کی قربانیاں ان کا خون بہانا ہے- کتاب اللہ ان کے سینوں میں ہے، وہ رات کو عبادت کرتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ ان کا منادی یعنی موذن اپنی آواز سے فضائے آسمان میں گونج پیدا کرتا ہے۔ خوشخبری ہو اسے جو ان کے ساتھ ہے ان کے دین ان کے طریقے اور ان کی شریعت پر ہے۔ یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہتا ہوں اپنے فضل سے نوازا دیتا ہوں اور میں ہی صاحب فضلِ عظیم ہوں''۔

بیہقی نے وہب بن منبہؒ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی: ''اے داؤد تمہارے بعد جلد ہی ایک نبی آئے گا۔ جس کا نام احمد، محمد اور صادق ہو گا اور میں اس کے سبب اس کے اگلے اور پچھلے لوگوں کے گناہ معاف کروں گا۔ اس کی امت، امت مرحومہ ہے (ملت اسلامیہ) میری بخشش ان پر بہت ہوگی۔ ان میں بعضوں پر بعض بخشش میں انبیاء کرام علیہ السلام کی مانند ہوگی- میں ان پر ایسے فرائض لازم کروں گا جو انبیاء کرام علیہ السلام پر کئے ہیں وہ امت قیامت کے دن اس شان سے آئے گی۔ کہ ان کا نور انبیاء کے نور کی مانند ہوگا۔ یہ نور اس عائد کردہ فرائض کی وجہ سے ہوگا کہ وہ انبیاء کرام علیہ السلام کی طرح ہر نماز کے لئے طہارت کریں گے۔ وہ مثل انبیاء کرام علیہ السلام غسل جنابت کریں گے۔ وہ انبیاء علیہ السلام کی طرح حج کریں گے۔ وہ مثل انبیاء دین حق کی مدافعت اور اشاعت کے لئے جہاد کریں گے۔ اے داؤد میں نے محمد اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے نیز میں ان کی خطاء نسیاں پر مواخذہ نہیں کروں گا''۔

بیہقی نے بطریق عمر بن حکم بن رافع بن سنانؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کیا کہ ''مجھے میرے چچا اور دوسرے بزرگوں نے بتایا کہ ان کے پاس ایک ورق قدیم زمانہ جہالت سے بطور میراث چلا آرہا تھا۔ پھر اسلامی تحریک شروع ہوئی اور ان کے قائد محترم حضرت محمد خاتم النبیین (خاتم النبیین ﷺ) ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ ورق لایا گیا۔ اس میں لکھا تھا: ''شروع اللہ کے نام سے کہ اس کا قول حق ہے اور ظالموں کی باتیں کپڑوں میں ہیں۔ (فضول اور بیکار ہیں) یہ ذکر اس امت کا ہے جو آخری زمانے میں آئے گی۔ وہ لوگ اپنے دامنوں کو لٹکائیں گے (یعنی پورا بدن چھپائیں گے) اپنی کمروں پر تہبند باندھیں گے۔ وہ دریاؤں کو عبور کر کے اپنے دشمنوں کی طرف جائیں گے۔ ان میں ایسی نمازیں ہوں گی کہ اگر وہ نمازیں قوم نوح میں ہوتیں تو وہ پانی کے طوفان سے ہلاک نہ ہوتی۔ اگر قوم عاد میں ہوتیں تو وہ کبھی ایسے برباد نہ ہوتی۔ اور قوم ثمود میں ہوتیں تو وہ چیخ سے کبھی ہلاک نہ ہوتے''۔ رسول خاتم النبیین ﷺ کے سامنے جب اس ورق کو پڑھا گیا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے تعجب فرمایا۔

بیہقی اور ابو نعیم نے کعب الاحبارؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ: ''میں نے خواب دیکھا کہ تمام لوگ حساب گاہ میں ہیں۔ پھر انبیاء کرام علیہ السلام کو ان کی امتوں کے ہمراہ لایا گیا۔ اس طرح کے ہر نبی کے ساتھ دو اور ان کے پیروکاروں کے ساتھ ایک نور چل رہا تھا''- پھر رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کو بلایا گیا تو آپ خاتم النبیین ﷺ کے سر مبارک اور چہرہ انوار کے ہر بال کے ساتھ جدا جدا نور تھا اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے پیروکاروں کے ساتھ دو نور مثل انبیاء کے تھے۔ تو حضرت کعب الاحبارؓ نے کہا'' میں قسم کھاتا ہوں کہ یہ محمد (خاتم النبیین ﷺ) اور ان کی امت ہے اور انبیاء کرام علیہ السلام اور ان کی امتوں کی یہی صفت ہے جو کتاب الٰہی میں مذکور ہے''۔

ابو نعیم نے بہ طریق یوسف بن عبداللہ بن سلامؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ'' میں نے جتنی کتابیں پڑھیں ہیں ان میں سے ہر ایک میں تھا کہ '' ایک علم، ''صاحب علم'' کے ساتھ اتارا جائے گا اور اس ''صاحب علم'' کے ساتھ اللہ ہوگا۔ اور اس ''صاحب علم'' کو اللہ تعالیٰ تمام قوموں پر غالب فرمائے گا''۔

سابقہ کتب میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اور ان کی امت کے اوصاف بہت تفصیل سے بتا دیئے گئے تھے- ان کے ساتھ ہی آپ خاتم النبیین ﷺ کے تمام صحابہ کرامؓ کا ذکر بھی واضح الفاظ میں تورات، زبور اور انجیل میں موجود تھا---- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورہ الانبیاء، آیت نمبر 105)

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُونَ

ترجمہ: ''اور بلاشبہ ہم نے ذکر کے بعد زبور میں لکھا کہ اس زمین کے وارث اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو کرے گا''۔

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں مندرجہ بالا آیت کریمہ کی تشریح میں حضرت ابن عباسؓ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے توریت اور انجیل میں اپنے ازلی علم (ادراک سے) سے خبر دے دی ہے کہ: ''امت محمدیہ اس زمین کی وارث ہوگی''۔

ابن حاتم نے حضرت ابودرداؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے جب اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُونَ پڑھا تو کہا کہ ''ہم ہی وہ صالحین بندے ہیں'' اور پھر کہا'' میں

زبور کے اس نسخے سے واقف ہوں۔ جس میں 150 سورتیں ہیں۔اور میں نے اس کی چھوٹی سورۃ میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے داوٗد! میں جو سنا تا ہوں اسے سنو اور سلیمانؑ کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو بتائیں کہ تمہارے بعد یہ زمین میری ہے۔اور میں محمد ﷺ اور ان کی امت کو اس کا وارث بناؤں گا''۔

صدیق اکبرؓ کا تذکرہ:۔ ابن عساکر نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ: ''میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی بعثت سے پہلے یمن کی طرف گیا اور قبیلہ ازد کے ایک عالم کے پاس پہنچا۔وہ عالم کتب سماوی کا پڑھنے والا تھا۔اور اس کی عمر 400 سال تھی۔اس ازدی عالم نے پہلے دیکھا اور کہا ''میرا خیال ہے کہ تم قریشی ہو'' میں نے کہا '' ہاں'' اس نے کہا ''میرا خیال ہے کہ تم تیمی ہو''؟ میں نے کہا ''ہاں'' پھر اس نے کہا'' اب صرف ایک نشانی تمہاری طرف سے باقی رہ گئی ہے۔جس سے میں واقف نہیں ہوسکا ہوں''۔میں نے کہا'' وہ کونسی نشانی ہے''؟ اس نے کہا ''تم اپنے پیٹ سے قمیص اٹھاؤ''۔میں نے پوچھا ''کس لئے''؟ اس نے کہا ''میں نے علم صادق (کتب سماوی) میں پایا ہے کہ ''حرم مکہ میں ایک نبی مبعوث ہوگا اس کے دعوٰی نبوت میں ایک نوجوان اور ایک ادھیڑ عمر کا شخص مددگار رہوگا۔وہ نوجوان شدتوں اور قوتوں کی متحدہ قوت اور ہجوم مصائب کو خاطر میں نہ لائے گا اور ان کا زور توڑ کر رکھ دے گا اور دوسرا شخص گورے رنگ اور لاغر جسم کا ہوگا ۔اس کے پیٹ پر ایک تل ہوگا۔اور بائیں ران پر ایک نشان ہوگا ۔تو تمہارا کیا حرج ہے اگر تم مجھے اپنا پیٹ دکھادو اور تمہارے ساتھ جو میں اوصاف پاتا ہوں اس پوشیدہ علامت کو دیکھنے سے میرا علم مکمل ہوجائے گا۔اس کے علاوہ ایک آدھ علامت مخفی رہ جائے تو رہ جائے''۔حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا ''میں نے اپنے پیٹ پر سے کپڑا اٹھایا اور وہ ازدی عالم میری ناف کے اوپر سیاہ تل کو دیکھ کر کہنے لگا۔''رب کعبہ کی قسم تم ہی وہ شخص ہو''۔

ابن عساکر نے ربیع بن انسؓ سے روایت کیا ہے''کتب سابقہ میں حضرت ابوبکرؓ کی مثال قطرات بارش کی سی ہے کہ وہ جہاں بھی گرتے ہیں نفع پہنچاتے ہیں''۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قبول اسلام:۔ ابن عساکر نے ''تاریخ دمشق'' میں حضرت کعبؓ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قبول اسلام بذریعہ وحی تھا۔اور وہ اس طرح کے آپ غرض تجارت شام گئے۔وہاں آپ نے ایک خواب دیکھا اور بحیرہ راہب سے بیان کیا بحیرہ نے ان سے پوچھا ''تم کہاں کے رہنے والے ہو''؟ انہوں نے جواب دیا'' تہامہ کے شہر کا'' بحیرہ نے سوال کیا'' تمہارا تعلق کس قبیلے سے ہے''؟ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا ''قبیلہ قریش سے'' بحیرہ نے کہا ''تمہارا ذریعہ معاش کیا ہے''؟

حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا ''تجارت'' بحیرہ نے ان تمام سوالات کے جواب پانے کے بعد ان کے خواب کی تعبیر یہ بتائی'' اللہ تعالیٰ تمہارے خواب کو حقیقت بنا کر تمہارے مشاہدے میں اس طرح لائے گا کہ تمہاری قوم میں سے ایک نبی کو مبعوث فرمائے گا اور تم اس نبی کے مشیر اعلیٰ ہوں گے اور اس نبی کی وفات کے بعد تم خلیفہ نبی ہو گے''۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس خواب اور اس واقعہ کو پوشیدہ رکھا۔یہاں تک کہ نبی آخر الزمان ﷺ مبعوث ہوئے۔اس وقت حضرت صدیق اکبرؓ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا '' اے محمد (خاتم النبیین ﷺ) آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے دعوٰی نبوت کی دلیل کیا ہے؟'' حضور کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''وہ خواب جو تم نے شام میں دیکھا تھا''۔یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ حضور کریم خاتم النبیین ﷺ سے چمٹ گئے۔پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا'' اشھد انک رسول اللہ ''(میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ خاتم النبیین ﷺ اللہ کے رسول ہیں)۔

ابن عساکر نے ابن عبدالرحمن سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا گیا کہ آپ نے عہد اسلام سے قبل ''دلائل نبوت'' کی قبیل سے کچھ دیکھا تھا؟ آپ نے جواب دیا'' ہاں'' اور پھر فرمایا'' کوئی شخص قریشی یا غیر قریشی ایسا نہ تھا جسے آثار دلائل نبوت سے کچھ معلوم نہ ہوا ہو۔میں زمانہ جاہلیت میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا۔دفعتاً ایک ٹہنی میرے اوپر اس قدر جھکی کہ میرے سر کے قریب آگئی۔میں حیران تھا کہ یہ کیا ہوا ہے ۔عجیب بات یہ کہ پھر اس درخت سے آواز آئی کوئی کہہ رہا تھا۔''ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔اور تم کو تمام لوگوں سے زیادہ اپنے آپ کو ان کے سپردگی میں دینا ہوگا''۔

ابن عساکر نے ابی بکرہ سے روایت کیا ہے کہ میں حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ان کے پاس کچھ لوگ کھانا کھا رہے تھے۔آخر میں کچھ لوگ بیٹھے رہے۔حضرت عمرؓ نے ان پر ایک نظر ڈالی اور فرمایا ''تم کتب سابقہ میں کچھ پاتے ہو''۔ان میں سے ایک نے جواب دیا ''یہ کہ رسول (خاتم النبیین ﷺ) کا خلیفہ ان کا صدیق ہوگا''۔

<u>حضرت عمرؓ اور ان کے بعد میں آنے والوں کا تذکرہ کتب سابقہ میں:۔</u> حضرت عبداللہ بن امام احمد نے زوائد الزہد'' میں بروایت ابی اسحاق ابوعبیدہ سے روایت کیا ہے کہ ''عہد رسالت میں حضرت عمرؓ گھوڑا دوڑا رہے تھے کہ قبا کا دامن اڑ جانے ان کی ران کھل گئی۔ان کی ران پر سیاہ تل دیکھ کر نجران کے ایک شخص نے کہا'' یہی وہ شخص ہے جس کا تذکرہ ہمیں اپنی کتابوں میں ملتا ہے کہ وہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکال دے گا''۔

ابونعیم ے بروایت شہر بن جوشب کعبؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ سے شام میں کہا ''یہ شہر اس شخص کے ہاتھوں فتح ہوگا جو صالحین، مسلمین اور متقین کے ساتھ ہمدرد اور مہربان اور شورہ پشتوں اور کافروں پر سخت گیر اور شدید ہے اس کا باطن اس کے ظاہر سے بہتر ہے اور اس کے نزدیک حق کے حاصل کرنے میں قریب اور بعید برابر ہے۔اس کے شاگرد رات میں عبادت گزار اور عاجز اور دن میں شیر ہیں۔وہ آپس میں رحم دل، شفیق اور نیکوکار ہیں''۔حضرت عمرؓ نے فرمایا'' اے کعب تم نے ٹھیک کہا'' حضرت کعبؓ نے جواب دیا'' ہاں خدا گواہ ہے میں نے حقیقت بیان کردی ہے''۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا ''ہر طرح کی حمد وثنا کے لائق وہی ذات اقدس ہے جس نے ہمیں عزت اور غلبہ دیا۔ہمیں شرافت اور کرامت سے سرفراز کیا اور ہمارے نبی خاتم النبیین ﷺ کے ذریعے ہم کو باہم شفقت والا بنایا''۔

طبرانی اور ابونعیم نے ''حلیہ'' میں مغیث اور اوزاعی سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت کعب الاحبارؓ سے پوچھا'' تم توریت میں میرے کیا علامت پاتے ہو''؟ حضرت کعبؓ نے جواب دیا۔''ایسا خلیفہ جو آہنی عزم کا حامل ہو۔جو شدید قوت کا حامل ہو۔اور احکام خداوندی کے مقابلے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کرے''۔

ابن عساکر نے حضرت عمر فاروقؓ کے موذن اقرعؓ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر نے اسقف کو بلایا اور دریافت کیا'' اے اسقف کیا تم اپنی کتابوں میں ہمارا یعنی پوری قوم کا ذکر جانتے ہو''۔اسقف نے جواب دیا '' ہم تمہاری علامات اور اوصاف کو تو پاتے ہیں مگر ذکر نام بنام نہیں ہے''۔حضرت عمرؓ نے دریافت کیا'' پھر تم میرا ذکر کس طرح پاتے ہو''۔اسقف نے جواب دیا'' آہن کی مانند، لوہے کے مشابہ''۔حضرت عمرؓ نے پوچھا'' اس کا کیا مطلب''؟ اس نے کہا '' اصولوں کا بہت سختی سے پابند امیر، دشمنان دین کے لئے مرد آہن''، اس پر حضرت عمرؓ نے کہا'' یہ بڑائی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے وہی ہر تعریف کے لائق ہے''۔پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا'' میرے بعد ہونے والے خلیفہ کا ذکر کس طرح آیا ہے''۔اس نے کہا'' وہ حلیم طبع، بہت ہی باحیا اور مرد صالح ہے۔جو اقربا کو دوسروں پر ترجیح دے گا''۔حضرت عمرؓ نے فرمایا'' اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم کرے''۔پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا'' جو شخص ان کے بعد خلیفہ ہوگا اس کے بارے میں تمہاری کتاب میں کیا مذکور ہے''؟ کہا'' اے امیر وہ مرد تو صالح ہوگا لیکن اس کی خلافت کا قیام خوں ریزی اور کھنچی ہوئی برہنہ تلواروں کے درمیان ہوگا''۔تاریخ شاہد ہے کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے ایام خلافت اسی طرح گزرے۔

طبرانی اور بیہقی نے محمد بن یزید ثقفی سے روایت کیا ہے کہ قیس بن خرشہ اور کعبؓ احبار دونوں ہمراہ جا رہے تھے۔یہاں تک کہ جب وہ دونوں مقام صفین پر پہنچے تو کعبؓ ٹھہر گئے اور کچھ دیر اس زمین پر نظر ڈالی۔پھر فرمایا کہ ''اس خطہ سرزمین پر مسلمانوں کا اس قدر خون بہے گا کہ اتنا خون کسی اور خطے میں نہیں بہایا جائے گا''۔اس پر قیس نے کہا'' اے کعبؓ یہ بات تمہیں کیسے معلوم ہوئی؟ جبکہ یہ تو غیب کا علم ہے اور غیب کا علم تو صرف اور صرف اللہ کو معلوم ہے''۔کعب احبارؓ نے جواب دیا'' زمین کا بالشت بھر ٹکڑا بھی ایسا نہیں ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے توریت مُنزلہ میں نہ کر دیا ہو''۔

تاریخ شاہد ہے کہ مقام صفین پر جنگ صفین ہوئی تھی۔یہ جنگ حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان ہوئی تھی۔اور اس جنگ میں مسلمانوں کی تلواریں مسلمانوں پر ہی چلیں تھیں اس طرح یہ خطہ زمین خون سے بھر گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خصائص امت محمدیہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

1-امام احمد حاکم نے ابن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت کی کہ ندامت وشرمندگی توبہ ہے۔بعض علماء نے فرمایا "ندامت کا توبہ ہونا اس امت کے خصائص میں سے ہے"۔

2-دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا "اللہ تعالی نے میری امت کو لیلۃ القدر عطا فرمائی اور لیلۃ القدر ان سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوئی"۔

3-حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اِرشاد فرمایا "لوگوں پر ہمیں تین چیزوں کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے:

(1) ہماری صفیں ملائکہ کی صفوں کی مثل کی گئیں۔ (2) ہمارے لیے تمام زمین مسجد کر دی گئی ہے--

(3) جب ہم پانی نہ پائیں تو زمین کی خاک ہمارے لیے پاک وصاف اور پاک کرنے والی بنائی گئی"۔(مُسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، حدیث:۵۲۲)

4- حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا "مجھ پر (تمام) امتیں پیش کی گئیں پس ایک نبی گزرنے لگا اور اس کے ساتھ اس کی امت تھی ایک نبی ایسا بھی گزرا کہ اس کے ساتھ چند افراد تھے،ایک نبی کے ساتھ دس آدمی،ایک نبی کے ساتھ پانچ آدمی،ایک نبی صرف تنہا،میں نے نظر دوڑائی تو ایک بڑی جماعت نظر آئی میں نے پوچھا "اے جبرئیل علیہ السلام! کیا یہ میری امت ہے"؟ عرض کیا "نہیں،بلکہ یارسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) افق کی جانب توجہ فرمائیں"، میں نے دیکھا تو وہ بہت ہی بڑی جماعت تھی۔عرض کیا "یہ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت ہے اور یہ جو ستر ہزار ان کے آگے ہیں ان کے لئے نہ حساب ہے نہ عذاب"-میں نے پوچھا "کس وجہ سے"؟ انہوں نے کہا "یہ لوگ داغ نہیں لگواتے تھے،غیر شرعی جھاڑ پھونک نہیں کرتے تھے،شگون نہیں لیتے تھے اور اپنے رب پر (کامل) بھروسہ رکھتے تھے"۔حضرت عکاشہ بن محصنؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا "یارسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل فرمالے"۔آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دعا فرمائی "اے اللہ،اسے ان لوگوں میں شامل فرما"۔پھر دوسرا آدمی کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا "یارسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں شامل فرمالے"۔آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا "عکاشہ تم سے سبقت لے گیا''۔(بخاری ومسلم-جامع ترمذی،رقم:2446-سنن نسائی،رقم:7604-مسند احمد،رقم:2448،وابویعلی فی المسند،رقم:5340)

5- حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا "جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی (80) صفیں میری اُمت کی ہوں گی اور باقی تمام امتوں کی صرف چالیس (40) صفیں ہوں گی۔''(جامع ترمذی،رقم:2546،ابن ماجہ،رقم:4289،مسند احمد،رقم:22990،23052،23111-والدارمی فی السنن،الرقم:2835،ابن حبان،الرقم:7459)

6- حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا "جنت تمام انبیاء کرام علیہ السلام پر اس وقت تک حرام کر دی گئی ہے جب تک میں اس میں داخل نہ ہو جاؤں اور تمام اُمتوں پر اس وقت تک حرام ہے جب تک کہ میری امت اس میں داخل نہ ہو جائے۔''(طبرانی،رقم:942،مجمع الزوائد، کنزل العمال،رقم:31953)

7- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطاءِ نسیان (بھول چوک) اور جبر واکراہ معاف فرما دیا ہے۔''(ابن ماجہ،رقم:2043-مستدرک،رقم:2801-سنن الکبری،رقم:14871)

8- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے میری امت سے ان کی دل کی باتوں (یعنی وساوس وخیالات) کو معاف فرما دیا ہے جب تک وہ اس پر عمل نہ کرے یا زبان سے نہ کہے۔''(مسلم،رقم:127-ابن ماجہ،رقم:2040-سنن نسائی،رقم:5628)

9-سیدنا محجن بن ادرع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ خبر موصول ہوئی کہ فلاں بندہ مسجد میں لمبی نماز پڑھتا ہے،آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے پاس آئے،اس کے کندھے کو پکڑا اور فرمایا:"اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے آسانی کو پسند اور تنگی کو ناپسند کیا ہے (یہ بات تین دفعہ ارشاد فرمائی) جب کہ اس بندے نے تنگی کو اختیار کیا ہے اور آسانی کو ترک کر دیا ہے۔"[السلسہ الصحیحۃ 981،جلد 1،باب ایمان،توحید،دین اور تقدیر کا بیان،رقم 1635)

10- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا "میں قیامت کے روز ضرور اپنی امت کو دوسری امتوں کے درمیان پہچان لوں گا"۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یارسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! آپ اپنی امت کو کیسے

پہچانیں گے"؟فرمایا" میں انہیں پہچان لوں گا کہ ان کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور ان کی پیشانیوں پر سجدوں کا اثر ہوگا اور میں انہیں ان کے نور سے پہچان لوں گا جو ان کے آگے آگے دوڑ رہا ہوگا۔'' (مسند احمد، رقم:21788)

11- ''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" مجھے وہ کچھ عطا کیا گیا جو (سابقہ) انبیاء کرام علیہ السلام میں سے کسی کو نہیں عطا کیا گیا"۔ہم نے عرض کیا" یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! وہ کیا ہے"؟ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" میرے رعب و دبدبہ سے مدد کی گئی اور مجھے زمین (کے تمام خزانوں) کی کنجیاں عطا کی گئیں اور میرا نام احمد رکھا گیا اور مٹی کو بھی میرے لئے پاکیزہ قرار دیا گیا اور میری امت کو بہترین امت بنایا گیا۔'' (مسند احمد، رقم:763، 1361، والبیہقی فی السنن الکبری، رقم:965، مجمع الزوائد، 1/260، 8/269)

12- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لئے لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا۔عنقریب میری حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک میرے لئے زمین لپیٹی گئی۔ مجھے (قیصر و کسریٰ کے) دو خزانے سرخ اور سفید دیئے گئے۔ میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے بارے میں سوال کیا کہ انہیں قحط سالی سے ہلاک نہ کیا جائے اور نہ ان پر ایسا دشمن مسلط کرے جو انہیں مکمل طور پر نیست و نابود کر دے اور بے شک میرے رب نے مجھے فرمایا" اے محمد مصطفیٰ (خاتم النبیین ﷺ)! میں جب ایک فیصلہ کر لیتا ہوں تو اس کو واپس نہیں لوٹایا جا سکتا اور بیشک میں نے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی امت کے لئے یہ چیز عطا فرما دی ہے کہ میں انہیں قحط سالی سے نہیں ماروں گا اور نہ ہی ان کے علاوہ کسی اور کو ان پر دشمن مسلط کروں گا جو انہیں مکمل طور پر نیست و نابود کر دے اگرچہ (وہ دشمن ان کے خلاف ہر طرف سے اکٹھے) ہو جائیں یہاں تک کہ ان میں سے خود بعض بعض کو ہلاک نہ کریں اور بعض بعض کو قیدی نہ بنائیں۔'' (صحیح مسلم، رقم:2889- جامع ترمذی، رقم:2176- وابوداؤد، رقم:4252- مسند احمد، رقم:22448، 22505)

13- حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں تین آفتوں سے بچا لیا: ایک یہ کہ تمہارا نبی تمہارے لئے ایسی بددعا نہ کرے گا کہ تم سارے ہلاک ہو جاؤ- دوسرا یہ کہ (مجموعی طور پر) اہلِ باطل اہلِ حق پر غالب نہ ہوں گے۔تیسرا یہ کہ تم (مجموعی طور پر کبھی) گمراہی پر جمع نہیں ہو گے۔'' (سنن ابوداؤد، رقم:4253، طبرانی، رقم:3440)

آخری زمانہ میں اُمتِ محمدیہ کی فضیلت کا بیان:-

1- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) سے سنا آپ (خاتم النبیین ﷺ) فرماتے ہیں" میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم رہے گی جو اُن کی مدد نہیں کرے گا یا اُن کی مخالفت کرے گا وہ انہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر (یعنی روزِ قیامت) آئے گا اور وہ اسی حالت پر ہوں گے۔'' (صحیح بخاری، رقم:3442- صحیح مسلم، رقم:1037- مسند احمد، رقم:7383- طبرانی، رقم:893)

2- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد مصطفیٰ کی جان ہے! تم لوگوں پر ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ تم مجھے دیکھ نہیں سکو گے، لیکن میری زیارت کرنا (اس وقت) ہر مومن کے نزدیک اس کے اہل اور مال سے زیادہ محبوب ہو گی۔'' (صحیح بخاری، رقم:3394- مسلم، رقم:2364- مسند احمد، رقم:8126)

3- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" میری امت میں سے میرے ساتھ شدید محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے اور ان میں سے ہر ایک کی تمنا یہ ہوگی کہ کاش وہ اپنے سب اہل و عیال اور مال و اسباب کے بدلے میں مجھے (ایک مرتبہ) دیکھ لیں۔'' (صحیح مسلم، رقم:2832- مسند احمد، رقم:9388)

4- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" میری اُمت کی مثال بارش کی مانند ہے معلوم نہیں اس کا اوّل بہتر ہے یا آخر۔'' (جامع ترمذی، رقم:2869- مسند احمد، رقم:12349، 12483)

5- حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ بواسطہ اپنے والد، اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے فرمایا" کون سی مخلوق تمہارے نزدیک ایمان کے لحاظ سے سب سے عجیب تر ہے"؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا" فرشتے"۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" فرشتے کیوں ایمان نہ لائیں جبکہ وہ ہر وقت اپنے رب کی حضوری میں رہتے ہیں"۔انہوں نے عرض کیا" پھر انبیاء کرام علیہم السلام"۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے

فرمایا" اورانبیاء کرام علیہم السلام کیوں ایمان نہ لائیں جبکہ ان پر تو وحی نازل ہوتی ہے"۔انہوں نے عرض کیا" تو پھر ہم (ہی ہوں گے)"۔فرمایا"تم ایمان کیوں نہیں لاؤ گے جبکہ بنفس نفیس میں خود تم میں جلوہ افروز ہوں"۔حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" مخلوق میں میرے نزدیک پسندیدہ اور عجیب تر ایمان ان لوگوں کا ہے جو میرے بعد پیدا ہوں گے۔کئی کتابوں کو پائیں گے مگر (صرف میری) کتاب میں جو کچھ لکھا ہوگا (بن دیکھے) اس پر ایمان لائیں گے۔'' (طبرانی، رقم:12560-حاکم فی المستدرک، رقم:6993، مشکوۃ المصابیح، الرقم:6288)

6- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" میں نے یہ خواہش کی کہ میں اپنے بھائیوں سے ملوں"۔صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کیا" یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! کیا ہم آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے بھائی نہیں ہیں"؟ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" تم میرے صحابہ ہولیکن میرے بھائی وہ ہوں گے جو مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا بھی نہیں ہوگا۔'' (مسند احمد، الرقم:12601-طبرانی، الرقم:576-مجمع الزوائد، رقم:1161)

7-حضرت عبدالرحمن بن ابی عمرہ انصاری رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بارگاہِ رسالت مآب (خاتم النبیین ﷺ) میں عرض کیا" یارسول اللہ! آپ ان لوگوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو آپ پر ایمان لائے حالانکہ انہوں نے آپ کو دیکھا تک نہیں، آپ کی تصدیق کی حالانکہ آپ کو دیکھا تک نہیں"؟ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" ان کے لئے خوشخبری ہے ان کے لئے خوشخبری ہے وہ ہم میں سے ہی ہیں"۔'' (طبرانی فی المعجم الاوسط، 8/276، الرقم:8624)

8- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" خوشخبری اور مبارک باد ہو اس کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور سات بار خوشخبری اور مبارک باد ہو اس کے لئے جس نے مجھے دیکھا بھی نہیں اور مجھ پر ایمان لایا۔'' (مسند احمد بن حنبل، الرقم:22268، 22192، 22331-ابن حبان، الرقم:7233-المستدرک، الرقم:6994، طبرانی، الرقم:8009)

9-حضرت ابو جمعہؓ سے مروی ہے کہ "ہم نے ایک مرتبہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھ دن کا کھانا کھایا ہمارے ساتھ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ بھی تھے۔انہوں نے عرض کیا" یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! ہم سے بھی کوئی بہتر ہوگا؟ ہم آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی معیت میں ایمان لائے، اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی ہی معیت میں ہم نے جہاد کیا"۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" ہاں وہ لوگ جو تمہارے بعد آئیں گے وہ مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا بھی نہیں ہوگا (وہ اس جہت سے تم سے بھی بہتر ہوں گے)۔'' (سنن دارمی، الرقم:2844-مسند احمد، الرقم:17017-طبرانی، الرقم:3537)

10- حضرت عبدالرحمن بن علاء حضرمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے اس (صحابی) نے بتایا جس نے حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) سے سنا کہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) فرماتے ہیں" بے شک اس امت کے آخر (دور) میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے لئے اجر اس امت کے اولین (دور کے لوگوں) کے برابر ہوگا، وہ نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور فتنہ پرور لوگوں سے جہاد کریں گے۔'' (دلائل نبوت، 6/513)

اُمت محمدی (خاتم النبیین ﷺ) گمراہی پر کبھی جمع نہ ہوگی:-

1- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" دو (شخص) ایک سے بہتر ہیں اور تین (شخص) دو سے بہتر ہیں، اور چار (اشخاص) تین سے بہتر ہیں، پس تم پر لازم ہے کہ جماعت کے ساتھ رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ میری امت کو کبھی ہدایت کے سوا کسی شے پر اکٹھا نہیں کرے گا۔'' (مسند احمد بن حنبل، الرقم:21331-مجمع الزوائد، 1/177:5/218)

2- حضرت حارث اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ باتوں کا حکم دیا ہے (اور وہ پانچ باتیں یہ ہیں:) جماعت کے ساتھ ہونے، نصیحت سننے، فرمانبرداری اختیار کرنے، ہجرت کرنے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کا۔پس جو جماعت سے ایک بالشت برابر بھی الگ ہوا پس اس نے اسلام کا قلادہ (یعنی پٹہ) اپنے گلے سے اتار دیا جب تک کہ وہ (جماعت کی طرف) لوٹ نہیں آتا۔'' (الحاکم فی المستدرک، 1/204، 582، الرقم:404، 1534-البیہقی فی السنن الکبری، 8/157، والطبرانی فی المعجم الکبیر، الرقم:3427، 3430، 3431، وابویعلی فی المسند، 3/140، الرقم:1571)

3- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی بھی گمراہی پر اکٹھا نہیں فرمائے گا" اور فرمایا" اللہ تعالیٰ کا دستِ قدرت جماعت پر ہوتا ہے۔پس سب سے بڑی جماعت کی اتباع کرو اور جو اس جماعت سے الگ ہوتا ہے وہ آگ میں ڈال دیا گیا۔

”(مستدرک،1/199،201،الرقم:391،397)

4-حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" بے شک میری امت (مجموعی طور پر) کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی پس اگر تم ان میں اختلاف دیکھو تو تم پر لازم ہے کہ سب سے بڑی جماعت (کا ساتھ) اختیار کرو“(ابن ماجہ،رقم:3950-والطبرانی فی المعجم الکبیر،12،447،الرقم:13623)

حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کو اپنے بعد اُمت کے شرک میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ تھا:-

1- ”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" بے شک میں تمہارا پیش رو اور تم پر گواہ ہوں۔ بیشک خدا کی قسم! میں اپنے حوض (کوثر) کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور بیشک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں (یا فرمایا: زمین کی کنجیاں) عطا کر دی گئی ہیں اور خدا کی قسم! مجھے یہ ڈر نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگو گے بلکہ مجھے ڈر اس بات کا ہے کہ تم دنیا کی محبت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔“(صحیح بخاری،الرقم:3816-صحیح مسلم،الرقم:2296، ابوداؤد،الرقم3224،مسند احمد،4/154)

2- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" مجھے تمہارے متعلق اس بات کا تو ڈر ہی نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک کرو گے بلکہ مجھے ڈر ہے کہ تم دنیا کی محبت میں گرفتار ہو جاؤ گے اور آپس میں لڑو گے اور ہلاک ہو گے جیسا کہ تم سے پہلے لوگ ہوئے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آخری بار تھی جب میں نے حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) کو منبر پر جلوہ افروز دیکھا (یعنی اس کے بعد جلد ہی آپ (خاتم النبیین ﷺ) کا وصال ہو گیا)۔“(صحیح مسلم،الرقم:2296،والطبرانی في المعجم الکبیر،17/279،الرقم:769)

اُمت محمدی (خاتم النبیین ﷺ) میں آئمہ اور مجتہدین آتے رہیں گے:-

1- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس (علم) میں سے جو انہوں نے حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) سے سیکھا روایت کرتے ہیں کہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے آخر میں کسی ایسے شخص (یا اشخاص) کو پیدا فرمائے گا جو اس (امت) کے لئے اس کے دین کی تجدید کرے گا۔“(سنن ابوداؤد،الرقم:4291-والحاکم فی المستدرک،4/567،568،الرقم:8592،8593،والطبرانی فی المعجم الاوسط،6/223،الرقم:6527)

2- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" جس نے اس وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھاما جب میری امت فساد میں مبتلا ہو چکی ہو گی تو اس کے لئے سو شہیدوں کے برابر ثواب ہے۔“(بیہقی،الرقم:207، مسند الفردوس،4/198،الرقم:6608)

3- حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" دورانِ حصولِ علم اگر کسی شخص کو موت آ جائے اور وہ اس لئے علم حاصل کر رہا ہو کہ اس کے ذریعہ سے اسلام کو زندہ کرے گا تو اس کے اور انبیاءِ کرام کے درمیان جنت میں صرف ایک درجے کا فرق ہو گا۔“(سنن الدارمی،الرقم: 354-والطبرانی فی المعجم الاوسط،9/174،الرقم:9454-مجمع الزوائد،1/123)

4- حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) نے تین مرتبہ یہ فرمایا" میرے خلفاء پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو"۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا" یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے خلفاء کون لوگ ہیں"؟ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" وہ (لوگ) جو میری سنتوں کو زندہ کرتے ہیں اور (دوسرے) لوگوں کو بھی ان کی تعلیم دیتے ہیں (میرے خلفاء ہیں)۔“(الحديث الرقم 48: أخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق الكبير، 61/51، وابن عبد البر في جامع بيان العلم وفضله، 1/46، والهندي في كنز العمال، 229/10، الرقم: 29209.)

5- حضرت ابوسعید فریابی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا" اللہ تعالیٰ ہر صدی کے آخر پر لوگوں کے لئے ایک ایسی شخصیت کو بھیجتا ہے جو لوگوں کو سنت کی تعلیم دیتا ہے اور حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) کی طرف منسوب جھوٹ کی نفی کرتا ہے (اسے مجدد کہتے ہیں)۔“(الحديث الرقم 49: أخرجه المزي في تهذيب الكمال، 24/365، والعسقلاني في تهذيب التهذيب، 9/25)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی بعثت سے پہلے کے کچھ واقعات اور کاہنوں کی پیشن گوئیاں

1- ابونعیم اور کعب نے وہب بن منبہؓ سے روایت کیا ہے کہ:

بخت نصر بادشاہ نے ایک بہت بُرا خواب دیکھا۔خواب کے ڈر سے وہ لرز گیا۔ بیدار ہوا تو وہ خواب بھول گیا۔اس نے کاہنوں اور جادوگروں کو بلایا اور اثرات خواب کو بیان کیا اور تعبیر چاہی۔انہوں نے کہا" آپ خواب بیان کریں"۔بخت نصر نے کہا" خواب تو میں بھول گیا ہوں"۔انہوں نے کہا کہ’’جب تک خواب بیان نہ کیا جائے گا تعبیر کیسے دی جاسکتی ہے"؟’’بخت نصر نے اس وقت کے نبی حضرت دانیال علیہ السلام کو بلایا اور ان کو تعبیر بتانے کو کہا۔انہوں نے کہا’’اے بخت نصر تم نے خواب میں بہت بڑے بت کو دیکھا ہے-جس کے پاؤں زمین میں اور سر آسمان میں ہے۔اس کے اوپر کا حصہ سونے کا، درمیان کا حصہ چاندی کا، نچلہ حصہ تانبے کا،اس کی پنڈلیاں لوہے کی اور اسکے پاؤں کھنکھناتی مٹی کے ہیں۔اس دوران کہ تم اس کو دیکھ کر اس کے حسن و جمال اور اس کی کاریگری پر حیرت کر رہے تھے کہ آسمان سے ایک پتھر آیا جو اس بت کے سر کے وسط پر گرا اور وہ بت سرتاپا ریزہ ریزہ ہوگیا۔حتیٰ کہ اس کا سونا، چاندی، تانبا، لوہا اور مٹی بالکل ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے اور تم نے خیال کیا کہ اگر روئے زمین کے تمام جن وانس مل کر بھی یہ ریزے الگ الگ کرنے کی کوشش کریں تو نہ کر پائیں۔تمہیں اس بات کا خطرہ درپیش تھا کہ (یہ ذرے اب الگ الگ کیسے ہوں گے؟)- پھر تم نے اس پتھر کو دیکھا جو اس بت پر گرا تھا-تمھارے دیکھتے ہی دیکھتے وہ پتھر بڑھتا، پھیلتا اور ہمہ گیر ہوتا چلا گیا- یہاں تک کہ اس نے تمام روئے زمین کو گھیر لیا۔اس وقت تمہیں اس پتھر اور آسمان کے سوا کچھ نظر نہیں آرہا تھا’’- بخت نصر نے کہا’’ آپ نے سچ فرمایا۔میں نے یہی خواب دیکھا تھا اب آپ اس کی تعبیر بتایئے’’-حضرت دانیال نے جواب دیا’’اے بخت نصر بت تو وہ مختلف امتیں ہیں جو ابتداء، وسط اور آخیری زمانے سے متعلق ہیں اور وہ پتھر جس سے اس بت کو پاش پاش کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے جس کے ذریعے آخیری زمانے کی تمام امتوں کو ختم کر دیا جائے گا تا کہ اللہ تعالیٰ اس دین کو تمام ادیان پر غالب فرمائے۔اس کے لئے اللہ تعالیٰ عرب سے ایک نبی کو مبعوث فرمائے گا اور اس کے ذریعے تمام امتوں اور تمام ادیان کو منسوخ کردے گا۔جیسا کہ تم نے خواب میں دیکھا ہے کہ سنگ گراں نے بت کے ہر حصے کو پامال کر دیا ہے۔اور وہ دین تمام ادیان پر غالب ہوگا۔جیسا کہ تم نے اس پتھر کو تمام روئے زمین پر غالب اور پوری فضا پر محیط دیکھا ہے’’-

2- ابونعیم اور ابن عساکر نے یہ روایت اسماعیل بن عیاش از یحییٰ بن ابی عمرو شیبانی از عبداللہ بن ویلی از ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ:

’’ ایک شخص ابن عباسؓ کے پاس آیا اور کہا " مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ سطیح کا ذکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم میں اس کی مثل کسی کو پیدا نہیں فرمایا"-حضرت عباسؓ نے کہا ’’ہاں ایسا ہی ہے اللہ تعالیٰ نے سطیح کو گوشت کا ایک لوتھڑا پیدا فرمایا۔اس کے بدن میں ہڈی تھی نہ پٹھا۔اس کے جسم میں کوئی حرکت نہ تھی۔صرف زبان حرکت کرتی تھی۔اس کے کہنے پر اس کو ایک تختہ پر ہی رکھ کر ایک گھڑی کی طرح لپیٹ کر مکہ لایا گیا۔تو اس کے پاس چار قریشی آئے۔آل قصیٰ میں سے عبدشمس، عبدمناف، احوض بن فہر اور عقیل بن ابی وقاص- ان چاروں نے اپنے نام بتائے۔نسبی تعارف کروایا اور کہا کہ وہ جمح والے ہیں۔سطیح نے فوراً کہا کہ’’نہیں آپ جمح والے نہیں ہیں۔آپ کا نسب تو ان قریش سے ملتا ہے جو پتھریلی زمین کے رہنے والے ہیں۔آپ قریشی ہیں"۔ان لوگوں نے کہا" اے سطیح آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں-اے سطیح! اب ہمیں بڑے بڑے واقعات جو اس دنیا میں ہونے والے ہیں وہ بتاؤ"؟ سطیح نے کہا" سنو جو باتیں مجھے اللہ نے بتائیں ہیں-اے گروہ قریش تم بڑھاپے کے عالم میں ہو۔تمہارے پاس نہ علم ہے نہ سمجھ۔تمہارے بعد آنے والے لوگ علم کے متلاشی ہوں گے"- انہوں نے پوچھا :’’ اے بزرگ سطیح وہ کون لوگ ہوں گے؟ کہا" وہ لوگ تمہارے بعد تمہاری اولاد میں سے ہوں گے۔وہ بتوں کو توڑ دیں گے۔اور طاغوت کے بندگی (شیطان کی بندگی) چھوڑ کر ایک اللہ کی فرمانبرداری کریں گے۔وہ دنیا کو توحید کا سبق دیں گے"-انہوں نے کہا’’اے سطیح وہ لوگ کس نسل سے ہوں گے"؟اس نے جواب دیا" قسم ہے اشرف الاشراف کی وہ ہزاروں لوگ ہوں گے جن میں عبدشمس اور عبدمناف میں سے بھی ہوں گے’’-چاروں قریشیوں نے کہا’’ اے غیبی خبر دینے والے سطیح ہمیں یہ خبر دے دیجئے کہ وہ کس شہر میں ظہور کریں گے’’؟اس نے کہا’’ قسم ہے ذات ازل وابد کی کہ شہر مقدس سے ایک ہدایت یافتہ نبی پیدا ہوگا۔وہ بتوں سے کنارہ کشی اختیار کرے گا۔وہ بتوں کی پرستش سے بری ہوگا۔وہ ایک خدائے واحد کی عبادت کرے گا۔پھر اللہ تعالیٰ اس نبی کو کامیاب کرے گا-جب اس نبی کا کام ختم ہوجائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے وفات دے گا۔وہ زمین سے مفقود اور آسمان میں حاضر اور موجود ہوگا۔اس کے بعد اس کا صدیق اس کا خلیفہ ہوگا۔اس کے فیصلے صحیح ہوں گے۔وہ حقوق کی پوری پوری ادائیگی کرے گا۔اس کے معملات میں اعتدال ہوگا۔اس خلیفہ کے بعد دوسرا خلیفہ ہوگا۔یہ صاحب عدل واستقامت خلیفہ ہوگا۔جو اعلیٰ درجے کا مدبر، تجربہ کار اور معاملہ فہم ہوگا۔یہ کل ملت کا بہترین ذمہ دار، مہمان نواز

اور عدلیہ کا ایک مثالی استحکام کرنے والا ہوگا۔اس کے بعد تیسرا خلیفہ آئے گا جو اپنے پیش رو کی طرح ہوگا۔وہ اپنے اقربا کو نوازنے والا ہوگا۔اس کے خلاف غدار منصوبے بنائیں گے۔پھر یہ غدار تعمیری مشوروں کا بہانہ بنا کر گروہ در گروہ اس کے شہر میں جمع ہو جائیں گے اور اس معصوم کو بے دردی سے شہید کر دیں گے۔پھر اس کے خون کا بدلہ لینے کے لئے معززین امت اٹھ کھڑے ہوں گے۔اس کے بعد چوتھا خلیفہ آئے گا۔اس کی خلافت میں خون ریزی ہوگی- پھر قلمرو میں لشکر عظیم مدمقابل ہوں گے۔اس کے زمانے میں تلواریں کھینچی رہیں گی اور پھر وہ بھی شہید کر دیا جائے گا"-

3- ابن عساکر نے بروایت ابن اسحاق چند راویوں سے نقل کیا ہے کہ:

''بادشاہ ربیعہ بن نصر لخمی نے ایک خوفناک خواب دیکھا۔جس سے وہ بے حد خوف زدہ ہو گیا۔اس نے مملکت کے کاہن، جادوگر، شگون لینے والے اور منجم کو طلب کیا۔اور کہا" اس نے ایک بہت خوفناک خواب دیکھا ہے تم لوگ اس خواب کی تعبیر بتاؤ"۔انہوں نے کہا" آپ خواب بتائیں"- بادشاہ نے کہا" میں خواب بتاؤں تو پھر تعبیر بتاؤ گے۔؟ صحیح تعبیر وہ بتائے گا جو پہلے خواب بتائے گا کہ میں نے کیا دیکھا اور پھر اس کی تعبیر بتائے گا"۔ان میں سے ایک نے کہا" اگر آپ اس طرح خواب کی تعبیر چاہتے ہیں تو سطیح، یا شق کے پاس کسی کو بھیج کر ان کو بلوائیں۔یہ دونوں افراد اس طرح کے خواب اور ان کی تعبیر بتا سکتے ہیں"۔بادشاہ نے ان دونوں کو بلوانے کے لئے آدمی روانہ کئے۔طلب کرنے پر سطیح پہلے آ گیا-بادشاہ نے کہا" اے سطیح میں نے خواب دیکھا ہے اور اس نے مجھے خوف زدہ کر دیا ہے-تم مجھ کو اس کی تعبیر بتا دو"- سطیح نے کہا''اے بادشاہ آپ نے خواب دیکھا ہے کہ تاریکی کی حالت میں شعلہ برآمد ہوا ہے اور وہ تہامہ کا علاقہ ہے۔(مدینہ، مکہ، طائف کے علاقے تہامہ کے علاقے تھے) اس شعلے نے ہر کھوپڑی والے کو کھا لیا ہے"- بادشاہ نے کہا"ہاں میں نے یہی خواب دیکھا ہے اب اس کی تعبیر بتادو''- سطیح نے کہا''اے بادشاہ تمہارے ملک میں حبشی اتریں گے اور تمام ملک پر قبضہ کرلیں گے"۔بادشاہ نے کہا" یہ بات میرے زمانے میں ہوگی یا بعد میں''؟ سطیح نے کہا"60،70 سال بعد ایسا ہوگا۔پھر 70 سال کے بعد یہ ملک ان کے قبضے سے بھی نکل جائے گا۔ان میں سے اکثر قتل ہو جائیں گے۔اور باقی بھاگ جائیں گے ان کو بھگانے والا حاکم عدن ہوگا۔پھر 70 سال گزرنے کے بعد ان کی حکومت بھی ختم ہو جائے گی"۔بادشاہ نے دریافت کیا" ان کی حکومت کون ختم کرے گا"؟ سطیح نے جواب دیا ''**ایک نبی برحق جس پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہدایت اور وحی نازل ہوا کرے گی''**-بادشاہ نے پوچھا" وہ نبی مکرم کس قبیلے سے ہوگا"؟ سطیح نے جواب دیا"**وہ نبی مکرم غالب بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد میں سے ہوگا اس کی امت کی حکومت آخیری زمانے تک رہے گی''**- ''آخری زمانے تک"؟ بادشاہ نے حیرانی سے سطیح کی طرف دیکھا اور پوچھا''اے سطیح کیا زمانے کا بھی کوئی آخری کنارہ ہے"؟ سطیح نے کہا"**ہاں وہ جس روز اولین اور آخرین جمع ہوں گے۔اس روز نیکوکار سعادت مند ہوں گے اور بدکار لوگ بدبخت ہوں گے "**-بادشاہ نے حیرت سے کہا"اے واقف حالات سطیح کیا واقعی ایسا ہوگا؟ کیا واقعی یہ سب کچھ سچ ہے"؟اس نے کہا"میں قسم کھاتا ہوں شفق کی عنق کی اور فلق کی (مظاہر قدرت کی قسمیں) جو کچھ میں نے بیان کیا ہے وہ حق ہے اور ایسا ہی ہوگا'' اسے کے بعد بادشاہ نے سطیح کو نہایت ادب سے روانہ کر دیا۔

سطیح کے جانے کے بعد بادشاہ نے شقّ کو بلوایا۔جب شق بادشاہ کی خدمت میں آیا تو بادشاہ نے سطیح سے بات چیت کے بارے میں شق کو کچھ نہیں بتایا۔اور اس کی بتائی ہوئی تعبیر کو چھپا لیا۔بادشاہ نے شق سے کہا کہ'' اے شق میں نے خواب دیکھا ہے اور میں اس خواب سے بہت پریشان ہوں۔میں نے تمہیں اس خواب کی تعبیر بتانے کے لئے بلوایا ہے۔''شق نے کہا کہ''کہ آپ نے تاریکی میں ایک شعلہ برآمد ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔پھر وہ شعلہ باغ اور پشتہ کے درمیان ٹھہرا اور پھر اس نے ہر جاندار کو کھا لیا''-بادشاہ نے کہا کہ''اب اس کی تعبیر بتاؤ''؟ اس نے قسم کھا کر کہا'' کچھ عرصے بعد سوڈانی یلغار کریں گے اور نازک انگلیوں والوں کو کھا جائیں گے (یعنی ان پر غالب آ جائیں گے) اور ابین اور نجران تک قبضہ کرلیں گے۔پھر کچھ عرصے بعد تم لوگوں کو سوڈانیوں سے ایک عظیم صاحب شان چھڑوائے گا اور وہ سوڈانیوں کو دردناک مزہ چکھائے گا۔بادشاہ نے پوچھا" وہ عظیم صاحب شان کون ہے"؟شق نے کہا" وہ لڑکا نہ کم مرتبہ ہوگا نہ زیادہ معزز، ذیزن کے گھر میں پیدا ہوگا"-بادشاہ نے پوچھا " کیا اس کی حکومت ہمیشہ رہے گی یا جاتی رہے گی''؟

کاہن نے جواب دیا''**ایک ''رسول مرسل'' اس کی حکومت ختم کردے گا۔وہ رسول حق اور دین عدل کو لائے گا۔وہ ایک خاص نظام زندگی کا داعی ہوگا اور وہ صاحب فضل ہوگا۔پھر اس کی حکومت اس کے صاحبوں اور پیروکاروں میں فیصلے کے دن تک رہے گی''**-''فیصلے کا دن'' بادشاہ نے حیرانی سے شق کی طرف دیکھا۔"فیصلے کا دن کیا"؟شق نے جواب دیا کہ "یہ وہ دن ہے جس میں حاکموں کو بدلہ دیا جائے گا۔آسمان سے بلانے والے کی ندا سنی جائے گی۔اس ندا کو ہر زندہ اور ہر مردہ سنے گا۔اس دن تمام لوگ میقات میں جمع ہوں گے۔جس نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کیا ہوگا۔بس صرف وہی اس دن کامیاب اور نجات یافتہ ہوگا"-یہ کہہ کر شق بادشاہ کے پاس سے

روانہ ہو گیا۔

ابن عساکر کہتے ہیں کہ مجھے خبر ملی ہے کہ سطیح کاہن "سیل عرم" (ایام جہالت کا ایک عظیم سیلاب جس نے بے شمار بستیوں کو تباہ کر دیا تھا) کے زمانے میں پیدا ہوا اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے سال ولادت میں اس کی موت واقع ہوئی۔ وہ پانچ سو سال زندہ رہا"۔

4- ابن سعد نے یعقوب بن عتبہ مغیرہ سے روایت کیا ہے کہ:

''عرب کے بہت سے لوگ ستارہ شناس تھے۔ سب سے پہلے ستاروں کے ٹوٹنے کی وجہ سے جو لوگ بہت زیادہ خوف زدہ اور پریشان ہوئے، وہ ثقیف تھے۔ اور وہ عمرو بن امیہ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا" کیا تم نے کوئی نئی بات دیکھی ہے؟ جو منظر عام پر آئی ہے"؟ عمرو بن امیہ نے جواب دیا" ہاں دیکھی ہے" ثقفیوں نے پھر عمرو سے کہا کہ'' تم توجہ اور غور سے دیکھو بڑے بڑے ستارے ٹوٹ رہے ہیں۔ ایسے ستارے جن سے ہم بہت سی رہنمائی لیتے تھے۔ ہمیں تو یہ دنیا کے خاتمے اور فنا کی علامت معلوم ہوتی ہے"۔ عمرو بن امیہ نے کہا" نہیں یہ ہمارے آسمان کے وہ مستقل ستارے نہیں ہیں یہ تو کوئی دوسرے روشن شعلے ہیں۔ شاید عرب میں کوئی پیغام لانے والا آیا ہے''۔

5- طبرانی اور ابو نعیم نے عمرو بن مرہ جہنی سے روایت کیا ہے کہ:

''میں حج کے ارادے سے نکلا، میں مکہ میں تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ کعبہ سے ایک نور چمکا اور یثرب کی پہاڑیاں مجھے نظر آنے لگیں۔ نیز اس نور سے آواز آئی۔ "تاریکی چھٹ گئی ہے۔ نور روشن ہو گیا ہے اور خاتم الانبیاء مبعوث ہو گئے''۔ پھر میں نے دوبارہ نور کو روشن ہوتے ہوئے دیکھا اور اب اس نور کی چمک میں میں نے خیرہ کے محلات اور ابیض اعدائن دیکھ لئے۔ پھر میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا ''اسلام ظاہر ہو گیا اور بتوں کو توڑ دیا گیا ہے۔ اور صلہ رحمی کا دور دورہ ہو گیا''۔

6- خرائطی نے "الھواتف" میں ابن عساکر نے عروہ سے روایت کیا کہ:

''ایک جماعت قریش جس میں عثمان بن حویرث، ورقہ بن نوفل، زید بن عمرو بن نفیل، عبید اللہ جحش شامل تھے۔ ان چاروں کا ایک مشترکہ بت تھا۔ جس کے پاس یہ جمع ہوتے تھے۔ ایک رات جب یہ لوگ بت کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ اوندھا پڑا ہوا ہے۔ انہوں نے اس بات کو کوئی اہمیت نہیں دی اور بت کو اس کی جگہ پر سیدھا رکھ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ بت پھر گر کر اوندھا ہو گیا۔ انہوں نے پھر بت سیدھا کیا اور اس کو اس کے مقام پر رکھ دیا۔ لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد بت پھر گرا اور اوندھا ہو گیا۔ اب ان چاروں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ عثمان نے کہا کہ'' کوئی خاص بات معلوم ہوتی ہے'' اس وقت عثمان نے کچھ شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

ترجمہ: '' اے خوشی اور مسرت کے صنم جس کے طواف کے لئے قریب و بعید سے بڑے بڑے لوگ آتے ہیں۔ تو منہ کے بل اوندھا ہوا ہے تو پس اس کی وجہ بھی بتا؟ کیا یہ کسی خاص بات کی وجہ سے ہوا ہے۔ یا بس یونہی تفریح وطبع کے لئے؟ اگر تو ہمارے معاصی سے بیزار ہے اور اس وجہ سے اوندھا ہوا ہے تو ہم اعتراف قصور کرتے ہیں۔ اور معصیت سے اجتناب کا وعدہ بھی کرتے ہیں اور اگر تو مغلوب ہو گیا ہے اور ذلت اور رسوائی نے تجھے منہ کے بل گرا دیا ہے تو پھر تو بتوں میں سرداری اور معبود ہونے کے لائق نہیں"۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد اس نے بت کو پھر سیدھا کر کے اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ اب بحکم خداوندی بت نے جواب دیا" میرا گرنا اس نومولود کی وجہ سے ہے۔ جسکے نور سے زمین کے مشرق ومغرب کے تمام راستے منور اور درخشاں ہو گئے ہیں۔ اس مولود کی وجہ سے تمام بت گر گئے ہیں۔ اور دنیا بھر کے تمام بادشاہوں کے دل اس کے رعب سے لرز گئے ہیں۔ فارس کے تمام آتش کدے بجھ کر تاریک ہو گئے ہیں۔ اور فارس کے اعلیٰ مرتبت بادشاہ کو شدید پریشانی اور تکلیف کا سامنا ہے کاہنوں کے پاس غیبی خبریں لانے والے جنات کو اب روک دیا گیا ہے۔ اس لئے اب کاہنوں کے پاس نہ سچی خبریں ہیں نہ جھوٹی خبریں۔ تو اے اولادِ قصی! تم لوگ اپنی راہِ ضلالت اور گمراہی کو چھوڑ کر اب اسلام کی راہ لو اور اس اسلام کی راہ کی کشادہ منزل کی طرف دوڑ کر پہنچو"۔ بت کی ان باتوں کا اثر مندرجہ بالا چاروں اشخاص میں سے سب سے زیادہ زید بن عمرو بن نفیل نے لیا اس لئے کہ وہ اس سے پہلے بت پرستی سے بیزار ہو چکا تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کو بھی بت پرستی سے منع کرتا تھا۔ وہ دین ابراہیمی کی طرف راغب تھا۔

7- ابن سعد اور ابو نعیم نے عامر بن ربیعہ سے روایت کیا ہے کہ:

"مجھے ایک مرتبہ زید بن عمرو نفیل مکہ مکرمہ میں ملے۔ وہ غار حرا کی طرف جا رہے تھے۔ اس زمانے میں ان کے اور ان کے بت پرست دوستوں کے درمیان رنجش پیدا ہو گئ تھی۔ انہوں نے اپنی پوری قوم کے عقیدے اور عمل کے خلاف طرز فکر اختیار کر لیا تھا۔ وہ بت پرستی سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔ اس ملاقات میں زید نے عامر سے کہا

'' اے عامر میں نے اپنی قوم کی مخالفت اور ملتِ ابراہیمی کی پیروی شروع کر دی ہے۔اب میں اس کی عبادت کرتا ہوں۔جس کی عبادت حضرت ابراہیم علیہ السلام کیا کرتے تھے۔اور اب میں اس نبی کا منتظر ہوں جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد اور نسلِ عبدالمطلب سے ہوں گے۔جن کا نام احمد ہوگا۔میرا خیال ہے کہ میں ان کے زمانے کو پاؤں گا۔لیکن اگر میں ان کے زمانے کو نہ پاسکوں تب بھی میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول اور اسکے نبی ہیں۔اور میں ان کی تصدیق کرتا ہوں۔تم میری طرف سے ان کو سلام عرض کر دینا''۔ پھر کہا ''اے دوست عامر! میں تمہیں آنے والے نبی کی کچھ علامات بتاتا ہوں تاکہ وہ ذات گرامی تم پر پوشیدہ نہ رہے اور بغیر کسی ادنیٰ تامل کے تم ان کو پہچان لو۔وہ ہادی برحق میانہ قد ہوں گے۔جسم مبارک پر نہ بال زیادہ ہوں گے نہ کم۔آنکھوں کا رنگ شربتی ہوگا۔اور ان کی دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔وہ مکہ سے یثرب کی طرف ہجرت کریں گے پھر باطل حق کے مقابلے میں ٹھہرا نہ پائے گا'' پھر کچھ توقف کے بعد کہا: '' اے میرے رازدار عامر متنبہ ہو جاؤ کہ ان کے ساتھ تم کوئی فریبی طرز عمل مت اختیار کر بیٹھنا۔تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں دین ابراہیمی کی تلاش میں ملکوں اور شہروں میں گھوما ہوں اور ہر ذی علم و نیک و بہادر یہودی، نصرانی اور زرتشتی (پارسی مذہب) نے یہی بتایا ہے کہ "وہ دین تو تیرے پیچھے آرہا ہے اور وہ بتاتے تھے کہ بس اب ایک نبی کا آنا باقی ہے''۔

عامر نے کہا کہ جب میں نے زید بن عمرو کے بارے میں حضور پاک (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سارا واقعہ بتایا تو آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے زید رحمۃ اللہ علیہ کے لئے رحمت کی دعا فرمائی اور دعا فرمانے کے بعد فرمایا: '' میں زید کو جنت میں دامن پھیلائے دیکھ رہا ہوں''۔

8- بیہقی، طبرانی، ابونعیم اور خرائطی نے "ہواتف" میں خلیفہ بن عبدۃ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ:

"میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا "زمانہ جاہلیت میں تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیسے رکھا"؟ انہوں نے جواب دیا "میں نے بھی والد سے یہی سوال کیا تھا۔تو میرے والد نے بتایا کہ "ہم بنو تمیم کے چار آدمی تھے۔ایک میں، دوسرے سفیان بن مجاشع بن دارم، تیسرے یزید بن عمر بن ربیعہ اور چوتھے اسامہ بن مالک خندف۔ ہم چاروں سفر پر روانہ ہوئے۔جب ہم شام پہنچے تو ایک تالاب پر جہاں سایہ دار درخت بھی تھے اترے۔کچھ دیر کے بعد ایک شخص ہمارے پاس آیا اور کہا "تم کون ہو"؟ ہم نے کہا "ہم قبیلہ مضر کے لوگ ہیں"۔ہمارا جواب سن کر اس نے کہا "آگاہ ہو جاؤ عنقریب تم لوگوں میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔لہذا بلا تاخیر اپنے علاقے کو لوٹ جاؤ۔ اس نبی سے اپنا حصہ حاصل کرو اور ہدایت یافتہ ہو جاؤ کیونکہ وہ خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یعنی آخری نبی ہیں"۔ہم نے پوچھا "اس نبی کا نام کیا ہے"؟ اس نے ہمیں بتایا "اس کا نام محمد (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے"۔ہم لوگ واپس لوٹ کر جب اپنے اپنے گھروں میں آئے تو ہم میں سے ہر ایک کے ہاں ایک ایک لڑکا پیدا ہوا اور ہم نے چاروں نومولود بچوں کا نام محمد رکھا"۔

9- ابن سعد نے سعید بن مسیبؓ سے روایت کی ہے کہ:

"اہل عرب، اہل کتاب اور کاہنوں سے سنا کرتے تھے کہ عرب میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔اس کا نام محمد ہوگا۔تو اہل عرب میں سے جس جس نے بھی یہ بات سنی اس نے طمع نبوت کے سبب اپنے بچے کا نام محمد رکھ لیا"۔

10- ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں عیسیٰ بن داب سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ:

"حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا "ہم صحن کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور زید بن عمرو بن نفیل بھی بیٹھا ہوا تھا۔اتنے میں امیہ بن ابی الصلت گزرا۔اس نے کہا "خبردار ہو جاؤ جس نبی کا ہم انتظار کر رہے تھے وہ یا تو ہم میں سے ہوگا یا پھر فلسطین والوں میں سے"۔حضرت ابوبکر صدیقؓ فرمانے لگے "میں نے اس سے پہلے کسی نبی کے آنے کے بارے میں کسی سے کبھی کچھ نہیں سنا تھا"۔اس کے بعد وہ ورقہ بن نوفل کے پاس گئے۔(ورقہ بن نوفل حضرت خدیجہؓ کے چچازاد بھائی تھے۔ان کو بت پرستی سے دلی نفرت تھی۔وہ اس وقت تمام کتب سماویہ کے زبردست عالم تھے اور تورات میں حضور پاک (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ظہور کی خبریں پڑھ چکے تھے۔) اور ان سے تمام واقعہ بیان کیا۔انہوں نے کہا "اے بھتیجے اہل کتاب اور علماء نے خبر دی ہے کہ" نبی منتظر عرب کے بزرگ ترین خاندان میں پیدا ہوگا۔میں اس کے نسب سے واقف ہوں"۔میں نے کہا "اے چچا وہ نبی کیا تعلیم دے گا"؟ ورقہ نے کہا "اس کی تعلیم وہی ہوگی جس کی ہدایت اُس کو کی جائے گی۔ہاں نہ وہ خود ظلم کرے گا اور نہ ہی ظالموں کو برداشت کرے گا"۔حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ "پھر جب نبی پاک (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ظہور ہوا تو میں ان پر ایمان لایا اور ان کی تصدیق کی"۔

11- طیالسی اور ابونعیم نے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے روایت کیا ہے کہ:

"میرے والد اور ورقہ بن نوفل دین کی جستجو اور تلاش میں نکلے اور وہ موصل میں ایک راہب کے پاس پہنچے۔راہب نے زید سے پوچھا "تم کہاں سے آرہے ہو؟" زید نے

کہا کہ "حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کردہ بیت اللہ سے"۔اس نے کہا "کس چیز کے ارادہ اور تلاش میں نکلے ہو؟" زید نے جواب دیا "سچے دین کی تلاش میں"۔راہب نے کہا "تو لوٹ جاؤ کیونکہ اُس ذات گرامی کا ظہور ہونے والا ہے جس کے لیے تم اپنی سرزمین سے دور سرگرم جستجو ہو"۔

12- ابونعیم نے ابوسلمہ بن عبدالرحمان بن عوف سے نقل کیا کہ:

"کعب بن لوی بن غالب جمعہ کے قومی اجتماع میں اس طرح خطاب کرتا "اے برادران قوم! غور سے سنو اور خبردار ہو جاؤ۔دن روشن اور رات تاریک ہے۔زمین بچھونا اور آسمان ہماری چھت ہے۔پہاڑ میخ ہیں اور سارے راہ نما پچھلے اگلوں کی مانند ویسے ہی ہیں جیسے پہلے تھے۔ویسے ہی مرد اور ویسی ہی عورتیں۔(موت قریب ہے۔)لہذا تم صلہ رحمی کرو،حقوق قرابت کی حفاظت کرو،اپنے اعمال کو بڑھاؤ۔کیا تم نے کبھی کسی مرنے والے کی بازگشت دیکھی ہے؟ کیا تم نے کبھی یہ دیکھا ہے کہ کوئی مردہ دوبارہ اٹھا ہو؟ آخرت تمہارے سامنے ہے اور آخرت اس انداز و گمان سے مختلف ہے جس کا تم گمان کرتے ہو۔تو حرم پاک کو زینت دو۔اس کی تعظیم کرو۔اور اس کو مضبوط تھامو کیونکہ عنقریب اس کے لئے ایک عظیم خبر آنے والی ہے اور بہت جلد اس حرم سے عزت والا نبی ظہور کرنے والا ہے۔خدا کی قسم! اگر میں شنوائی اور بینائی اور دست و پا ہمیشہ رکھنے والا ہوتا تو ان کے عہد نبوت میں ان کے مشن کے لیے ایسی محنت اور سرگرمی سے کوشاں ہوتا جس طرح ایک شتر محنت کش اور مشقت گیر ہوتا ہے-اور ایسی تیزی دکھاتا جس طرح ایک اونٹ اپنی طویل منزل مقصود تک پہنچنے میں دکھاتا ہے۔کاش میں ان کی دعوت کے دور میں موجود ہوتا"۔(حالانکہ کعب بن لوی کے مرنے اور حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کی بعثت کے درمیان 560 برس کا زمانہ تھا۔)

یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ پانچ سو ساٹھ برس پہلے پیدا ہونے والا شخص آپ (خاتم النبیین ﷺ) سے بن دیکھے کتنی محبت کرتا تھا۔اس نے انجیل میں تمام باتیں اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے تمام اوصاف کا مطالعہ کر کے دنیا کو ترک کر دیا تھا۔کیونکہ اس نے دنیا کی ناپائیداری کو دیکھ لیا۔

ہمیں بھی اپنے محبوب حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ سے پکی سچی محبت کرنی چاہیے اور اس کی بہترین صورت آپ خاتم النبیین ﷺ کا اتباع ہے اور اس کلام پر عمل کرنا ہے جو آپ خاتم النبیین ﷺ لے کر آئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین یارب العالمین)

****

جنوں اور غیبی آوازوں سے بعثت محمدی خاتم النبیین ﷺ کی شہادت اور ثبوت

1- امام بخاری نے حضرت عمرؓ سے روایت کی کہ: "ان کے پاس ایک خوبصورت شخص کا گزر ہوا جو چہرے سے نیک اور ذہین شخص معلوم ہوتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس شخص کو روک کر اس کا حال دریافت کیا تو اس شخص نے بتایا کہ "زمانہ جاہلیت میں وہ عرب کا کاہن تھا"۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "کیا تمہاری جنیہ (جن کی مادہ) سب سے زیادہ عجیب اور غیر متوقعہ کوئی خبر لے کر تمہارے پاس آئی"؟ اس نے بتایا "وہ ایک روز بازار مکہ میں تھا کہ وہ جنیہ مجھے ملی میں نے اس کو پریشان حال دیکھ کر اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے"؟ اس نے کہا: "تم نے جنوں اور ان کی حالت بے خبری کو نہیں دیکھا اور ان کو اوندھانے کے بعد ان کی محرومی کو نہیں دیکھا اور ان کا اونٹوں اور بکریوں کا ذبح کرنا نہیں دیکھا؟" یہ کہا اور وہ چلی گئی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "تم سچ کہتے ہو میں بھی ایک روز عرب کے بتوں کے پاس محو خواب تھا کہ ایک شخص گائے کا بچھڑا لے کر آیا۔ جس کو اس نے ذبح کیا ہی تھا کہ اس نے ایک غیر معمولی چیخ ماری۔ میں نے اس قدر پرزور آواز پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ کوئی کہہ رہا تھا "وہ شخص سچا خیر خواہ ہے جو اس حقیقت کا ابلاغ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں" یہ آواز اور کلمات تین مرتبہ کہے گئے۔ اس آواز کے بعد کچھ ہی مدت گزری تھی کہ اعلان کلمۃ اللہ کے لئے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ مبعوث ہو گئے"۔

2- بیہقی نے براءؓ سے روایت کی کہ: حضرت عمرؓ نے سواد بن قاربؓ سے فرمایا "تم کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب یا تحریک کس طرح ہوئی"؟ سواد نے کہا "میرا ایک جن تھا۔ میں ایک رات سو رہا تھا کہ وہ جن میرے پاس آیا اور اس نے کہا "اگر تم میں کچھ عقل ہے تو اٹھو، سمجھو اور جان لو کہ لوئی بن غالب کی اولاد میں سے (لوئی بن غالب، لوئی بن مالک (قریش) کے بیٹے کے بیٹے یعنی پوتے تھے) رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں۔ مجھے جنات اور ان کے نجاستوں اور ان کے اپنے اونٹوں پر کجاوے کسنے پر تعجب ہے کہ وہ جنات مکہ کی طرف آ کر ہدایت کے خواستگار ہو رہے ہیں اور جنات میں جو صاحب ایمان ہیں وہ ناپاک جنات کی طرح نہیں ہیں۔ لہذا تم بنو ہاشم کے صاحب پاک سیرت کی خدمت میں پہنچو اور اولاد ہاشم کے سردار کی جانب ذرا جائزہ گیر نگاہ سے دیکھو"۔ یہ سننے کے بعد میں دوبارہ سو گیا۔ پھر اس نے مجھے بیدار کر کے اور خوف زدہ کر دیا اور کہا "اے سواد بن قاربؓ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرما دیا ہے اب تم اس کے پاس پہنچو اور رشد ہدایت حاصل کرو"۔ دوسری رات میں وہ جن پھر آیا اور خواب سے بیدار کر کے وہی اشعار سنانے لگا۔ پھر تیسری رات آئی تو وہ جن پھر میرے پاس آیا اور اس نے وہی اشعار پھر سنائے۔ سواد بن قارب نے کہا کہ جب مسلسل تین راتوں تک میں نے یہ واعظ سنا تو میرے دل میں اسلام کی محبت اور عظمت جانشین ہو گئی۔ میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا:

"اے سواد بن قاربؓ مرحبا ہم جانتے ہیں تمہیں کس نے بھیجا ہے"۔ پھر سواد بن قاربؓ نے اپنے اشعار میں ان تمام کیفیات کو پیش کیا جس سے وہ متواتر تین راتوں میں دوچار رہے۔ پھر کہا "اب میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول اور اس کے تمام رسولوں سے مقرب و شفیع ہیں۔ اے افضل الخلائق جو حکم آپ ﷺ لائے ہیں اس کا ہمیں حکم دیجیے اگرچہ وہ اس قدر دشوار ہو کہ آدمی بوڑھا ہو جائے مگر آپ ﷺ میری شفاعت اس دن فرما دیجئے گا جس دن کوئی صاحب سفارشی آپ ﷺ کے سوا سواد بن قاربؓ کو چھڑانے والا نہ ہو گا"۔

3- ابونعیم نے طلحہ تیمی سے روایت کیا ہے کہ: "ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے پوچھا" تو کاہن ہے اور اپنی صاحبہ کے ساتھ تو نے کیا عہد کیا تھا"۔ اس نے جواب دیا "اسلام سے پہلے ایک دن وہ آئی اور "سلام سلام" کہہ کر اس نے کہا "حق ظاہر ہو گیا ہے اور خیر و بھلائی ہمیشہ کے لئے قائم ہو گئی ہے اللہ بہت بڑا ہے"۔ اس موقع پر ایک مسلمان نے کہا "اے امیر المومنین میں بھی اسی طرح کی ایک بات آپ سے عرض کرتا ہوں۔ ہم ایک لق و دق بیابان میں جا رہے تھے۔ اس میں بجز اپنے قدموں کی چاپ کے ہم کچھ نہ سنتے تھے کہ دفعۃً ہم نے سامنے سے ایک سوار کو آتے ہوئے دیکھا، اس نے کہا: "یا احمد یا احمد اللہ بڑا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے یا احمد" پھر وہ چلا گیا۔ پھر ایک انصاری نے کہا "امیر المومنین میں بھی ایک واقعہ عرض کرتا ہوں شام کے سفر کے دوران ہم نے ایک ہاتف غیبی کو گاتے ہوئے سنا" بلاشبہ ایک ستارہ طلوع ہوا جس نے اپنی روشنی سے مشرق کو جگمگا دیا۔ ہلاکت خیز اندھیروں سے (سخت گمراہی سے) وہ مخلوق کو نکالتا ہے وہ ستارہ ایک رسول ہے جس نے اسکی تصدیق کی پس اس نے فلاح پائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے امر کو بلند کیا اور اسے ثابت کر دیا"۔

4- ابن کلبی نے عدی بن حاتم سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ: "قبیلہ بنی کلب کا ایک مزدور تھا۔ جس کا نام حابس تھا۔ ایک دن میں اپنے مکان کے صحن میں تھا کہ وہ بھاگ کر خوف زدہ حالت میں میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ "آپ اپنے اونٹوں کو سنبھال لیجئے"۔ میں نے پوچھا "تو کس وجہ سے اس قدر خوف زدہ ہے"؟ اس نے

جواب دیا ''میں ایک وادی میں تھا میں نے ایک بوڑھے کو پہاڑی گھاٹی سے نمودار ہوتے دیکھا اس کا سر گدھے کی مانند تھا۔ پھر وہ آگے کی طرف بڑھتے ہوئے ایسی جگہ اترا جہاں پر عقاب تک کے پاؤں تک پھسل جائیں مگر وہ بےخوف لٹکا ہوا تھا۔ میں دیکھتا رہا حتی کہ اس کے قدم زمین پر جم گئے۔ اس کے بعد میں نے جو کچھ دیکھا بہت ہی عجیب ہے۔ اس نے کہا'' اے حابس تو اپنے دل میں کسی قسم کا خدشہ نہ لا۔ تو حق اور سچائی کی طرف مائل ہو اور فریب میں مبتلا نہ ہو''۔ حابس نے کہا" پھر وہ بوڑھا غائب ہو گیا۔ اور میں نے اونٹوں کو وہاں سے ہانک کر دوسری جگہ چرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ اور میں لیٹ گیا۔ میری آنکھ لگ گئی۔ پھر ایک ٹھوکر سے میری آنکھ کھلی دیکھا تو وہی بوڑھا تھا" پھر اس نے کہا:''اے حابس میرے کہنے پر دھیان دے کہ تو ہدایت یافتہ ہو جائے گا۔ گمراہ شخص ایک ہدایت یافتہ شخص کی طرح نہیں ہوسکتا۔ اے حابس تو اعتدال اور میانہ روی کی راہ کو نہ چھوڑنا۔ بلاشبہ دین احمدی کے ذریعے تمام ادیان منسوخ ہو گئے ہیں"۔ حابس نے بتایا کہ اس کے بعد میں بے ہوش ہو گیا۔ بہت دیر کے بعد مجھے ہوش آیا۔ بلاشبہ حق تعالیٰ نے میرے دل کو اسلام کی طرف پھیر دیا تھا"۔

5- طبرانی اور ابونعیم نے عمرو بن مرہ جہنی سے روایت کیا ہے کہ:"میں حج کے ارادے سے نکلا۔ میں مکہ میں ہی تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ کعبہ سے ایک نور چمکا اور یثرب کی پہاڑیاں مجھے نظر آنے لگیں۔ نیز اس نور سے آواز آئی'' تاریکی چھٹ گئی نور روشن ہو گیا۔ اور حضرت خاتم الانبیاء مبعوث ہو گئے''۔ پھر میں نے دوبارہ نور کو روشن ہوتے ہوئے دیکھا۔ اور اس کی چمک میں میں نے خیرہ کے محلات اور ابیض المدائن (قصر ابیض) دیکھ لئے پھر میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا تھا" اسلام ظاہر ہوا، بتوں کو توڑ دیا گیا اور صلہ رحمی کا دور دورہ ہو گیا"۔ پھر میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہو گیا۔ اور میں نے اپنے علاقے کے لوگوں سے کہا" میرا خیال ہے کہ قبیلہ قریش میں کوئی غیر معمولی بات رونما ہوئی ہے" اور پھر میں نے ان لوگوں سے اپنے خواب کو بیان کیا۔ حتی کہ جب ہم اپنے علاقے میں واپس پہنچے تو ہمیں معلوم ہوا کہ مکہ میں ایک نبی مبعوث ہوا ہے۔ یہ اطلاع سن کر میں مکہ آیا۔ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا خواب بیان کیا اور حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ پھر حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) سے اجازت چاہی کہ مجھے اپنے قبیلے میں دعوت اسلام کی اجازت دے دیجئے۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے اجازت دے دی۔ لہذا واپس آ کر میں نے تبلیغ اسلام کی اور تمام لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ مگر ایک شخص مخالفت پر اتر آیا۔ اس نے کہا''اے عمرو بن مرہ میں تیرے اقوال و نظریات کو سوچی ہوئی باتیں خیال کرتا ہوں (یعنی جھوٹ)" اور اس قسم کی بہت سی باتیں کہیں۔ اس کے جواب میں عمرو بن مرہ نے کہا" ہم دونوں میں سے جو بھی جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ اس کی زندگی خراب کر دے اور اس کو زبان سے گونگا اور آنکھ سے اندھا کر دے"۔ تو پھر وہ شخص اس حال میں مرا کہ منہ ٹیڑھا، آنکھوں سے اندھا اور کانوں سے بہرا ہو گیا تھا۔

6- ابونعیم، حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ:" رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی بعثت کے وقت میں شام میں گیا ہوا تھا۔ میں کسی اپنی ضرورت سے باہر نکلا۔ اور مجھے رات ہو گئی۔ میں نے دل میں سوچا کہ اس وقت میں کتنے بڑے بیابان کے آغوش میں ہوں۔ اس کے بعد میں لیٹ گیا پھر میں نے ایک غیر معمولی آواز سنی۔" اللہ کے بندو اللہ کی پناہ تلاش کرو۔ یہ جنات اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتے"۔ میں نے کہا" میری ہدایت کے بارے میں وضاحت کرو"؟ آواز آئی" رسول آمین خاتم النبیین ﷺ ظہور فرما چکے ہیں۔ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ ہم نے اسلام قبول کیا ہے۔ ہم نے ان کا اتباع کیا ہے۔ ہم نے ان کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ اب جنات کا فریب جاتا رہا۔ اب جنات پر آگ کے شعلے برسائے جاتے ہیں۔ اب تو محمد خاتم النبیین ﷺ کے حضور میں جا کر اسلام قبول کر لے"۔ تمیم داری کا کہنا ہے کہ پھر جب صبح ہوئی تو میں ایک راہب کے پاس گیا اور اس سے سارا ماجرا بیان کیا اس نے جواب دیا" تم نے سچ سنا ہے۔ ایک نبی کا ظہور ہوگا اور ان کی ہجرت گاہ بھی حرم ہوگی۔ تم کو تلقین صدا کے مطابق حرم مکہ جانا چاہیے"۔

7- ابونعیم نے خویلد ضمیری سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:" ہم ایک بت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم کو اس کے پیٹ میں سے آواز سنائی دیں:'' خبریں لانے والے جنات کی رسائی ختم ہو گئی ہے۔ اور یہ اس نبی کی وجہ سے ہوا ہے جو مکہ میں مبعوث ہوا ہے اور یثرب کی طرف ہجرت کرے گا۔ وہ نماز، روزہ اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے اس کا نام احمد ہے"۔

8- ابوسعید نے شرف المصطفیٰ میں روایت کیا ہے کہ:" جندح بن صمیل کے پاس کسی آنے والے نے اس سے کہا (غیبی آواز نے) ''اے جندح تو اسلام قبول کر تا کہ اس آگ سے محفوظ رہے جو بھڑک رہی ہے''۔ جندح نے کہا'' اسلام کیا ہے''؟ ہاتف نے کہا" بتوں سے بیزاری اور خدائے علیم و خبیر کے ساتھ خلوص"۔ جندح نے سوال کیا" علیم و خبیر خدا کے ساتھ خلوص کا کیا مطلب"؟ ہاتف نے کہا" خدائے علیم و خبیر سے تقرب''۔ جندح نے کہا" خدائے علیم و خبیر سے تقرب پانے کی کیا صورت ہے؟'' ہاتف نے جواب دیا'' عرب میں ایک ستارہ منور ہونے کا وقت قریب ہے اور وہ نجیب النسب حرم کعبہ میں طلوع ہوگا۔ اور تمام عرب و عجم اس کے دین کی اتباع

میں فلاح سمجھیں گے"۔

پھر جندح کے برادر عم زاد نے جس کا نام رافع بن خداش تھا اطلاع دی کہ نبی مکرم ہجرت کر کے یثرب آ گئے ہیں۔ پھر وہ آیا اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔

9- ابن سعدؒ اور ابونعیمؒ کی روایت میں سعید بن عمرو بذلیؓ بیان کرتے ہیں: "میرے باپ نے ایک بت پر ایک بکری ذبح کر کے چڑھائی۔ اچانک اس بت کے پیٹ سے چند اشعار کی آواز آئی، جن کا مطلب یہ تھا۔

ترجمہ: ''تعجب خیز بات ہوئی ہے کہ عبدالمطلب کی اولاد سے ایک ایسے نبی پیدا ہوئے ہیں جو زنا کاری اور بتوں کے نام پر نذر دینے کو حرام سمجھتے ہیں۔ ان کے آنے کے بعد آسمانوں کی حفاظت ہونے لگی ہے۔ اب ہم ستاروں سے مار بھگائے جاتے ہیں''۔

سعیدؓ کا بیان ہے کہ میرا باپ یہ سن کر مکہ گیا کسی نے بھی پیغمبر کا پتہ نہ دیا۔ جب ابوبکر صدیقؓ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ ''ہاں محمد خاتم النبیین ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہمارے یہاں اللہ کے پیغمبر بھیجے گئے ہیں۔ تم ان پر ایمان لے آؤ''۔ (ابونعیم دلائل النبوت)

10- ابونعیمؒ نے خولد ضمریؓ سے روایت کیا ہے کہ ہم ایک بت کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک اس کے پیٹ سے ایک فریاد کرنے والے کی فریاد اور چیخ و پکار سنی۔ وہ کہہ رہا تھا" جنات کا چوری چھپے آسمانوں پر جا کر ملائکہ کی گفتگو سن کر کاہنوں کو بیان کرنے کا سلسلہ اب ختم ہو گیا ہے جو کہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری تھا۔ شیاطین بادلوں تک پہنچ کر فرشتوں کی خبریں سن لیا کرتے تھے۔ اب جنوں پر آگ کے گولے برستے ہیں۔ جن و شیاطین کے مکر و فریب کا جال ٹوٹ گیا ہے ان کو شہاب ثاقب سے مارا جاتا ہے اور یہ اس لیے ہوا ہے کہ مکہ میں ''احمد'' نام کے نبی پیدا ہو چکے ہیں۔ وہ یثرب (مدینہ) کی جانب ہجرت کریں گے۔ وہ نماز، روزہ، نیکوکاری اور صلہ رحمی کا حکم فرمائیں گے''۔ آسمانی وحی کی حفاظت کے لیے اس سلسلے کو بند کر دیا گیا ہے۔ اس طرح کہ جب کوئی شیطان آسمانی خبریں۔ سننے کے لیے اوپر آتا ہے تو اس کی طرف شہاب ثاقب کا انگارہ پھینک کر اس کو دفع کر دیا جاتا ہے۔

خولد ضمریؓ کہتے ہیں "یہ آواز سن کر سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ لوگوں کے دریافت کرنے پر پتہ چلا یہ سچ ہے۔ مکہ میں احمد نام کے نبی پیدا ہو چکے ہیں"۔ (معارف القرآن تفسیر مظہری، ابونعیم دلائل النبوت)

****

بعثتِ محمد خاتم النبیین ﷺ پر شیاطین کا خوف اور گھبراہٹ

1- ابن اسحاق اور ابونعیم نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا: "اللہ تعالیٰ نے جب رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کو مبعوث فرمایا تو ایران میں کسریٰ (بادشاہ) کے محل میں زلزلہ سا آیا اور محل کے کنگرے گر گئے۔ دریائے دجلہ کا بہاؤ اور روانی متاثر ہوئی۔ کسریٰ (بادشاہ) اس صورت حال سے پریشان اور غم ناک ہوا۔ اس نے کاہنوں نجومیوں اور ساحروں کو طلب کیا۔ اور کہا کہ تم اس معاملے پر غور کرو۔ مگر وہ ناکام رہے۔ آسمانوں کے گوشے بند کردئے گئے تھے، (اس لئے) وہ کچھ نتیجہ قائم کرنے اور بتانے میں ناکام ہوگئے۔ جب کاہن اور نجومی تخلیہ میں گئے تو ایک نے دوسرے سے کہا: ''تم نے محسوس کیا کہ ہمارے اور علم کے درمیان کوئی شے مائل نہ تھی بجز اس شے کے جو آسمان کی جانب سے آئی۔ بلاشبہ وہ نبی ہے جو مبعوث ہوا ہے۔ وہ اس ملک پر قبضہ کرے گا اور یہاں کے سلسلہ شہنشاہیت کو مستقلاً ختم کردے گا۔''

2- واقدی اور ابونعیم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے: "جب رسول خاتم النبیین ﷺ ہم پر مبعوث ہوئے تو بت خانوں کے تمام بت منہ کے بل گر گئے۔ پھر شیاطین مل کر ابلیس کے پاس گئے اور اس کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ یہ نبی کے آنے کی علامت ہے اسے تلاش کرو۔'' شیاطین نے کہا" ہم نے بہت ڈھونڈا ہے لیکن ہم ناکام ہوگئے ہیں"۔ ابلیس نے کہا" اب میں خود تلاش کرتا ہوں"۔ پھر وہ خود تلاش کرنے کے لئے نکلا۔ اس نے آپ ﷺ کو مکہ میں پایا۔ پھر وہ اپنے شاگردوں اور ذریات کے پاس واپس آیا اور کہا: ''میں نے ان کو پالیا ہے۔ لیکن ان تک رسائی ممکن نہیں ہے۔ جبریل ان کے ساتھ ہیں۔''

3- واقدی اور ابونعیم نے بطریق عطاء حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: "شیاطین آسمانی خبریں اچک لیا کرتے تھے۔ جب رسول پاک خاتم النبیین ﷺ مبعوث ہوئے ان کا راستہ بند کردیا گیا۔ جب اس بات کی اطلاع شیاطین نے ابلیس کو کی تو اس نے کہا" کوئی نئی بات واقعہ ہوئی ہے"۔ پھر وہ جبل ابوقبیس پر چڑھا اور اس نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس نے کہا" میں جاتا ہوں (نعوذ باللہ) ان کی گردن توڑ دیتا ہوں تو وہ آیا اس وقت حضرت جبریلؑ آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس تھے۔ جیسے ہی وہ (ابلیس) قریب آیا، حضرت جبریلؑ نے اسے ٹھوکر ماری اور وہ فلاں مقام پر جا گرا"

4- ابونعیم نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ: '' اللہ تعالیٰ نے رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کو مبعوث فرمایا تو ابلیس حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے قریب آکر اپنا فریب چلانا چاہتا تھا۔ کہ حضرت جبریلؑ اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کو شانے کے اشارے سے وادی اُردن میں پھینک دیا"۔

5- ابوالشیخ، طبرانی اور ابونعیم نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ: "حضور پاک خاتم النبیین ﷺ بحالت نماز، سجدے میں تھے کہ ابلیس آیا اور اس نے چاہا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی گردن پر حملہ کرے تو حضرت جبریلؑ نے اسے پھونک ماری اور وہ اردن کے علاقے میں جا گرا"۔

6- واقدی اور ابونعیم صاحب ''حلیہ'' نے حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت کیا ہے کہ: "حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد ستاروں کا ٹوٹنا بند ہوگیا تھا۔ قریش کا یہ خیال تھا کہ اب ستارے اس وقت ٹوٹیں گے جب قیامت قریب ہوگی۔ اس کے بعد یہ سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب رسول خاتم النبیین ﷺ مکہ میں مبعوث ہوئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی بعثت کے بعد چند ستارے ٹوٹے۔ قریش نے جب ستاروں کو ٹوٹتے دیکھا تو سمجھے کہ قیامت آنے والی ہے۔ وہ اپنی پریشانی دور کرنے کے لئے بتوں پر نذرانے چڑھانے لگے۔ وہ غلاموں کو آزاد کرنے لگے اور کہنے لگے کہ بس اب دنیا کے فنا ہونے کا وقت آگیا ہے۔'' طائف کے سردار عبد یالیل کو جب یہ معلوم ہوا کہ ستارہ ٹوٹا ہے تو اس نے کہا" پریشان مت ہوں۔ گھبرانے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلے معلوم کرو کہ ٹوٹنے والا ستارہ کون سا ہے؟ اگر وہ جانا پہچانا ستارہ ہے تو سمجھ لو کہ سب کے فنا ہونے کا وقت آگیا ہے۔ اور اگر وہ جانا پہچانا ستارہ نہیں ہے تو فنا کا وقت قریب نہیں ہے۔ ہاں کوئی نئی بات ضرور ہوئی ہے۔ یا ہونے والی ہے اور یہ اس بات کا پیش خیمہ ہے"۔ لوگوں نے ستاروں کو جانچا اور ستارے کو نہیں پہچانے اس بات سے عبد یالیل کو آگاہ کیا۔ تو اس نے کہا'' یہ نبی کے ظہور کا وقت ہے۔'' کچھ عرصہ گزرا تھا کہ طائف میں ابوسفیان بن حرب آیا اور اس نے لوگوں کے پوچھنے پر بتایا کہ محمد خاتم النبیین ﷺ بن عبداللہ نے نبی مرسل (بھیجا گیا) ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس پر عبد یالیل نے کہا" بس اُنہی کی دعوت و کامیابی کے لئے جنوں پر شہاب (آگ کے انگارے) پھینکے گئے"۔

7- ابن سعد نے یعقوب بن عتبہ مغیرہ سے روایت کی کہ: "عرب کے بہت سے لوگ ستارہ شناس تھے۔ اُن میں سب سے پہلے جو لوگ ستاروں کے ٹوٹنے کی وجہ سے پریشان ہوئے وہ ثقیف تھے۔ وہ بہت زیادہ خوف زدہ ہوئے۔ اور وہ عمرو بن امیہ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا" کیا تم نے وہ نئی بات دیکھی ہے جو منظر عام پر آئی ہے"؟ عمرو بن امیہ نے جواب دیا" ہاں دیکھی تو ہے"۔ ثقفیوں نے پھر عمرو سے کہا" تم توجہ اور غور سے دیکھو کہ وہ بڑے بڑے ستارے ٹوٹ رہے ہیں جن کے ذریعے ہم بہت سی رہنمائی لیتے تھے۔ تو یہ دنیا کے خاتمے اور فنا کی علامت معلوم ہوتی ہے"۔ عمرو بن امیہ نے کہا" لیکن یہ ہمارے آسمان کے مستقل ستارے نہیں ہیں

۔یہ تو کوئی دوسرے روشن شعلے ہیں۔شاید عرب میں کوئی پیغام لانے والا آیا ہے"۔

8- واقدی اور ابونعیم نے حضرت نافع بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا:"شیاطین جاہلیت کے دور میں آسمانی خبریں سن لیا کرتے تھے۔اور انہیں مارا نہیں جاتا تھا۔مگر جب رسول خاتم النبیین ﷺ مبعوث ہوئے تو آگ کے شعلوں سے انہیں مارا جاتا تھا"۔

9- ابن سعد،بیہقی اور ابونعیم نے سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے:"جنات کے ہر کنبے اور قبیلے کے لئے آسمانوں میں خاص جگہ تھی جہاں سے وہ آسمانی باتوں کو سن لیا کرتے تھے اور پھر آکر یہ باتیں اپنوں کو بتا دیا کرتے تھے۔جب رسول خاتم النبیین ﷺ مبعوث ہوئے تو انہیں روک دیا گیا-جنات نے کاہنوں اور جادوگروں کو آسمانی خبریں نہ لاکر دیں تو عرب کے کج فہموں نے کہا" آسمان کے لوگ ہلاک ہوگئے ہیں"۔اس خبر کے بعد اونٹ والوں نے اونٹ کی،گائے والوں نے گائے کی اور بکری کے ریوڑ والے نے بکری کی قربانی کی-لوگ خوف کے مارے قربانیاں دینے لگے شیاطین کی تمام جماعتیں پریشان ہونے لگیں۔ابلیس نے کہا" ایسا نہیں ہے زمین پر ضرور کوئی نئی بات ہوئی ہے"۔پھر ابلیس نے اپنے شاگردوں اور ساتھیوں سے کہا"زمین کے خطے سے ایک مٹھی خاک لاؤ"۔شیاطین شاگرد اور ساتھی جلد ہی زمین کے ہر خطے سے مٹی لے کر ابلیس کے پاس حاضر ہوگئے اس نے ہر جگہ کی مٹی کو سونگھا،پھر اس نے خاک حرم کی مٹی کو سونگھ کر کہا"اس جگہ کوئی نئی بات ظاہر ہوتی ہے"۔

10- بیہقی نے عوفی کی سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ:"جس روز نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا تو شیاطین کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا اور آگ کے شعلوں سے ان کی خبر لی گئی۔ابلیس نے کہا"خطہ زمین پر کوئی نبی مبعوث ہوا ہے اس لئے جاکر خبر لو"۔شیاطین اطراف میں پھیل گئے لیکن کہیں بھی ثبوت کا نشان نہ پاسکے اس کے بعد ابلیس نے جب جان لیا کہ نئی بات سرزمین عرب میں ہوئی ہے تو وہ خود آیا۔پھر اس نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو اولین مقامِ وحی(غارِحرا) سے نکلتے ہوئے دیکھ لیا۔پھر وہ اپنی ذریت میں لوٹ گیا۔اور ان کو مطلع کیا(اور بتا دیا کہ ان تک رسائی ممکن نہیں۔جبریلؑ ان کے ساتھ ہیں)۔

11- ابونعیم نے حلیہ میں مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ:"ابلیس ملعون نے چار مرتبہ اپنے سر پر خاک ڈالی اور دہائی دی:1- اول بار جب وہ ملعون اور مردُود ہوا 2-دوئم اس وقت جب وہ زمین پر پھینکا گیا 3-تیسری بار اس وقت جب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ مبعوث ہوئے 4- چوتھی بار اس وقت جب سورۃ فاتحہ نازل ہوئی"۔

12- ابن سعد نے اور ابونعیم نے سعید عمرو ہذلی سے روایت کی ہے کہ:"میرے والد نے ایک بکری ذبح کر کے بت پر چڑھائی۔اچانک اس کے پیٹ سے آواز آئی ،کوئی کہہ رہا تھا" تعجب خیز بات ہوئی ہے۔عبد المطلب کی اولاد سے ایک نبی پیدا ہوئے ہیں۔جو زناکاری اور بتوں کے نام پر نذر دینے کو حرام سمجھتے ہیں۔ان کے آنے کے بعد آسمانوں کی حفاظت ہونے لگی ہے۔اب ہم ستاروں سے مار بھگائے جاتے ہیں"۔

13- ابونعیم نے خولد ضمیر سے روایت کیا ہے کہ:"ہم ایک بت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ہم نے بت کے اندر سے چیخ و پکار سنی۔کوئی کہہ رہا تھا"جنات کا چوری چھپے آسمانوں پر جاکر ملائکہ کی گفتگو سن کر کاہنوں کو بیان کرنے کا سلسلہ اب ختم ہوگیا ہے۔اب جنوں پر آگ کے گولے برسائے جاتے ہیں۔اس طرح کہ جب کوئی شیطان آسمانی خبریں سننے کے لئے اوپر جاتا ہے تو اس کی طرف شہابِ ثاقب کا انگارا پھینکا جاتا ہے اور اسے دفع کر دیا جاتا ہے"۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی بعثت کے بعد جنات کی رسائی آسمانوں پر بند کردی گئی۔سورۃ جن،آیت نمبر 9- 8 میں فرمان الٰہی ہے:''اور یہ کہ ہم نے آسمان کو چھوا تو اسے پایا کہ سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں سے بھر دیا گیا ہے اور یہ کہ ہم آسمان میں سننے کے لئے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے۔پر اب جو کوئی سننے کے لئے جائے گا وہ اپنے لئے آگ کا انگارا پائے گا۔''

14- امام احمد اور بیہقی نے بہ طریق سعید بن جبیرؒ روایت کی ہے کہ:"شیاطین آسمان پر چڑھا کرتے تھے۔وہاں سے پوشیدہ باتوں کو سنا کرتے پھر ان میں بے شمار باتیں اپنی طرف سے شامل کرتے اور کاہنوں اور نجومیوں کو بتلائے فریب کرتے۔جب حضور کریم خاتم النبیین ﷺ مبعوث ہوئے تو آسمانوں تک ان کی رسائی کو ناممکن بنا دیا گیا۔ان کے رسائی ختم کردی گئی۔ان کی طرف آگ کے شعلے پھینکے جاتے۔شیاطین نے اس کی وجہ معلوم کرنے کے لئے ہر طرف بھاگ دوڑ شروع کردی۔حتیٰ کے انہوں نے رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کو تلاوت کرتے ہوئے پالیا۔پھر آپس میں کہا:''بے شک آسمانوں پر ہماری بندش کی وجہ یہی ہے۔''

15- ابونعیم نے عباس بن مرداس سے روایت کی ہے کہ:" میں ایک روز دوپہر کے وقت ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔میں ایک آواز کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ ایک خوش رو سفید پوش شخص،سفید رنگ،شتر مرغ پر سوار کہہ رہا تھا:''اے عباسؓ! کیا تم نے جنوں اور ان لوگوں کو نہ دیکھا جو بھلائی سے محروم کردئے گئے ہیں۔لڑائی نے بہادروں کو ہضم کرلیا۔اور آسمان کو ان کے محافظوں نے گھیر لیا ہے۔'' یہ سن کر میں اس قول اور تعبیر کی تلاش میں نکلا۔میں جستجو میں لگا رہا۔بلآخر میرا چچازاد بھائی یہ اطلاع لے کر آیا"رسول خاتم النبیین ﷺ نے خفیہ طور پر دین کی دعوت شروع کردی ہے"۔

16- ابن ابی سعد اور نعیم نے سعید بن عمرو ہذلی سے روایت کی ہے کہ: میں نے ایک بت پر جانور ذبح کیا تو اس بت سے آواز آئی (جنات بتوں میں داخل ہو کر بولتے تھے، لوگ ان کے نام کی قربانی دیتے اور جنات (شیاطین جنات) ہڑپ کر جاتے۔) ترجمہ: ''کتنی عجیب اور حیران کن بات ہے کہ بنی عبدالمطلب سے ایک نبی ظاہر ہوئے ہیں۔ انہوں نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ انہوں نے بتوں کے لئے جانور ذبح کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ اور آسمانوں کو محافظوں نے گھیر لیا ہے۔ اب ہمیں آگ کے شعلے مارے جا رہے ہیں۔'' یہ آواز سن کر ہم وہاں سے اٹھ کر آ گئے۔ پھر مکہ مکرمہ آئے تو کسی نے ہم کو رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی خبر دی۔ پھر ایک روز ہماری ملاقات حضرت صدیق اکبرؓ سے ہوئی۔ تو ہم نے ان سے مدعیٔ نبوت کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا "ہاں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں"۔

17- بیہقی اور ابن عسا کر نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ: "ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کو بتایا" اے اللہ کے رسول ﷺ میں زمانہ جاہلیت میں ایک روز اپنے بھاگے ہوئے اونٹ کی تلاش میں نکلا تو میں نے ہاتف غیبی کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''اے شبِ تاریک میں سونے والے! (شبِ تاریک میں سونے والے سے اشارہ ہے کفر اور شرک کے حامی) اللہ تعالیٰ نے (بر سبیلِ کرم، گم کردہ راہ لوگوں کے لئے) حرم میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو مبعوث فرما دیا ہے۔ وہ نبی قبیلہ بنو ہاشم سے ہے۔ وہ نبی (ہدایت الٰہی سے) ظلمتوں اور تاریکیوں کو نُور سے بدل دیتا ہے۔'' میں نے منادی کے دیکھنے کے لئے ہر طرف نظر دوڑائی مگر مجھے کوئی نظر نہ آیا۔ تب میں نے ایک تابانہ انداز میں عرض کیا: '' اے شبِ تاریک میں آنے والے ہاتف! اھلاً وسھلا، تو بتا دے کہ تو شبِ تاریک میں کس لئے آیا ہے؟ صاف صاف الفاظ میں بیان کر کہ وہ کون ہے جس کی طرف بلاتا ہے، تاکہ میں ٹھیک طور سے جان سکوں۔'' اس کے بعد میں نے کسی کو گلا صاف کرتے ہوئے سنا۔ پھر اس نے کہا" نور ظاہر ہو گیا اور ظلمت چھٹ گئی۔ اور محمد خاتم النبیین ﷺ تمام بھلائیوں کے ساتھ مبعوث ہو گئے۔ وہی اللہ قابل تعریف ہے جس نے کسی مخلوق کو بے کار پیدا نہیں کیا۔ اس نے ہمارے درمیان محمد خاتم النبیین ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ بلاشبہ وہ افضل نبی مبعوث ہوئے ہیں۔'' اس کے بعد صبح ہو گئی اور مجھے اونٹ مل گیا۔

18- فاکہی نے '' اخبار مکہ'' میں حضرت ابن عباسؓ کی حدیث کو عامر بن ربیعہ سے روایت کیا ہے کہ: '' ہم ابتدائے اسلام میں مکہ مکرمہ میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ تھے۔ اچانک مکہ کے ایک پہاڑ پر سے ایک ندا سنی گئی۔ اس میں لوگوں کو اسلام کے خلاف بھڑکایا جا رہا تھا۔ اس وقت رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" یہ شیطان ہے اور جس شیطان نے کسی نبی کے خلاف اعلانیہ لوگوں کو ابھارا، اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاک کر دیا۔ اس برائی کرنے والے کا نام مسعر ہے۔'' اس واقعہ کے تین دن کے بعد نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو جنات کے اس عفریت کے ذریعے قتل کروا دیا۔ جس کا نام سمج ہے۔ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا، اور میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا ہے۔ تین دن کے بعد اچانک جبل ابوالقبس پر ہاتف کو کہتے سنا گیا'' ہم نے مسعر شیطان کو قتل کر ڈالا کیونکہ اس نے سرکشی کی۔ اور تکبر کیا۔ مسعر نے حق کو غلط کہا اور باطل کی تعریف کی۔ اس نے ہمارے پاک نبی خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ گستاخی کی۔ میں نے اسے ایسی تلوار سے ہلاک کیا ہے جو جڑ اور بنیاد تک کو کھود ڈالے۔''

19- ابوسعید نے ''شرف المصطفیٰ'' میں جندل بن نضلہ سے روایت کیا ہے: "وہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ ایک جن میرا ساتھی تھا وہ اچانک میرے پاس آیا اور اس نے ڈراتے ہوئے کہا: '' اٹھ کہ دین کا چراغ روشن ہو گیا ہے۔ اُس نبی کے ذریعے جو صادق مہذب اور امین ہے۔ اب تو ایسی اونٹنی پر سوار ہو جا جو مضبوط ہو اور وہ نرم اور سخت ہر جگہ پر چلتی ہو۔'' میں خوف زدہ ہو کر بیدار ہو گیا، پھر میں نے اس سے حقیقتِ حال دریافت کی تو اس نے کہا'' قسم ہے زمین و آسمان کی، محمد خاتم النبیین ﷺ یقیناً مبعوث ہو گئے ہیں۔ انہوں نے مکہ مکرمہ میں پرورش پائی ہے اور اب وہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کریں گے۔'' یہ سن کر میں خوش ہو گیا اور جانے لگا تو اچانک میں نے ایک آواز، کوئی کہہ رہا تھا'' اے سار بان! جو سوار ہو کر رسولِ پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت اقدس میں رواں دواں ہے اس میں شک نہیں کہ تو نے ہدایت کی توفیق پائی''۔

20- بیہقی اور نسائی کی روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے حکم سے خالد بن ولید نے جب عزیٰ کے بت کو گرایا تو اندر سے ننگے سر بکھرے بالوں والی ایک کالی عورت نکلی اور سر پر ہاتھ رکھ کر رونے لگی اور چیخنے لگی، حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ جب آپ خاتم النبیین ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا گیا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" وہی عورت عزیٰ تھی۔ اب کبھی اس کی پوجا نہ ہو گی"۔ عزیٰ ایک درخت تھا اس پر مشرکین نے تھان بنا کر اس کو پوجنا شروع کر دیا۔ اس درخت میں سے آواز آتی تھی۔ اس لیے اس کی پوجا ہونے لگی یہ آواز اس درخت سے اس خبیث بھوتنی کی تھی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی دعا کی برکت سے وہ خبیث روح مجسم عورت کی شکل میں ظاہر ہو گئی اور ماردی گئی۔ (بیہقی، سنن نسائی، دلائل نبوت)

کفار کی ایذا رسانی کے سلسلے میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے معجزات اور کفار کا آپ خاتم النبیین ﷺ کی بد دعا سے ڈرنا

1- بخاری اور ابو نعیم نے اور بیہقی نے حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت کیا ہے کہ: "جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو معبوث فرمایا اور مکہ میں نبوت کا اعلان کیا تو اس زمانے میں میرا شام جانا ہوا۔ جب میں بصرہ پہنچا تو میرے پاس نصاریٰ کی ایک جماعت آئی اور مجھ سے پوچھا" کیا تم حرم سے آئے ہو"؟ میں نے کہا"ہاں"انہوں نے کہا" تم اس مدعی نبوت کو جانتے ہو جو تمہارے علاقے میں ظاہر ہوا ہے"؟ میں نے جواب دیا"ہاں اچھی طرح"-اس کے بعد وہ مجھے اپنے معبد (عبادت خانہ) میں لے گئے اس میں شبیہیں اور تصاویر تھیں۔ میں دلچسپی سے ان کو دیکھتا رہا-تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے کہا" آپ نے ان تصاویر کو بہت دلچسپی سے دیکھا ہے-کیا ان میں اس مدعی نبوت کی تصویر ہے"؟ میں نے کہا"نہیں"- پھر وہ مجھے دوسرے ایک بڑے سے ہال میں لے گئے وہاں کثیر تعداد میں تصاویر تھیں، میں ان کو بغور دیکھتا رہا-میری نگاہیں تصاویر کو دیکھتی ہوئی آگے کی طرف بڑھتی رہیں کہ میری نظر یکبارگی ایک چبوترے پر پڑی-اس پر رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) کی شبیہہ تھی-اس سے نظر ہٹی ہی تھی کہ حضرت ابوبکرؓ کی شبیہہ پر نظر پڑی-معبد کے عابدوں نے پوچھا" کیا تم ان شبیہہ کو پہچانتے ہو"؟ میں نے کہا"ہاں"-انہوں نے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی شبیہہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا" کیا وہ نبی یہ ہیں"؟ میں نے کہا"جی ہاں یہی ہیں"-انہوں نے دوسرے چبوترے پر رکھی ہوئی حضرت ابوبکرؓ کی شبیہہ کی طرف اشارہ کیا اور کہا" کیا تم ان کو بھی پہچانتے ہو"؟ میں نے کہا"جی ہاں"انہوں نے کہا" یہ تم میں سے ہیں اور صحابی ہیں اور یہی نبی کے خلیفہ اول ہوں گے"۔

2- طبرانی اور ابو نعیم نے دوسری سند کے ساتھ حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت کیا ہے کہ:"میں قریش کی سنگدلی اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھ سلوک اور ایذا رسانی کو بہت ہی برا سمجھتا تھا- جب میں نے یہ محسوس کیا کہ قریش کسی صورت بھی آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو برداشت کرنے کو تیار نہیں ہیں اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو قتل کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں تو میں اس معبد کے ایک راہب کے پاس گیا جس کو میں ایک نیک، خدا رسیدہ اور ایک واقف علم و اسرار سمجھتا تھا۔ وہ مجھے اپنے سردار کے پاس لے گیا اور اس کے بعد میں نے تصاویر کا تمام واقعہ بیان کیا۔اس راہب نے مجھ سے کہا" کیا تمہیں یہ ڈر ہے کہ وہ قریش انہیں قتل کر دیں گے"؟ میں نے کہا"ہاں میرا یہی خیال ہے-وہ بار بار ان کو قتل کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں اور مارنے کے مختلف حربے استعمال کر رہے ہیں-ممکن ہے کہ اب تک انہوں نے انہیں قتل بھی کر دیا ہو"-راہب نے کہا" خدا کی قسم! وہ لوگ ان کو قتل نہیں کر سکیں گے-البتہ وہی لوگ قتل ہوں گے جن کے قتل کا ارادہ وہ نبی (خاتم النبیین ﷺ) فرمائیں گے"۔

3- بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ:"ولید بن مغیرہ، اسود ابن عبد یغوث، اسود بن مطلب، حارث بن عیطل سہمی، عاص بن وائل وغیرہ کفار قریش نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کا مذاق اڑایا کرتے تھے-ایک مرتبہ انہوں نے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی تذہیک کی-حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تو رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے ان کفار کے استہزا کا تذکرہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا۔تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ولید کو سامنے کر کے اس کی شہ رگ کی طرف اشارہ کر کے دکھایا-حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" آپ نے یہ کیا کیا ہے"؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا"میں نے تدارک کر دیا"۔ پھر اسود ابن مطلب کو سامنے کیا اور اس کی آنکھ کی طرف اشارہ کر کے دکھایا-آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" آپ نے یہ کیا کیا"؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا"میں نے تدارک کر دیا"۔ پھر اسود بن یغوث کو سامنے کیا اور اس کے سر کی طرف اشارہ کیا-حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" آپ نے یہ کیا کیا"؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا" میں نے تدارک کر دیا"۔ بعد ازاں حارث کو اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دکھایا۔حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کے پوچھنے پر آپ علیہ السلام نے جواب دیا"میں نے تدارک کر دیا"۔ پھر عاص کو سامنے کیا اور اس کے پیر کے تلوے کی طرف اشارہ کیا-حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا" آپ علیہ السلام نے یہ کیا کیا"؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا"میں نے تدارک کر دیا"۔اس بات کو کچھ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ولید اتفاقاً ایک شخص کا تیر گردن پر لگنے سے مر گیا اور اسود سمرہ ایک درخت سے اترا اور کہا"ہائے کانٹا گھس گیا"- کہتے کہتے اپنی آنکھ کی بینائی کھو بیٹھا۔اسود بن یغوث دماغ کے اندر پھوڑا نکلنے سے مر گیا-حارث پیٹ میں پانی پڑنے سے مرا اور عاص کا انجام یہ ہوا کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر طائف گیا۔اثنائے راہ میں اترا-شبرقہ کا کانٹا پیر کے تلوے میں گھسا-جس کے سمیت ہی بیمار ہو کر مر گیا-(اس حدیث کی حضرت ابن عباسؓ سے بکثرت اسناد بیان ہوئیں ہیں۔جن کو انہوں نے تفسیر مسند میں ذکر کیا ہے)۔

4- بیہقی نے حضرت قتادہؓ سے روایت کیا ہے کہ:"عتبہ بن ابو لہب نے حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھ بدتمیزی کی اور مذاق اڑایا۔حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے دعا کی کہ "اے اللہ!اس پر کسی کتے کو مسلط کر دے"۔ابو لہب ملک شام سے کپڑوں کی تجارت کرتا تھا۔پھر وہ اپنے بیٹے کو اس بد دعا کے بعد معاونوں

کے ساتھ بھیجا کرتا اور کہتا کہ "میں اپنے اس بیٹے کے بارے میں محمد کی بددعا سے ڈرتا ہوں"۔ ابولہب معاونوں کو خوب تاکید کرتا کہ جب تم کسی منزل پر پڑاؤ کرو تو منزل کی دیواروں کے ساتھ کپڑے کے تھانوں سے عتبہ کو چھپا دیا کرو۔ ایک دن عتبہ قریش کی ایک جماعت کے ساتھ تجارت کا سامان لے کر گیا۔ یہاں تک کہ ایک گھر میں رات کو ٹھہرا جس کا نام زرقا تھا۔ ایک شیر آیا اور اس نے عتبہ کو دیکھ لیا۔ وہ چیختا رہا کہ یہ شیر ہے۔ مجھے کھا جائے گا جیسا کہ محمد (خاتم النبیین ﷺ) نے میرے لیے بددعا کی تھی۔ محمد نے مکہ میں رہتے ہوئے مجھے قتل کر دیا"۔ پھر وہ شیر لوگوں کے سامنے جھپٹا اور اس کا سر دبوچ لیا اور چبا ڈالا"۔

5- بیہقی نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ: "حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے قریش کو اسلام کے خلاف اور اس سے انکار کرتے ہوئے دیکھا تو اللہ تعالی سے دعا کی کہ "الہی یوسف کے سات سال کی مانند میری سات سے مدد فرما"۔ قریش کو قحط نے گھیر لیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے مردار، ہڈیوں اور کھالوں تک کو کھایا۔ اس وقت ابوسفیان کچھ لوگوں کے ساتھ آیا اور کہا" محمد! آپ (خاتم النبیین ﷺ) کہتے ہیں کہ " آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ حالانکہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی قوم ہلاک ہو رہی ہے۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) اللہ تعالی سے ان کے لیے دعا کیجئے۔ تو رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ بارش ہونا شروع ہوگئی اور مسلسل سات دن تک بارش ہوتی رہی۔ اس مسلسل بارش سے تنگ آ کر وہ لوگ پھر محمد (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس آئے اور بارش کی زیادتی کی شکایت کی۔ تب نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے دعا فرمائی "الہی! ہمارے چاروں تک بارش ہو ہمارے اوپر نہ ہو"۔ پھر اس وقت بادل حضور خاتم النبیین ﷺ کے سر مبارک سے چھٹ گئے اور اطراف میں بارش ہوتی رہی۔

نسائی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ " ابوسفیان رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس آیا اور کہا" اے محمد (خاتم النبیین ﷺ) میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ رحم فرمائے"۔ نادار قریش کی زبوں حالی کا تو یہ عالم ہوگیا ہے کہ انہوں نے چمڑا اور کھال بھوک کی شدت میں کھانا شروع کر دیا ہے۔

اس حالت کو قرآن پاک میں اس طرح بیان کیا گیا ہے (سورہ المومنون، آیت نمبر: 76)   ترجمہ:" اور بے شک ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تو نہ تو وہ اپنے رب کے حضور میں جھکے اور نہ ہی وہ گڑگڑائے ہیں"۔ بہرحال رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے جب ان کے حق میں دعا کی تب ان سے عذاب ہٹا۔

6- بیہقی نے حضرت موسی بن عقبہ سے روایت کیا ہے کہ: "جب حضرت جعفر بن ابی طالب مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ اپنے دین کی خاطر پناہ لینے کے لیے حبشہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تو قریش نے عمرو بن العاصؓ اور عمارہ بن ولید بن مغیرہ کو حبشہ بھیجا اور وفد کے ساتھ تحفے میں نجاشی کے لئے ایک عربی گھوڑا اور دیبا کا بنا ہوا شاہی طرز کا جبہ اور دوسرے مقربین شاہ کے لیے تحائف بھیجے۔ تو نجاشی نے تحائف قبول کر لئے اور عمرو کو شرف باریابی بخشا۔ عمرو نے کہا" اے محترم بادشاہ! ہمارے علاقے سے کچھ لوگ جو نہ آپ کے دین پر ہیں اور نہ ہمارے دین پر۔ آپ کی سرزمین میں آ گئے ہیں۔ ہماری درخواست ہے کہ ان لوگوں کو ہمارے حوالے کر دیا جائے۔ یہ لوگ اس شخص کے فرمانبردار ہیں جس نے ہمارے ہی درمیان سے اٹھ کر نبوت کا دعوی کیا ہے۔ یہ نبی جن بنیادی عقائد کو پھیلا رہا ہے اس میں سے چند یہ ہیں کہ وہ حضرت مسیح کو ابن اللہ نہیں مانتے۔ وہ کسی بادشاہ کا احترام اور عظمت نہیں کرتے۔ نہ حکم مانتے ہیں اور نہ سجدہ کرتے ہیں"۔ نجاشی نے مہاجر عرب مسلمانوں کو بلوایا۔ حضرت جعفرؓ اور دوسرے مسلمان نجاشی کے دربار میں پہنچے تو وہاں کے روایتی انداز کو نظرانداز کر کے مسلمانوں کی طرح السلام علیکم کہہ کر بیٹھ گئے۔ اس طرز عمل پر توجہ دلاتے ہوئے عمرو اور عمارہ نے یک زبان ہو کر کہا" اے محترم اور صاحب عظمت بادشاہ یہ وہی صورتحال ہے جس کی طرف ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں" ۔ نجاشی نے مسلمان وفد سے کہا" اے عرب مہمانو! کیا تم بتاؤ گے کہ ہماری تعظیم کیوں نہیں کی گئی؟ اور بتاؤ کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں تمہارے خیالات کیا ہیں؟ اور تم لوگوں کا دین اور عقیدہ کیا ہے؟ کیا تم نصرانیت سے متعلق ہو"؟ انہوں نے جواب دیا" ہم نصاری یا عیسائیوں سے تعلق نہیں رکھتے" ۔

نجاشی نے کہا" تو کیا تم یہودیت سے تعلق رکھتے ہو"؟ مسلمانوں نے جواب دیا" ہم یہودی بھی نہیں ہیں"۔ نجاشی نے کہا" تو کیا تم بت پرست ہو"؟ حضرت جعفرؓ نے کہا" ہم بت پرستی کی ممانعت کرتے ہیں" ۔ نجاشی نے کہا" پھر تمہارا دین، تمہارا مذہب کیا ہے"؟ حضرت جعفرؓ نے فرمایا" ہمارا دین اسلام ہے"۔ نجاشی نے کہا" اسلام کیا ہے"؟ حضرت جعفرؓ نے کہا" اللہ کی توحید کا اقرار اور دل سے اعتراف اور حضرت محمد (خاتم النبیین ﷺ) کی رسالت و بعثت کو قبول کر کے ان کی فرماں برداری میں خود کو دے دینا"۔ نجاشی نے کہا" یہ دین تم کو کیسے ملا؟ یہ اسلام تمہارے پاس کیسے آیا"؟ حضرت جعفرؓ نے کہا" اس کو ایک نجیب اور شریف خاندان کا شخص لے کر آیا ہے۔ وہ مثل انبیاء سابقین کے مبعوث ہوئے ہیں۔ ان پر احکام والہام وحی اللہ تعالی کا آمین فرشتہ لے کر آتا ہے۔ وہ ہم کو والدین کے ساتھ حسن سلوک، راست گوئی، وفائے عہد اور ادائے امانت کا حکم دیتے ہیں۔ وہ ہمیں بتوں کی سرپرستی سے منع کرتے ہیں اور خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کا حکم دیتے ہیں۔ ان کی یہ تعلیم ہم نے اس وجہ سے پسند

کی کہ ہمارے قلب نے اس کی تصدیق کی۔ قرآن پاک کو ہم نے اس کے اعجاز اور امتیاز کی وجہ سے کلام الہی جانا اور پھر اس پر عمل کیا تو ہماری قوم ہماری دشمن بن گئی اور نبی صادق (خاتم النبیین ﷺ) کو انہوں نے تکلیف پہنچانی شروع کر دی۔ ان کے دشمن ہو گئے اور ان کے قتل کے منصوبے بنانے لگے۔ ہم وطن میں رہ کر مدافعت نہ کر سکتے تھے۔ اس لیے اپنی جانیں اور اپنا دامن بچا کر آپ کے پاس پناہ لینے کے لیے آ گئے ہیں"۔ حضرت جعفرؓ کی یہ باتیں سننے کے بعد نجاشی نے کہا "اگر واقعی یہ حالات ہیں تو ان کا ظہور اس مرکز نور سے ہوا ہے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا ظہور ہوا تھا"۔ حضرت جعفرؓ نے مزید فرمایا "رہا تعظیم کرنے کا سوال تو اس کے بارے میں رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ اہل جنت کی "تحیت" یعنی تعظیم" سلام" ہے۔ نیز سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جناب نے ہمارے خیالات دریافت فرمائے ہیں تو اس بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں۔ جو حضرت مریم علیہ السلام کی طرف القاء کیا گیا اور اسکی روح ہیں اور وہ پاک ستھری بتول کے فرزند ہیں"۔ اس قدر سننے کے بعد نجاشی نے اپنے ہاتھ کو اوپر اٹھایا تو ہاتھ میں ایک تنکا تھا اور کہا "تمہارے بیان میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت میں اس تنکے کے برابر بھی فرق نہیں ہے"۔ اس کے بعد نجاشی نے حکم دیا" مشرکین عرب کے نمائندوں کو واپس کر دو اور نمائندہ وفد کو اس کے تمام تحائف بھی واپس کر دو"۔ اور حضرت جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں سے کہا" آپ حضرات یہاں اطمینان سے رہیں اور اراکین مملکت کو ان لوگوں کے آرام و آسائش کی ہدایت کی اور دربار سے رخصت ہونے کی اجازت چاہی"۔

7- بیہقی اور ابو نعیم نے بطریق موسیٰ بن عقبی زہریؒ سے روایت کیا ہے کہ:" مشرکین مکہ مسلمانوں کی ایذا رسائی میں پوری شدت برت رہے تھے اور یہ شدت اس وقت اور زیادہ ہو گئی جب قریش کا وفد حبشہ سے ناکام لوٹا اور نجاشی نے مسلمانوں کو حبشہ میں امن و امان اور پورے احترام کے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی۔

زہریؒ کہتے ہیں کہ" مشرکین مکہ نے جلسہ عام میں طے کیا کہ بنو ہاشم جب تک محمد (خاتم النبیین ﷺ) کو ہمارے سپرد نہ کر دیں گے اس وقت تک ان سے کوئی تعلق نہ رکھے۔ نہ کوئی ان سے رشتہ کرے، نہ میل جول رکھے اور نہ خرید و فروخت جائز رکھے۔ پھر اس قرارداد کو عہد نامہ کی شکل دے دی گئی اور کتاب بند کر کے قریش کے دستخط ہونے کے بعد خانہ کعبہ کی دہلیز پر آویزاں کر دیا گیا۔ ابولہب کے سوا جو اس مرحلے پر بنو ہاشم سے الگ ہو کر قریش سے مل گیا تھا۔ باقی تمام بنو ہاشم اور مسلمان لاچار اور مجبور ہو کر پہاڑ کے ایک درہ میں جس کا نام شعب ابو طالب تھا چلے گئے اور وہاں دو برس چار ماہ اس قدر اذیتوں کو جھیلا اور جاں سوز تکلیفوں کو برداشت کیا کہ جن کو سنا بھی نہیں جا سکتا۔ کھانے کا سامان جب ختم ہو گیا تو درختوں کے پتوں، چھال اور جانوروں کا خشک چمڑا ابال کر کھا لیتے۔ ان لوگوں میں عورتیں، بچے، بیمار اور بوڑھے سبھی شامل تھے۔ آخر ہشام بن عمرو اور زبیر بن ابوامیہ وغیرہ سرداران قریش کو بنو ہاشم پر ترس آ گیا۔ وہ خانہ کعبہ آئے اور ابوجہل کی مخالفت کے باوجود اس عہد نامے کو چاک کر ڈالا۔ اس طرح بنو ہاشم تقریباً تین سال کے بعد اپنے گھروں کو لوٹے۔ ابن سعد نے اپنی روایتوں میں تفصیل دیتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ" عہد نامہ کی تمام عبارت کو دیمک نے کھا لیا تھا اور عہد نامہ کو لکھنے والے منصور بن عکرمہ کا ہاتھ شل ہو گیا تھا"۔

ابو نعیم نے عثمان بن ابی سلیمان بن جبیر بن مطعم سے روایت کیا ہے کہ" اس مقاطعہ (قطع تعلق کرنے والے عہد نامہ) کو لکھنے والا منصور بن عکرمہ عبوری تھا۔ اس کا ہاتھ جب شل ہو گیا تو قریش اس کے ہاتھ کو دیکھ کر آپس میں کہا کرتے تھے کہ "ہم نے یقیناً بنو ہاشم کے ساتھ ظلم کیا ہے۔ دیکھو منصور بن عکرمہ کو کیا دکھ پہنچا ہے"۔

8- ابو نعیم نے بہ طریق عروہ حضرت عثمان ابن عفانؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا": رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) کو قریش بہت زیادہ ایذا پہنچاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) طواف میں مصروف تھے قریش کے کچھ لوگ فقرے کہتے رہے۔ قریش حجرہ اسود کے قریب آ گئے۔ جب حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) تیسرے چکر پر ان لوگوں کے پاس سے گزرے تو ان لوگوں نے پھر ناگواری کی باتیں کی آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" مشرکین قریش تم باز نہ آؤ گے۔ جب تک تم لوگوں کو عذاب الہی اپنی گرفت میں نہ لے لے گا"۔ یہ سن کر مشرکین لرز گئے۔ اور خاموشی اختیار کر لی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ "جب حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) طواف ختم کرنے کے بعد اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی انکے ساتھ رہا۔ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے ارشاد فرمایا" عثمان اللہ اپنے دین کو تمام باطل ادیان پر غالب فرمائے گا۔ اور وہ وقت آنے والا ہے کہ خدائے واحد کا کلمہ ان سب لوگوں کے قلب و جگر میں خون اور زندگی بن کر دوڑے گا"۔

9- بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عروہؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا:" میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے پوچھا" رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) کو قریش نے جو تکالیف پہنچائی ان میں تم نے سب سے اہم چیز کونسی دیکھی"؟ انہوں نے کہا" میں نے دیکھا کہ قریش کے کچھ سردار حجرہ اسود کے قریب جمع تھے اور حضور

پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے اسلام کی جو تحریک چلائی تھی اس کا ذکر کر رہے تھے اور پھر کہنے لگے کہ "ہم لوگوں نے اس بارے میں جس صبر اور برداشت کا مظاہرہ کیا ہے۔اس کی مثال کہیں نہیں ملے گی۔محمد (خاتم النبیین ﷺ) نے ہمارے معزز سرداروں کو بے وقوف، ہمارے اسلاف کو گم کردہ راہ اور ہمارے مذہب کو باطل ٹھہرا یا ہے۔ہماری جمیعت اور قومی اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ہمارے معبودوں کو باطل قرار دیا ہے مگر ہم ایسی دیوانگی کی باتوں پر صبر ہی کرتے رہے ہیں"۔

اتفاقاً اس وقت حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) اس طرف سے گزرے اور حجر اسود کو بوسہ دیا اور پھر ان لوگوں کے پاس سے گزر کر خانہ کعبہ کا طواف کیا۔قریش کے ان سرداروں نے ان ناگوار باتوں کو آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو ایذا دینے کے لئے جاری رکھا۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) چشم پوشی فرما رہے تھے۔حضرت عبداللہ راوی حدیث کا بیان ہے کہ میں نے حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کے چہرہ مبارک سے ناگواری کے آثار دیکھ لیے۔پھر جب آپ (خاتم النبیین ﷺ) طواف کے دوسرے چکر میں ان کے قریب سے گزرے تو آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے پھر کوئی ناگوار بات سنی۔لیکن پھر آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے درگزر فرمایا اور طواف جاری رکھا۔تیسرے چکر پر کفار نے جب آواز کسی تو آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے ٹھہر کر فرمایا" اے گروہ قریش! قسم اس ذات کی جو کل کائنات کا خالق ہے۔یقیناً میں تمہارے پاس خاتمہ کے لئے آیا ہوں اور ہر برائی کو ختم کر دوں گا"۔قریش آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے غصے اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے عزم کو دیکھ کر لرز گئے۔وہ دم بخود ہو گئے اور کہنے لگے" اے ابوالقاسم! آپ (خاتم النبیین ﷺ) ہمارے اس تمسخر کو سنجیدگی میں نہ لیں اور ہمیں معاف کر دیں"۔

10- ابن ابی شیبہ، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ جماعت قریش نے ابوجہل بن حکم سے کہا محمد (خاتم النبیین ﷺ) کی دعوت دین عوامی تحریک کی صورت اختیار کرتی جاری ہے۔تم کسی ایسے شخص کو منتخب کرو جو سحر، کہانت اور شعر سے بخوبی واقف ہو۔وہ محمد (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس جائے اور ان کے عزائم اور ان کی اغراض کے بارے میں ان سے گفتگو کر کے ہمیں اطلاع دے۔اس پر عتبہ نے کہا کہ میں سحر، کہانت (نجومی) اور شعر کی حقیقتوں سے بخوبی واقف ہوں۔لہٰذا وہ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کی خدمت میں آیا اور کہا "اے محمد (خاتم النبیین ﷺ)! آپ بہتر ہیں یا ہاشم؟" آپ (خاتم النبیین ﷺ) خاموش رہے۔اس نے پھر کہا "اے محمد (خاتم النبیین ﷺ)! آپ بہتر ہیں یا عبدالمطلب؟" آپ (خاتم النبیین ﷺ) خاموش رہے۔اُس نے پھر کہا "اے محمد خاتم النبیین ﷺ! آپ بہتر ہیں یا عبداللہ؟" حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے کوئی جواب نہیں دیا۔پھر عتبہ نے کہا "پھر کس لئے ہمارے اسلاف کو گمراہ اور ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہو؟ اے محمد خاتم النبیین ﷺ! اگر آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو حکومت و ریاست کی خواہش ہے تو ہم آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے لئے جھنڈا بلند کرتے ہیں۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو سردار بنا لیتے ہیں۔اگر جنسی میلان ہے تو 10 ایسی عورتوں سے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی شادی کروا دیتے ہیں جو آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو محبوب ہوں۔اگر دولت اور سرمایا کی ضرورت ہے تو ہم آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی خدمت میں دولت کے ڈھیر کر دیتے ہیں۔اتنا، جو آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی ضرورت سے زیادہ اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی آئندہ نسلوں تک لئے کافی ہوگا۔" ان تمام باتوں پر بھی آپ (خاتم النبیین ﷺ) خاموش رہے۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے کوئی جواب نہ دیا۔جب آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے سمجھ لیا کہ عتبہ اب اپنا سلسلہ کلام ختم کر چکا ہے تو پھر آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے سورہ حٰمٓ السجدہ کی آیت نمبر 1 سے آیت نمبر 13 تک تلاوت فرمائی:

ترجمہ: "اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے"۔

"یہ (قرآن پاک) اتارا ہے بڑے رحم والے مہربان کا۔یہ ایک کتاب ہے جس کی آیات مفصل فرمائی گئی ہیں۔عربی زبان میں، قرآن دانش مندوں کے لئے خوشخبری دیتا ہے۔اور ڈر سناتا ہے (یعنی اللہ کے دوستوں کو خوشخبری اور اللہ کے دشمنوں کو عذاب کا) تو ان میں اکثر نے منہ پھیرا کہ (جیسے) وہ سنتے ہی نہیں۔اور بولے ہمارے دل غلاف میں ہیں اس بات سے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو (یعنی تمہاری باتیں ہماری عقل وشعور میں نہیں آتیں)۔اور ہمارے کانوں میں پردہ، ٹینٹ (روئی) ہے۔اور ہمارے اور تمہارے درمیان روک ہے۔تو تم اپنا کام کرو، ہم اپنا کام کرتے ہیں۔تم فرماؤ، آدمی ہونے میں تو میں تم جیسا ہوں (یعنی میں بشری صورت میں تمہارے سامنے ہوں، تم جیسا ہوں۔پھر تمہیں میری باتیں سمجھ کیوں نہیں آتیں؟) مجھے وحی ہوتی ہے کہ تمہارا ایک ہی معبود ہے تو تم اس کے حضور سیدھے رہو (اس کی اطاعت کرو) اور اس سے معافی مانگو (اپنے فساد، عقیدہ اور عمل کی)۔اور خرابی ہے شرک والوں کو، وہ جو زکواۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں۔بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے، ان کے لئے بے انتہا ثواب ہے۔تم فرماؤ کیا تم لوگ اس کا انکار کر رہے ہو جس نے دو دن میں زمین بنائی؟ (یہ اشارہ ہے کہ چاہے تو کن سے فیکون کر دیتا اور ایک لمحہ سے بھی کم میں بنا دیتا)۔اور اس کا ہمسر ٹھہراتے ہو (یعنی شریک کرتے ہو)۔وہ سارے جہانوں کا رب ہے۔اور زمین میں اس نے ڈالے بھاری بوجھ

(یعنی پہاڑ)۔اور زمین میں برکت رکھی (یعنی دریا) نہر، درخت، پھول، پھل اور جانور، قسم قسم کے حیوانات اور اس (زمین) میں اس کے بسنے والوں کے لئے روزیاں مقرر کیں۔ یہ سب ملا کر چار دن میں (یعنی دو دن میں زمین کی پیدائش اور دو دن میں یہ سب کچھ) ٹھیک جواب پوچھنے والوں کو۔ پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں تھا (یعنی بخارات بلند ہو رہے تھے) تو اس نے آسمان سے (دھویں سے) اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو جاؤ۔ خوشی سے یا چاہے ناخوشی سے۔ دونوں نے عرض کیا کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے۔تو انہیں (آسمانوں کو) سات آسمان کر دیا دو دن میں (یہ کل چھ دن ہوئے ان میں سب سے پہلا دن جمعہ ہے)۔اور ہر آسمان میں اسی کے کام کے احکام بھیجے۔اور ہم نے نیچے کے آسمان کو (آسمانِ دنیا کو) چراغوں سے (یعنی روشن ستاروں سے) آراستہ کیا۔اور نگہبانی کے لئے (شیاطین سے نگہبانی کا انتظام کیا)۔ یہ (کلام) اس عزت والے، علم والے کا بھیجا ہوا ہے۔اب بھی اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرماؤ کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے۔جیسی کڑک عاد اور ثمود پر آئی تھی۔" جب حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) یہاں تک پہنچے تو عتبہ میں مجالِ سماعت نہ رہی۔اُس نے قسم دے کر آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو آگے پڑھنے سے روک دیا۔اور رحم کی بھیک مانگ کر کہنے لگا کہ اس کو ایسے عذاب سے دور رکھیں۔ وہ عاد و ثمود کی کڑک والی تباہی کو جانتا تھا۔ پھر عتبہ یہاں سے اٹھ کر نہ اپنے گھر گیا اور نہ ہی ان لوگوں کے پاس پہنچا۔اس پر ابوجہل نے قریش کے لوگوں سے کہا "اے گروہ قریش! عتبہ ہمیں کہیں پر نظر نہیں آ رہا ہے۔شاید وہ محمد (خاتم النبیین ﷺ) پر مائل ہو گیا ہے۔یا شاید اسے کوئی حاجت درپیش ہے۔"

پھر یہ تمام لوگ ابوجہل کے ساتھ مل کر عتبہ کے گھر آئے۔ عتبہ اس وقت تک گھر پہنچ گیا تھا۔ابوجہل نے کہا "عتبہ ہمارا خیال ہے تو کسی طمع کا شکار ہو کر محمد (خاتم النبیین ﷺ) کی طرف مائل ہو گیا ہے۔اگر تجھے مالی اعانت کی ضرورت ہے تو ہم اس کو پورا کرنے لئے تیار ہیں تاکہ تو پھر محمد (خاتم النبیین ﷺ) سے بے نیاز ہو جائے۔" یہ سن کر عتبہ غضبناک ہو گیا۔قسم کھا کر بولا "میں محمد (خاتم النبیین ﷺ) سے کبھی بات نہ کرونگا۔تمہیں معلوم ہے کہ میں سب سے زیادہ مالدار ہوں۔اس وجہ سے میں تم سے کسی قسم کی، یا کسی سے بھی کسی قسم کی مدد کا طالب نہیں ہوں۔ ہاں سنو! جب میں محمد (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس گیا تو انہوں نے ایسے کلام کے ساتھ جواب دیا کہ خدا کی قسم نہ تو وہ سحر ہے نہ کہانت (نجوم)۔انہوں نے میرے جواب میں پڑھا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔۔۔صٰعِقَۃِ عَادٍ وَّ ثَمُوۡدَ ۔ اس کے بعد میں نے ان سے التجا کی اور انہیں آگے پڑھنے سے روک دیا۔ پھر میں نے ان سے رحم کی بھیک مانگی تاکہ وہ اس عذاب میں مجھے مبتلا نہ کریں جو عاد و ثمود پر آیا تھا۔اور یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ محمد (خاتم النبیین ﷺ) جو کچھ فرماتے ہیں وہ جھوٹ نہیں ہوتا۔لہٰذا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تم پر عذاب نازل نہ ہو جائے۔ میرا کہا مانو تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔اور ان سے کسی قسم کا تعرض (اعتراض) نہ کرو۔اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے تو ان کا ملک اور ان کی عزت اور تمہارا ملک تمہاری عزت ہوگی۔"

11۔بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: "حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) ابوجہل اور ابوسفیان کے سامنے سے گزرے۔ابوجہل نے کہا "اے بنی عبدشمس یہ تمہارا نبی ہے"۔اس پر ابوسفیان نے کہا" تعجب کیا ہے اگر ہم میں سے کوئی نبی ہوتا"؟ ابوجہل نے کہا" تعجب تو اس بات پر ہے کہ بوڑھے اور داناؤں کے درمیان ایک بچے نے نبوت کا اعلان کیا ہے"۔حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے ان دونوں کی باتیں سن لی اور فرمایا" اے ابوسفیان! سن لو" تم نے اللہ اور اس کے رسول پر غصہ اور غضب کا اظہار نہیں کیا لیکن تم نے اپنے اصل کی حمایت کی ہے اور اے ابوالحکم (ابوجہل) سن لو خدا کی قسم تم ہنسو گے بہت کم اور روؤ گے بہت زیادہ"۔ یہ سن کر ابوجہل ڈر گیا۔

12۔شیخین نے حضرت خباب ؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: "میں رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس آیا۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) اس وقت خانہ کعبہ کے سائے میں چادر اوڑھے ہوئے کھڑے تھے۔ میں نے اس وقت دشمنان اسلام کی اذیت کے پیش نظر عرض کیا" اے اللہ کے رسول! آپ (خاتم النبیین ﷺ) ہمارے لئے اللہ سے دعا نہیں فرماتے"۔میری یہ بات سن کر حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) وہیں پر بیٹھ گئے اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کا چہرہ انور سرخ ہو گیا اور فرمایا" تم سے پہلے لوگ ایسے تھے جن کے جسموں سے لوہے کی کنگیوں کے ذریعے ہڈیوں پر سے گوشت سونتا (یا چھیلا) جاتا تھا مگر یہ تکلیف بھی ان کو اپنے دین اور عقیدوں سے برگشتہ نہ کر سکی اور بعض کے سروں پر آرا چلایا جاتا تھا اور ان کو دو حصوں میں بانٹ دیا جاتا مگر یہ اذیت بھی ان کو ان کے مذہب اور دین سے نہ پھیر سکی۔ مجھے اپنے رب سے امید ہے کہ وہ اس دین کو اس طرح نافذ اور کلی طور پر نافذ فرمائے گا کہ ایک شخص صنعا سے حضر موت (دونوں مقامات کے نام ہیں جو ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر ہیں) تک سوار ہو کر چلے گا۔اور اس کو اللہ تعالی کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا"۔

اور پھر ایسا ہی ہوا۔ دین اسلام نافذ ہوا اور ایسا نافذ ہوا کہ اب قیامت تک یہی نافذ عمل رہے گا۔(انشاء اللہ)

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے مکتوب گرامی

حضور نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے خصائص نبوت میں سے ایک نمایاں ترین خصوصیت یہ ہے کہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کا لایا ہوا دین قیامت تک کل انسانیت کے لیے ہدایت ونجات کا واحد ذریعہ ہے۔حضور نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے جب تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا ارادہ فرمایا تو مختلف اقوام وممالک کے بادشاہوں،امراء،رؤساء کی جانب خطوط بھیجے۔

بخاری ومسلم نے حضرت حسنؓ سے روایت کی " رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے قیصر (شاہ روم)،کسریٰ (شاہ فارس)،نجاشی (شاہ حبشہ) اور تمام دنیاوی سربراہوں کے نام مکتوب شریف روانہ کیے اور اللہ تعالی کی طرف سے دعوت دی"۔

ابن سعد نے بریدہ،زہری،یزید بن رومان اور شعبی سے روایت کی کہ "رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے چند افراد کو چند بادشاہوں کی طرف بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اللہ تعالی کی عبادت کی انہیں دعوت دیں-تو ان قاصدوں میں سے ہر شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ اسی زبان میں گفتگو کرتا تھا جس زبان والوں کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا"۔

1- قیصر شاہ روم (ہرقل) اور مکتوب گرامی:- صحیح بخاری میں ایک طویل حدیث کے ضمن میں اس گرامی نامہ کی نص مروی ہے، جسے رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے ہرقل شاہ روم کے پاس روانہ فرمایا تھا۔وہ مکتوب یہ ہے:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد (خاتم النبیین ﷺ) کی جانب سے ہرقل عظیم روم کی طرف !اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔تم اسلام لاؤ سالم رہو گے۔اسلام لاؤ اللہ تمہیں تمہارا اجر دو بار دے گا۔اور اگر تم نے روگردانی کی تو تم پر اَرِیْسیوں (رعایا) کا (بھی) گناہ ہوگا۔اے اہلِ کتاب!ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی اور کو نہ پوجیں۔اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں۔اور اللہ کے بجائے ہمارا بعض بعض کو رب نہ بنائے۔پس اگر لوگ رخ پھیریں تو کہہ دو کہ تم لوگ گواہ رہو ہم مسلمان ہیں"۔(صحیح بخاری ۱/ ۴،۵)

حضرت دحیہ کلبی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے نامہ بر تھے: اس گرامی نامہ کو پہنچانے کے لیے دحیہ بن خلیفہ کلبی کا انتخاب ہوا۔آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ یہ خط سر براہ بصری کے حوالے کر دیں۔اور وہ اسے قیصر کے پاس پہنچا دے گا۔اس کے بعد جو کچھ پیش آیا اس کی تفصیل صحیح بخاری میں ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ا ن کا ارشاد ہے کہ ابوسفیان بن حرب نے ان سے بیان کیا" ہرقل نے اس کو قریش کی ایک جماعت سمیت بلوایا۔یہ جماعت صلح حدیبیہ کے تحت رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) اور کفار قریش کے درمیان طے شدہ عرصہ امن میں ملک شام کی تجارت کے لیے گئی ہوئی تھی۔یہ لوگ ایلیاء (بیت المقدس) میں اس کے پاس حاضر ہوئے۔ہرقل نے انھیں اپنے دربار میں بلایا۔اس وقت اس کے گرداگرد روم کے بڑے بڑے لوگ تھے۔پھر اس نے ان کو اور اپنے ترجمان کو بلا کر کہا" یہ شخص جو اپنے آپ کو نبی سمجھتا ہے اس سے تمہارا کونسا آدمی سب سے زیادہ قریبی نسبی تعلق رکھتا ہے"؟ ابوسفیان کا بیان ہے کہ میں نے کہا" میں اس کا سب سے زیادہ قریب النسب ہوں"۔ہرقل نے کہا" اسے میرے قریب کردو۔اور اس کے ساتھیوں کو بھی قریب کر کے اس کی پیٹھ کے پیچھے بٹھا دو"۔اس کے بعد ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا" میں اس شخص سے اس آدمی (نبی (خاتم النبیین ﷺ) کے متعلق سوالات کروں گا۔اگر یہ جھوٹ بولے تو تم لوگ اسے جھٹلا دینا"۔ابوسفیان کہتے ہیں" اللہ کی قسم!اگر جھوٹ بولنے کی بدنامی کا خوف نہ ہوتا تو میں آپ کے متعلق یقینا جھوٹ بولتا"۔ابوسفیان کہتے ہیں" اس کے بعد پہلا سوال جو ہرقل نے مجھ سے آپ کے بارے میں کیا وہ یہ تھا کہ تم لوگوں میں اس کا نسب کیسا ہے"؟ میں نے کہا" وہ اونچے نسب والا ہے"۔ہرقل نے کہا" تو کیا یہ بات اس سے پہلے بھی تم میں سے کسی نے کہی تھی"؟ میں نے کہا" نہیں"۔ہرقل نے کہا" کیا اس کے باپ دادا میں سے کوئی بادشاہ گزرا ہے"؟ میں نے کہا " نہیں"۔ہرقل نے کہا" اچھا تو طاقتور لوگوں نے اس کی پیروی کی ہے یا کمزوروں نے"؟ میں نے کہا" کمزوروں نے"۔ہرقل نے کہا" یہ لوگ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں"؟ میں نے کہا" بڑھ رہے ہیں"۔ہرقل نے کہا" کیا اس دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص اس دین سے برگشتہ ہو کر مرتد بھی ہوتا ہے"؟ میں نے کہا" نہیں"۔ہرقل نے کہا" اس نے جو بات کہی ہے کیا اسے کہنے سے پہلے تم لوگ اس کو جھوٹ سے متہم کرتے تھے"؟ میں نے کہا" نہیں"۔ہرقل نے کہا" کیا وہ بدعہدی بھی کرتا ہے"؟

میں نے کہا" نہیں۔البتہ ہم لوگ اس وقت اس کے ساتھ صلح کی ایک مدت گزار رہے ہیں معلوم نہیں اس میں وہ کیا کرے گا"؟ ابوسفیان کہتے ہیں" اس فقرے کے سوا مجھے

اور کہیں کچھ گھسیڑنے کا موقع نہ ملا"۔ ہرقل نے کہا" کیاتم لوگوں نے اس سے جنگ کی ہے"؟ میں نے کہا" جی ہاں"۔ ہرقل نے کہا" تو تمہاری اور اس کی جنگ کیسی رہی"؟ میں نے کہا" جنگ ہمارے اور اس کے درمیان ڈول ہے۔ وہ ہمیں زک پہنچا لیتا ہے اور ہم اسے زک پہنچا لیتے ہیں"۔ ہرقل نے کہا" تمہیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے"؟ میں نے کہا" وہ کہتا ہے"صرف اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔ تمہارے باپ دادا جو کچھ کہتے تھے اسے چھوڑ دو۔ اور وہ ہمیں نماز، سچائی، پرہیز، پاک دامنی اور قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے"۔

ابن عساکر نے حضرت دحیہ کلبی ؓ سے روایت کی انہوں نے کہا "نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے مجھے شاہ روم کی طرف اپنا مکتوب گرامی دے کر روانا کیا اور وہ اس وقت دمشق میں تھا۔ تو میں نے پہنچ کر اسے حضور اکرم (خاتم النبیین ﷺ) کا مکتوب گرامی دیا اور اس نے اس کی مہر کو توڑا اور اسے مسند پر رکھا جس پر وہ بیٹھا ہوا تھا۔ پھر اس نے منادی کرائی اور تمام بطریق (عیسائیوں کے پیشوا) اور اشراف قوم جمع ہوئے اور اس کے لئے تکیہ پر تکیہ رکھا گیا کیونکہ فارس و روم میں یہ طریقہ رائج تھا۔ اس وقت تک ممبر نہیں بنائے گئے تھے۔ اس کے بعد اس نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا "یہ خط اس نبی کا ہے جس کی بشارت حضرت مسیح علیہ السلام نے ہمیں دی تھی کہ وہ حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوگا۔ تو ان سب نے سرکشی اور انکار کا اظہار کیا۔ قیصر نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے سکون و قرار پکڑنے کا حکم دیا اور کہا "میں تمہیں آزمانا چاہتا تھا کہ تم نصرانیت کے کیسے مددگار ہو"؟ حضرت دحیہ ؓ نے بیان کیا "ہرقل نے دوسرے دن پوشیدہ طور پر مجھے بلایا اور وہ مجھے بڑے کمرے میں لے گیا۔ اس کمرے میں 313 تصویریں تھیں۔ میں نے غور سے دیکھا تو وہ انبیاء و مرسلین کی شبیہیں تھی۔ ہرقل نے کہا "دیکھو ان میں تمہارا آقا کون ہے"؟ تو میں نے ایک شبیہ دیکھی گویا کہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) گفتگو فرما رہے ہیں۔ میں نے کہا "وہ یہ ہیں"۔ ہرقل نے کہا" تم نے ٹھیک کہا"۔ پھر اس نے کہا "ان کی داہنی جانب کس کی شبیہہ ہے"؟" میں نے کہا "یہ شخص آپ ہی کی قوم کا ہے اور ان کا نام ابوبکر صدیق ہے"۔ اس نے پوچھا "اور آپ کی بائیں جانب کس کی شبیہہ ہے"؟ میں نے کہا "یہ بھی آپ ہی کی قوم کا ایک شخص ہے اور ان کا نام عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ ہے"۔ ہرقل نے کہا "ہم اپنی کتابوں میں ان دونوں کے بارے میں لکھا پاتے ہیں کہ ان دونوں صحابیوں کے ذریعہ اللہ اپنے دین کو قوت دے گا "۔ جب میں نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی خدمت میں واپس آیا تو میں نے حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) سے سارا حال عرض کیا۔ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں سچ کہا کہ اللہ تعالی میرے بعد اس دین کو ان دونوں کے ذریعہ قوت دے گا اور فتح دے گا"۔

ہرقل نے نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) کی نبوت کی تصدیق کی اور اسلام لانے کا ارادہ کیا مگر اس کے حواریوں نے اس کی رائے سے اتفاق نہ کیا ہرقل نے حضرت دحیہ کلبی ؓ کو کہا" اگر میں جانتا کہ ان تک پہنچ سکوں گا تو ضرور ان کی زیارت کا شرف حاصل کرتا اور اگر میں ان کی بارگاہ میں ہوتا تو ان کے قدموں کو دھونے کی سعادت حاصل کرتا"۔ (صحیح بخاری)

اس نے حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) کو خط میں لکھا کہ ''بے شک میں مسلمان ہوں لیکن میں اپنے لوگوں کی وجہ سے مغلوب ہوں اور واضح طور پر اپنے اسلام کا اظہار نہیں کر سکتا''۔ اس نے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے لیے تحائف بھی بھیجے۔ حضرت دحیہ کلبی ؓ اس کا خط لے کر آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے خط پڑھنے کے بعد فرمایا" اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا ہے، وہ مسلمان نہیں ہوا بلکہ اپنی نصرانیت پر قائم ہے"۔ (سھیلی، الروض الانف، ج4،ص:300)

2- کسری شاہ فارس (خسرو پرویز) اور مکتوب گرامی:-

کسری (شاہ فارس) کو ایک معزز فرشتہ نے دعوت اسلام دی تھی:- ابونعیم، ابن نجار نے حضرت حسن بصری سے روایت کی کہ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا" یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! کسری پر اللہ تعالی کی حجت آپ کے بارے میں کیا ہے"؟ فرمایا" اللہ تعالی نے اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا ہے اور اس نے اپنا ہاتھ اس مکان کی دیوار سے جس میں وہ رہتا ہے، نکالا اور اس ہاتھ سے نور چمک رہا تھا۔ جب اس نے یہ ہاتھ دیکھا تو وہ خوفزدہ ہو گیا۔ اس فرشتہ نے کہا" اے کسری خوف نہ کھا۔ اللہ تعالی نے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا ہے اور اس پر اپنی کتاب نازل کی ہے۔ اب تو ان کا اتباع کرتا کہ تو اپنی دنیا اور اپنی آخرت میں سلامت رہے"۔ اس نے کہا "میں اس پر غور کروں گا"۔

کسری کا عجیب و غریب خواب:- ابونعیم نے محمد بن کعب سے روایت کی کہ "مدائن کا ایک بوڑھا بیان کرتا ہے کہ کسری نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیڑھی

زمین سے آسمان تک کھڑی کی گئی اور اس کے گرد لوگ جمع ہیں۔ اتنے میں ایک شخص نمودار ہوتا ہے جس کے سر پر عمامہ ہے اور جسم پر تہبند اور چادر ہے اور وہ سیڑھی پر چڑھا ہے۔ جب وہ سیڑھی پر چڑھا تو ندا کی گئی "فارس کہاں ہے؟ اور اس کے مرد عورت اور باندیاں اور اس کے خزانے کہاں ہیں"؟ تو لوگوں نے بڑھ کر ان سب کی گٹھڑیاں باندھ دیں۔ پھر ان کو اس شخص کے حوالے کر دی جو سیڑھی پر چڑھا ہے۔ یہ خواب دیکھ کر بڑی پریشانی کے عالم میں صبح اس کا ذکر اس نے اپنے ندیموں سے کیا۔ وہ لوگ اس پر اسے آسان بتانے لگے مگر وہ برابر غمزدہ اور فکرمند رہا۔ یہاں تک کہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کا مکتوب گرامی اس کے پاس آیا"۔ وہ مکتوب یہ ہے:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" محمد رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی طرف سے کسریٰ عظیم فارس کی جانب!! اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ اور گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ کیونکہ میں تمام انسانوں کی جانب اللہ کا فرستادہ ہوں تاکہ جو شخص زندہ ہے اسے انجام بد سے ڈرایا جائے۔ اور کافرین پر حق بات ثابت ہو جائے۔ (یعنی حجت تمام ہو جائے) پس تم اسلام لاؤ، سالم رہو گے۔ اور اگر اس سے انکار کیا تو تم پر مجوس کا بھی بار گناہ ہوگا"۔

ابونعیم اور ابن سعد نے" شرف المصطفیٰ "میں بطریق ابن اسحاق زہری سے، انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت کی کہ جب رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کا مکتوب گرامی کسریٰ کو ملا تو کسریٰ نے یمن میں اپنے عامل کو لکھا "اس شخص کے پاس جو حجاز میں ظاہر ہوا ہے۔ اپنے پاس سے دو بہادر آدمی کو روانہ کرو تاکہ وہ دونوں ان کو میرے پاس لے کے آئیں۔ تو عامل جس کا نام بازان تھا نے قہرمانہ اور ایک اور شخص کو بھیجا اور ان کے ذریعہ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کے نام ایک خط بھیجا اور اس میں لکھا کہ ان دونوں کے ساتھ آپ کسریٰ کے پاس تشریف لے جائیں اور بازان نے قہرمانہ سے کہا "اس شخص کی طرف غور سے دیکھنا کہ وہ کس شان کا ہے؟ اور ان سے گفتگو کرنا اور ان کی خبر مجھے دینا۔ چنانچہ دونوں نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے دربار میں آئے اور حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کو انہوں نے پیغام پہنچایا۔

حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" جاؤ کل صبح آنا"۔ پھر جب وہ دوسرے دن آئے تو رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے خبر دی "اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو قتل کرا دیا ہے اور اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر غالب کر دیا ہے اور فلاں مہینے کی فلاں رات کو اس نے اسے قتل کر دیا ہے"۔ ان دونوں نے کہا" آپ جانتے ہیں کہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ ہم یہ بات بادشاہ سے جا کر کہہ دیں گے"۔ فرمایا "ضرور تم جا کر میری طرف سے کہہ دینا اور تم دونوں یہ بھی کہنا کہ میرا دین اور میری سلطنت بہت جلد وہاں تک پہنچ جائے گی۔ جہاں تک کسریٰ کی حکومت ہے۔ یہی نہیں بلکہ جہاں تک گھوڑ سوار اور پیدل پہنچ سکتے ہیں وہاں تک میرا دین اور میری سلطنت پہنچے گی اور تم دونوں اس سے کہنا کہ اگر تو اسلام لے آیا تو تیری مملکت تیرے ہاتھ میں رہے گی"۔ پھر وہ دونوں بازان کے پاس پہنچے اور اسے سارا حال بیان کیا۔ یہ سن کر بازان نے کہا کہ "خدا کی قسم! یہ بات کسی بادشاہ کا کلام نہیں ہے اور جو کچھ انہوں نے فرمایا ہم ضرور اسے دیکھیں گے اور وہ ہو کے رہے گا"۔

اس کے بعد زیادہ وقت نہیں گزرا کہ شیرویہ کا خط اس کے پاس آیا اس نے لکھا تھا کہ "میں نے فارس کے غضب کی خاطر کسریٰ کو قتل کر دیا ہے کیونکہ اس نے فارس کے سرداروں کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا۔ اب میرے لئے ان لوگوں سے جو تمہارے پاس ہیں فرماں برداری کا عہد لو اور اس شخص کو برانگیختہ (غضب ناک) نہ کرنا جس کے لئے کسریٰ نے تمہیں خط لکھا تھا"۔ جب بازان نے یہ خط پڑھا تو وہ کہنے لگا" بے شک یہ شخص نبی مرسل ہے"۔ اور وہ اسلام لے آیا اور آل فارس کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔

بخاری نے حضرت ابن عباس سے روایت کی" رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے کسریٰ کے نام اپنا مکتوب گرامی بھیجا۔ جب اس نے پڑھا تو اسے چاک کر دیا۔ اس وقت رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے اس کے اوپر بددعا فرمائی کہ مجوسیوں پر اس کا ملک پورے طور پر ٹکڑے ہو جائے"۔

بیہقی نے بطریق ابن عوف، عمیر بن اسحاق سے روایت کی" رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے کسریٰ اور قیصر کے نام خط لکھا۔ لیکن قیصر نے تو خط کو محفوظ رکھا اور کسریٰ نے چاک کر دیا۔ جب اس کی خبر رسول (خاتم النبیین ﷺ) کو ہوئی تو فرمایا" مجوسیوں کی سلطنت پارہ پارہ ہو جائے گی اور نصرانیوں کی سلطنت ان میں باقی رہے گی"۔

3- شاہ حبشہ (نجاشی اوّل) اور مکتوب گرامی:- تاریخ اسلام میں حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کو 5 ہجری میں حبشہ کی طرف سفیر بنا کر بھیجا گیا۔ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی اوّل کو حضور نبی اکرم (خاتم النبیین ﷺ) کا خط دیا۔ نجاشی اول نے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کا مکتوب پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔

4- شاہ حبشہ (نجاشی ثانی) اور مکتوب گرامی:- حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی ثانی کو 6 ہجری کے اواخر میں نبی اکرم

(خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کا خط دیا۔

بیہقی نے ابن عباسؓ سے ایک اور خط کی عبارت روایت کی ہے جسے نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے نجاشی کے پاس روانہ کیا تھا۔اس کا ترجمہ یہ ہے:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" یہ خط ہے محمد نبی (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے نجاشی اصحم شاہِ حبش کے نام!!اس پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔اس نے نہ کوئی بیوی اختیار کی نہ لڑکا۔اور (میں اس کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ) محمد اس کا بندہ اور رسول ہے۔اور میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں کیوں کہ میں اس کا رسول ہوں۔لہٰذا تم اسلام لاؤ سلامت رہوگے-اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی اور عبادت نہ کریں،اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔اور ہم میں سے بعض بعض کو اللہ کے بجائے رب نہ بنائے۔پس اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دو کہ گواہ رہو ہم مسلمان ہیں۔اگر تم نے (یہ دعوت) قبول نہ کی تو تم پر اپنی قوم کے نصاریٰ کا گناہ بھی ہے"۔(زاد المعاد)

جب عَمرو بن امیہ ضمریؓ نے نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کا خط نجاشی کے حوالے کیا تو نجاشی نے اسے لے کر آنکھ پر رکھا اور تخت سے زمین پر اتر آیا۔اور حضرت جعفر بن ابی طالب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔اور نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس اس بارے میں خط لکھا جو یہ ہے:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" محمد رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں نجاشی اصحمہ کی طرف سے!!اے اللہ کے نبی (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ پر اللہ کی طرف سے سلام اور اس کی رحمت اور برکت ہو۔وہ اللہ جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔اما بعد!اے اللہ کے رسول (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے آپ کا گرامی نامہ ملا۔جس میں آپ نے عیسیٰؑ کا معاملہ ذکر کیا ہے۔رب آسمان وزمین کی قسم! آپ نے جو کچھ فرمایا ہے حضرت عیسیٰ اس سے ایک تنکہ بڑھ کر نہ تھے۔وہ ویسے ہی ہیں جیسے آپ نے ذکر فرمایا ہے۔پھر آپ نے جو کچھ ہمارے پاس بھیجا ہے ہم نے اسے جانا اور آپ کے چچیرے بھائی اور آپ کے صحابہ کی مہمان نوازی کی۔اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے اور پکے رسول ہیں۔اور میں نے آپ سے بیعت کی اور آپ کے چچیرے بھائی سے بیعت کی۔اور ان کے ہاتھ پر اللہ رب العالمین کے لیے اسلام قبول کیا"۔(زاد المعاد ۳/۶۱)

نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے نجاشی سے یہ بھی طلب کیا تھا کہ وہ حضرت جعفر اور دوسرے مہاجرین حبشہ کو روانہ کردے۔ چنانچہ اس نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری کے ساتھ دو کشتیوں میں ان کی روانگی کا انتظام کر دیا۔ایک کشتی کے سوار جس میں حضرت جعفر اور حضرت ابو موسیٰ اشعری اور کچھ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے، براہ راست خیبر پہنچ کر خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے۔اور دوسری کشتی کے سوار جن میں زیادہ تر بال بچے تھے سیدھے مدینہ پہنچے۔(ابن ہشام ۲/۳۵۹)

مذکورہ نجاشی نے غزوہ تبوک کے بعد رجب ۹ ھ میں وفات پائی۔نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کی وفات ہی کے دن صحابہ کرام کو اس کی موت کی اطلاع دی۔اور اس پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔اس کی وفات کے بعد دوسرا بادشاہ اس کا جانشین ہو کر سریر آرائے سلطنت ہوا تو نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کے پاس بھی ایک خط روانہ فرمایا لیکن یہ نہ معلوم ہو سکا کہ اس نے اسلام قبول کیا یا نہیں۔

5- حاکم بحرین (منذر بن حارث ساوی) اور مکتوب گرامی:- نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک خط منذر بن ساوی حاکم بحرین کے پاس لکھ کر اسے بھی اسلام کی دعوت دی،اور اس خط کو حضرت علاء بن الحضرمیؓ کے ہاتھوں روانہ فرمایا۔جواب میں منذر نے رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کو لکھا۔

"اما بعد: اے اللہ کے رسول (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) ! میں نے آپ کا خط اہل بحرین کو پڑھ کر سنا دیا۔بعض لوگوں نے اسلام کو محبت اور پاکیزگی کی نظر سے دیکھا اور اس کے حلقہ بگوش ہوئے۔اور بعض نے پسند نہیں کیا۔اور میری زمین میں یہود اور مجوس بھی ہیں۔لہٰذا آپ اس بارے میں اپنا حکم صادر فرمائیے"۔

اس کے جواب میں رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ خط لکھا:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" محمد رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے منذر بن ساوی کی طرف!!تم پر سلام ہو۔میں تمہاری طرف اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔اما بعد: میں تمہیں اللہ عزوجل کی یاد دلاتا ہوں۔یاد رہے کہ جو شخص بھلائی اور خیر خواہی کرے گا وہ اپنے ہی لیے بھلائی کرے گا۔اور جو شخص میرے قاصدوں کی اطاعت اور ان کے حکم کی پیروی کرے اس نے میری اطاعت کی اور جو ان کے ساتھ خیر خواہی کرے اس نے میرے ساتھ خیر خواہی کی اور میرے قاصدوں نے تمہاری اچھی تعریف کی ہے اور میں نے تمہاری قوم کے بارے میں تمہاری سفارش قبول کر لی

ہے۔ لہٰذا مسلمان جس حال پر ایمان لائے ہیں انھیں اس پر چھوڑ دو۔ اور میں نے خطا کاروں کو معاف کر دیا ہے اور جب تک تم اصلاح کی راہ اختیار کیے رہو گے ہم تمہیں تمہارے عمل سے معزول نہ کریں گے اور جو یہودیت یا مجوسیت پر قائم رہے اس پر جزیہ ہے"۔ (زاد المعاد ۳/۶۱،۶۲)

6- حاکم دمشق (حارث بن ابی شمر غسانی) اور مکتوب گرامی:-

ابن سعد نے بطریق واقدی ان کے راویوں سے روایت کی انہوں نے کہا کہ " رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے شجاع رضی اللہ تعالی عنہ بن وہب اسدی کو حارث بن ابوشمر غسانی کے پاس اپنا گرامی دے کر روانہ کیا۔ شجاعؓ فرماتے ہیں کہ میں اس ملک میں پہنچا۔ بادشاہ دمشق کے مقام غوطہ میں تھا اور میں اس کے دربان کے پاس پہنچا اس سے کہا" میں رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کا قاصد ہوں" ۔اس نے کہا" تم اس کے پاس نہیں پہنچ سکتے۔ وہ فلاں اور فلاں دن برآمد ہوتا ہے۔ اس وقت مل سکتے ہو۔ میں نے اس کے حاجب سے راہ رسم رکھی وہ رومی تھا اور اس کا نام مری تھا- وہ مجھ سے رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی بابت پوچھتا رہا اور میں اس کو آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے اوصاف بتاتا رہا اور میں اسے اسلام کی دعوت بھی دیتا رہا اور اس کا دل اس قدر نرم اور متاثر ہوا کہ وہ رونے لگا"۔ اس نے کہا" میں نے انجیل مقدس پڑھی ہے اور میں نے بعینہ یہی صفت آپ کی اس میں پڑھی ہے۔ اب میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں مگر مجھے ابن حارث غسانی کا ڈر ہے کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دے"۔

پھر ابن حارث برآمد ہوا اور وہ بیٹھا اور اپنے سر پر تاج پہنا- جب میں نے اسے مکتوب گرامی دیا- اس نے پڑھا-

نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے اس کے پاس ذیل کا خط رقم فرمایا:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" محمد رسول اللہ کی طرف سے حارث بن ابی شمر کی طرف!! اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے اور ایمان لائے اور تصدیق کرے۔ اور میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ اللہ پر ایمان لاؤ جو تنہا ہے، اور جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور تمہارے لیے تمہاری بادشاہت باقی رہے گی"۔

تو اس نے اسے پڑھ کر پھینک دیا اور کہنے لگا" مجھ سے میرا ملک کون چھین سکتا ہے؟ میں اس کے پاس پہنچتا ہوں۔ اگر وہ یمن میں ہوتا تو لوگ اسے میرے پاس لے آتے" وہ یہی بکواس کرتا رہا یہاں تک کہ کھڑا ہو گیا اور گھوڑوں کی نعل بندی کا حکم دیا- پھر کہا" تم اپنے آقا سے جا کر وہی کہہ دو جو تم دیکھ رہے ہو"۔ اس نے ایک خط قیصر کے نام لکھا اور اس میں آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی خبر لکھی۔ قیصر نے جواب میں اسے لکھا " تو ان کی طرف نہ جا اور اپنے ارادہ سے باز آجا"۔ جب منذر بن حارث کے پاس قیصر کا جواب آیا تو اس نے مجھے بلایا اور پوچھا" تم کب واپس جا رہے ہو"؟ میں نے کہا" میں کل جاؤں گا" -تو اس نے مجھے سو مثقال سونا دینے کا حکم دیا اور کہا" رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) سے میرا اسلام عرض کرنا"- میں نے جب آ کر رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کو حالات بتائے تو حضور (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا " اس کی حکومت ختم ہوگئی" اور ابن حارث غسانی فتح مکہ کے سال میں مر گیا۔

7- شاہ مصر (مقوقس) اور مکتوب گرامی:

حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کو مصر کے بادشاہ مُقوقس کی طرف 6 ہجری کے اواخر میں روانہ کیا گیا۔

نامۂ گرامی یہ ہے:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد (خاتم النبیین ﷺ) کی طرف سے مقوقس عظیم قبط کی جانب!! اس پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اما بعد: میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام لاؤ سلامت رہو گے۔ اور اسلام لاؤ اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا لیکن اگر تم نے منہ موڑا تو تم پر اہل قبط کا بھی گناہ ہوگا۔ اے اہل قبط ! ایک ایسی بات کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور ہم میں سے بعض، بعض کو اللہ کے بجائے رب نہ بنائیں۔ پس اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ دو کہ گواہ رہو ہم مسلمان ہیں"۔ (زاد المعاد لابن قیم ۳/۶۱)

بیہقی نے حاطب رضی اللہ تعالی عنہ بن ابی بلتعہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کی طرف بھیجا۔ حاطب ؓ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کا مکتوب گرامی لے کر اس کے پاس پہنچا- اس نے مجھے اپنے محل میں ٹھہرایا اور میں اس کے پاس رہا۔ پھر اس نے مجھے بلایا چونکہ اس نے اپنے سرداروں کو جمع کیا تھا۔ اس نے کہا کہ "میں تم سے ایک بات کہتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ بات تم مجھ سے سمجھ لو"۔ میں نے کہا کہ " کیا بات ہے"؟ اس نے کہا" مجھے تم اپنے آقا کے بارے میں بتاؤ کیا وہ واقعی نبی ہیں"؟ میں نے کہا" یقیناً وہ نبی ہیں اور اللہ کے رسول ہیں"۔ اس نے کہا" ان کو اس وقت کیا ہوا تھا جبکہ ان کو ان کی قوم نے ان کے شہر سے دوسرے شہر کی طرف نکالا اور انہوں نے اپنی قوم کی ہلاکت کے لیے بددعا نہ کی"۔ میں نے جواب دیا" حضرت عیسی ابن مریم علیہ السلام کیا وہ نہیں ہیں جس کی تم شہادت دیتے ہوئے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں؟ اس وقت کیا ہوا تھا جب کہ ان کی قوم نے ان کو پکڑ کر انہیں سولی دینا چاہا۔

انہوں نے ان پر بد دعا کیوں نہ کی کہ " اے اللہ! انہیں ہلاک کر دے- یہاں تک کہ اللہ تعالی نے ان کو آسمانوں کی دنیا میں اپنے پاس بلا یا" - یہ سن کر اس نے کہا" تم عقل مند ہو اور عقلمند کے پاس سے آئے ہو"۔

مقوقس نے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کا خط لے کر (احترام کے ساتھ) ہاتھی دانت کی ایک ڈبیہ میں رکھ دیا اور مہر لگا کر اپنی ایک لونڈی کے حوالے کر دیا۔ پھر عربی لکھنے والے ایک کاتب کو بلا کر رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی خدمت میں حسب ذیل خط لکھوایا:-

"بسم اللہ الرحمن الرحیم "محمد بن عبداللہ کے لیے مقوقس عظیم قبط کی طرف سے۔ آپ پر سلام! امابعد میں نے آپ کا خط پڑھا۔ اور اس میں آپ کی ذکر کی ہوئی بات اور دعوت کو سمجھا۔ مجھے معلوم ہے کہ ابھی ایک نبی کی آمد باقی ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ وہ شام سے نمودار ہوگا۔ میں نے آپ کے قاصد کا اعزاز و اکرام کیا۔ اور آپ کی خدمت میں دو لونڈیاں بھیج رہا ہوں جنہیں قبطیوں میں بڑا مرتبہ حاصل ہے۔ اور کپڑے بھیج رہا ہوں۔ اور آپ کی سواری کے لیے ایک خچر بھی ہدیہ کر رہا ہوں، اور آپ پر سلام"۔

مقوقس نے اس پر کوئی اضافہ نہیں کیا اور اسلام نہیں لایا۔ دونوں لونڈیاں ماریہ اور سیرین تھیں۔ خچر کا نام دُلدل تھا۔ جو حضرت معاویہؓ کے زمانے تک باقی رہا۔ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے ماریہ کو اپنے پاس رکھا۔ اور انہی کے بطن سے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے صاحبزادے ابراہیم پیدا ہوئے۔ اور سیرین کو حضرت حسان بن ثابت انصاری کے حوالے کر دیا۔

8- صاحب یمامہ (ہوذہ بن علی) اور مکتوب گرامی:

نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے ہوذہ بن علی حاکم یمامہ کے نام حسب ذیل خط لکھا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم "محمد رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی طرف سے ہوذہ بن علی کی جانب!! اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میرا دین اونٹوں اور گھوڑوں کی رسائی کی آخری حد تک غالب آکر رہے گا۔ لہٰذا اسلام لاؤ سالم رہو گے اور تمہارے ماتحت جو کچھ ہے اسے تمہارے لیے برقرار رکھوں گا"

اس خط کو پہنچانے کے لیے بحیثیت قاصد سلیط بن عمرو عامریؓ کا انتخاب فرمایا گیا۔ حضرت سلیط اس مہر لگے ہوئے خط کو لے کر ہوذہ کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے آپ کو مہمان بنایا۔ اور مبارکباد دی۔ حضرت سلیط نے اسے خط پڑھ کر سنایا تو اس نے درمیانی قسم کا جواب دیا اور نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی خدمت میں یہ لکھا:

" آپ جس چیز کی دعوت دیتے ہیں اس کی بہتری اور عمدگی کا کیا پوچھنا۔ اور عرب پر میری ہیبت بیٹھی ہوئی ہے۔ اس لیے کچھ کارپردازی میرے ذمہ کر دیں۔ میں آپ کی پیروی کروں گا"۔

اس نے حضرت سلیط کو تحائف بھی دیے۔ انہیں ہجر کا بنا ہوا کپڑا دیا۔ حضرت سلیط یہ تحائف لے کر خدمت نبوی (خاتم النبیین ﷺ) میں واپس آئے اور ساری تفصیلات گوش گزار کیں۔ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے اس کا خط پڑھ کر فرمایا" اگر وہ زمین کا ایک ٹکڑا بھی مجھ سے طلب کرے گا تو میں اسے نہ دوں گا۔ وہ خود بھی تباہ ہوگا، اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے وہ بھی تباہ ہوگا"۔ پھر جب رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) فتح مکہ سے واپس تشریف لائے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ خبر دی کہ ہوذہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" سنو! یمامہ میں ایک کذاب نمودار ہونے والا ہے جو میرے بعد قتل کیا جائے گا"۔ ایک کہنے والے نے کہا" یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! اسے کون قتل کرے گا"؟ آپ نے فرمایا" تم اور تمہارے ساتھی"، اور واقعۃً ایسا ہی ہوا۔ (زاد المعاد ۳/ ٦٣)

9- قبیلہ حمیر اور مکتوب گرامی:-

ابن سعد نے زہری سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے قبیلہ حمیر کے حارث، مسروح اور نعیم بن عبد کلال کے نام مکتوب گرامی لکھا اور عیاش بن ابی ربیعہ رومی کے ہاتھ مکتوب گرامی بھیجا اور روانگی کے وقت ہدایت فرمائی کہ "جب تم ان کی سرزمین پر پہنچو تو رات کے وقت داخل نہ ہونا جب تک کہ صبح نہ ہو جائے۔ پھر تم طہارت کر کے خوب اچھی طرح پاک وصاف ہو جانا اور دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالی سے حاجت روائی اور قبول کی دعا مانگنا اور اللہ سے پناہ چاہنا اور اپنے داہنے ہاتھ میں مکتوب گرامی لے کر ان سرداروں کے بھی داہنے ہاتھ میں دینا کہ داہنا ہاتھ قبولیت کا ہے اور ان کے اوپر (سورہ البینہ، آیت نمبر ا) لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ وَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ مُنۡفَکِّیۡنَ حَتّٰی تَاۡتِیَہُمُ الۡبَیِّنَۃُ

ترجمہ:"اہل کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کفر کیا وہ کفر سے الگ ہونے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے پاس ایک روشن دلیل نہ آجائے"۔

پڑھنا اور جب تم اسے پڑھ چکو تو "امنت بحمد وانا اول المومنین" کہنا۔ تمہارے سامنے جو بھی حجت آئے گی وہ باطل ہو جائے گی اور نہ ایسی کتاب آئے گی جو بظاہر مزین و خوبصورت ہو مگر یہ کہ اس کا نور جاتا رہے گا اور وہ لوگ تم پر کچھ پڑھیں گے۔ جب وہ تم پر کچھ پڑھیں تو تم کہنا" اس کا ترجمہ کرو اور پڑھنا: (سورہ شوری، آیت نمبر 15)

اٰمَنۡتُ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ مِنۡ کِتٰبٍ ۚ وَ اُمِرۡتُ لِاَعۡدِلَ بَیۡنَکُمۡ ؕ اَللّٰہُ رَبُّنَا وَ رَبُّکُمۡ ؕ لَنَاۤ اَعۡمَالُنَا وَ لَکُمۡ اَعۡمَالُکُمۡ ؕ لَا حُجَّۃَ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَکُمۡ ؕ اَللّٰہُ یَجۡمَعُ بَیۡنَنَا ۚ وَ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ

ترجمہ: "جو کتاب بھی اللہ نے اتاری ہے میں اُس پر ایمان رکھتا ہوں، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل وانصاف کروں۔ اللہ ہمارا (بھی) رب ہے اور تمہارا (بھی) رب ہے، ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال، ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی بحث وتکرار نہیں، اللہ ہم سب کو جمع فرمائے گا اور اسی کی طرف (سب کا) پلٹنا ہے"۔

اور جب وہ اسلام لے آئیں تو ان سے ان کی تین شاخوں کی بابت دریافت کرنا کہ جب انہیں لایا جاتا ہے تو وہ اسے سجدہ کرتے ہیں اور وہ شاخیں درخت اٹل کی ہیں۔ ایک شاخ سفیدی اور زردی سے رنگی ہوئی ہے اور ایک شاخ ایسی ہے جس میں گرہیں ہیں گویا وہ خیزران ہے اور تیسری شاخ بہت سیاہ ہے گویا وہ آبنوس کی شاخ ہے۔ پھر ان شاخوں کو برآمد کرا کے انہیں ان کے بازار میں جلا ڈالنا۔

عیاش رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا "میں گیا اور جیسا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے مجھے حکم دیا تھا ویسا ہی عمل کیا"۔ جب میں ان کے پاس پہنچا اور میں نے کہا "میں رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کا قاصد ہو اور جو مجھے حکم دیا گیا تھا میں نے ویسا ہی کیا اور انہوں نے ویسا ہی قبول کیا جیسا کہ رسول (خاتم النبیین ﷺ) نے پیشین گوئی فرمائی تھی"۔

10- شاہ عمان اور مکتوب گرامی: نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے ایک خط شاہِ عمان جیفر اور اس کے بھائی عبد کے نام لکھا۔ ان دونوں کے والد کا نام جلندی تھا۔ خط کا مضمون یہ تھا:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم "محمد بن عبداللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی جانب سے جلندی کے دونوں صاحبزادوں جیفر اور عبد کے نام!! اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔ میں تم دونوں کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام لاؤ، سلامت رہو گے۔ کیونکہ میں تمام انسانوں کی جانب اللہ کا رسول ہوں، تا کہ جو زندہ ہے اسے انجام کے خطرہ سے آگاہ کردوں۔ اور کافرین پر قول برحق ہو جائے۔ اگر تم دونوں اسلام کا اقرار کرلو گے تو تم ہی دونوں کو والی اور حاکم بناؤں گا۔ اور اگر تم دونوں نے اسلام کا اقرار کرنے سے گریز کیا تو تمہاری بادشاہت ختم ہو جائے گی۔ تمہاری زمین پر گھوڑوں کی یلغار ہوگی۔ اور تمہاری بادشاہت پر میری نبوت غالب آجائے گی"۔

اس خط کو لے جانے کے لیے ایلچی کی حیثیت سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ ان کا بیان ہے کہ میں روانہ ہو کر عمان پہنچا۔ اور عبد سے ملاقات کی۔ دونوں بھائیوں میں یہ زیادہ دوراندیش اور نرم خو تھا۔ میں نے کہا "میں تمہارے پاس اور تمہارے بھائی کے پاس رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کا ایلچی بن کر آیا ہوں" ۔ اس نے کہا "میرا بھائی عمر اور بادشاہت دونوں میں مجھ سے بڑا اور مجھ پر مقدم ہے۔ اس لیے میں تم کو اس کے پاس پہنچا دیتا ہوں کہ وہ تمہارا خط پڑھ لے"۔ اس کے بعد اس نے کہا "اچھا! تم دعوت کس بات کی دیتے ہو"؟ میں نے کہا "ہم ایک اللہ کی طرف بلاتے ہیں، جو تنہا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ جس کی پوجا کی جاتی ہے اسے چھوڑ دو اور یہ گواہی دو کہ محمد (خاتم النبیین ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں"۔ عبد نے کہا "اے عمرو! تم اپنی قوم کے سردار کے صاحبزادے ہو، بتاؤ تمہارے والد نے کیا کیا؟ کیونکہ ہمارے لیے اس کا طرزِ عمل لائق اتباع ہوگا"۔ میں نے کہا "وہ تو محمد (خاتم النبیین ﷺ) پر ایمان لائے بغیر وفات پا گئے، لیکن مجھے حسرت ہے کہ کاش! انہوں نے اسلام قبول کیا ہوتا اور آپ کی تصدیق کی ہوتی۔ میں خود بھی انہیں کی رائے پر تھا لیکن اللہ نے مجھے اسلام کی ہدایت دے دی"۔ عبد نے کہا "تم نے کب ان کی پیروی کی"؟ میں نے کہا "ابھی جلد ہی"۔ اس نے دریافت کیا "تم کس جگہ اسلام لائے"؟ میں نے کہا "نجاشی کے پاس اور بتلایا کہ نجاشی بھی مسلمان ہو چکا ہے"۔ عبد نے کہا "اس کی قوم نے اس کی بادشاہت کا کیا کیا"؟ میں نے کہا "اسے برقرار رکھا، اور اس کی پیروی کی"۔ اس نے کہا "اسقفوں اور راہبوں نے بھی اس کی پیروی کی"؟ میں نے کہا "ہاں!" عبد نے کہا "اے عمرو! دیکھو کیا کہہ رہے ہو کیونکہ آدمی کی کوئی بھی خصلت جھوٹ سے زیادہ رسوا کن نہیں"۔ میں نے کہا "میں جھوٹ نہیں کہہ رہا ہوں، اور نہ ہم اسے حلال سمجھتے ہیں"۔ عبد نے کہا "میں سمجھتا ہوں، ہرقل کو نجاشی کے اسلام لانے کا علم نہیں"۔ میں نے کہا "کیوں نہیں"۔ عبد نے کہا "تمہیں یہ بات کیسے معلوم"؟ میں نے کہا "نجاشی ہرقل کو خراج ادا کیا کرتا تھا لیکن جب اس نے اسلام قبول کیا، اور محمد (خاتم النبیین ﷺ) کی تصدیق کی تو بولا "اللہ کی قسم! اب اگر وہ مجھ سے ایک درہم بھی مانگے تو میں نہ دوں گا"۔ اور جب اس کی اطلاع ہرقل کو ہوئی تو اس کے بھائی یناق نے کہا" کیا تم اپنے غلام کو چھوڑ دو گے کہ وہ تمہیں خراج نہ دے؟ اور تمہارے بجائے ایک دوسرے شخص کا نیا دین اختیار کرلے"؟ ہرقل نے کہا "یہ ایک آدمی ہے جس نے ایک دین کو پسند کیا۔ اور اسے اپنے لیے اختیار کرلیا۔ اب میں اس کا کیا کرسکتا ہوں؟ اللہ کی قسم! اگر مجھے اپنی بادشاہت کی حرص نہ ہوتی تو میں بھی وہی کرتا جو اس نے کیا ہے"۔ عبد نے کہا "عمرو! دیکھو کیا کہہ رہے ہو"؟ میں نے کہا "واللہ! میں تم سے سچ کہہ رہا ہوں"۔ عبد نے کہا "اچھا مجھے بتاؤ وہ کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ اور کس چیز سے منع کرتے ہیں"؟ میں نے کہا "اللہ عزوجل کی

اطاعت کا حکم دیتے ہیں اور اس کی نافرمانی سے منع کرتے ہیں۔ نیکی وصلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔ اور ظلم وزیادتی، زناکاری، شراب نوشی اور پتھر، بت اور صلیب کی عبادت سے منع کرتے ہیں"۔ عبد نے کہا" یہ کتنی اچھی بات ہے جس کی طرف بلاتے ہیں۔ اگر میرا بھائی بھی اس بات پر میری متابعت کرتا تو ہم لوگ سوار ہوکر (چل پڑتے) یہاں تک کہ محمد (خاتم النبیین ﷺ) پر ایمان لاتے اور ان کی تصدیق کرتے لیکن میرا بھائی اپنی بادشاہت کا اس سے کہیں زیادہ حریص ہے کہ اسے چھوڑ کر کسی کا تابع فرمان بن جائے"۔ میں نے کہا" اگر وہ اسلام قبول کرلے تو رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) اس کی قوم پر اس کی بادشاہت برقرار رکھیں گے۔ البتہ ان کے مالداروں سے صدقہ لے کر فقیروں پر تقسیم کریں گے"۔ عبد نے کہا" یہ بڑی اچھی بات ہے، اچھا بتاؤ صدقہ کیا ہے"؟ جواب میں میں نے مختلف اموال کے اندر رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کے مقرر کیے ہوئے صدقات کی تفصیل بتائی۔ جب اونٹ کی باری آئی تو وہ بولا" اے عمرو! ہمارے ان مویشیوں میں سے بھی صدقہ لیا جائے گا، جو خود ہی درخت پر چر لیتے ہیں"۔ میں نے کہا" ہاں!" عبد نے کہا" واللہ! میں نہیں سمجھتا کہ میری قوم اپنے ملک کی وسعت اور تعداد کی کثرت کے باوجود اس کو مان لے گی"۔

حضرت عمرو بن عاص کا بیان ہے کہ میں اس کی ڈیوڑھی میں چند دن ٹھہرا رہا۔ وہ اپنے بھائی کے پاس جاکر میری ساری باتیں بتاتا رہتا تھا۔ پھر ایک دن اس نے مجھے بلایا۔ اور میں اندر داخل ہوا۔ چوبداروں نے میرے بازو پکڑ لیے۔ اس نے کہا" چھوڑ دو" اور مجھے چھوڑ دیا گیا۔ میں نے بیٹھنا چاہا تو چوبداروں نے مجھے بیٹھنے نہ دیا۔ میں نے بادشاہ کی طرف دیکھا تو اس نے کہا" اپنی بات کہو"۔ میں نے سربمہر خط اس کے حوالے کردیا۔ اس نے مہر توڑ کر خط پڑھا۔ اور پورا خط پڑھ چکا تو اپنے بھائی کے حوالہ کردیا۔ بھائی نے بھی اسی طرح پڑھا مگر میں نے دیکھا کہ اس کا بھائی اس سے زیادہ نرم دل ہے۔ بادشاہ نے پوچھا" مجھے بتاؤ قریش نے کیا روش اختیار کی ہے"؟ میں نے کہا" سب ان کے اطاعت گزار ہوگئے ہیں۔ کسی نے دین کی رغبت کی بنا پر اور کسی نے تلوار سے مقہور ہوکر"۔ بادشاہ نے پوچھا" ان کے ساتھ کون لوگ ہیں"؟ میں نے کہا" سارے لوگ ہیں۔ انہوں نے اسلام کو برضا ورغبت قبول کرلیا ہے۔ اور اسے تمام دوسری چیزوں پر ترجیح دی ہے۔ انہیں اللہ کی ہدایت اور اپنی عقل کی رہنمائی سے یہ بات معلوم ہوگئی ہے کہ وہ گمراہ تھے۔ اب اس علاقہ میں میں نہیں جانتا کہ تمہارے سوا کوئی اور باقی رہ گیا ہے۔ اور اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا اور محمد ﷺ کی پیروی نہ کی تو تمہیں سوار روند ڈالیں گے۔ اور تمہاری ہریالی کا صفایا کردیں گے۔ اس لیے اسلام قبول کرلو۔ سلامت رہو گے۔ اور رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) تم کو تمہاری قوم کا حکمراں بنادیں گے۔ تم پر نہ سوار داخل ہوں گے نہ پیادے" بادشاہ نے کہا" مجھے آج چھوڑ دو اور کل پھر آؤ"۔ اس کے بعد میں اس کے بھائی کے واپس آگیا۔

اس نے کہا" عمرو! مجھے امید ہے کہ اگر بادشاہت کی حرص غالب نہ آئی تو وہ اسلام قبول کرلے گا"۔ دوسرے دن پھر بادشاہ کے پاس گیا لیکن اس نے اجازت دینے سے انکار کردیا۔ اس لیے میں اس کے بھائی کے پاس واپس آگیا اور بتلایا" بادشاہ تک میری رسائی نہ ہوسکی۔ بھائی نے مجھے اس کے یہاں پہنچادیا"۔ اس نے کہا" میں نے تمہاری دعوت پر غور کیا۔ اگر میں بادشاہت ایک ایسے آدمی کے حوالے کردوں جس کے شہسوار یہاں پہنچے بھی نہیں تو میں عرب میں سب سے کمزور سمجھا جاؤں گا۔ اور اگر شہسوار یہاں پہنچ آئے تو ایسا رن پڑے گا کہ انہیں کبھی اس سے سابقہ نہ پڑا ہوگا"۔ میں نے کہا" اچھا تو میں کل واپس جارہا ہوں"۔ جب اسے میری واپسی کا یقین ہوگیا تو اس نے بھائی سے خلوت میں بات کی۔ اور بولا" یہ پیغمبر جن پر غالب آچکا ہے ان کے مقابل ہماری کوئی حیثیت نہیں۔ اور اس نے جس کسی کے پاس پیغام بھیجا ہے اس نے دعوت قبول کرلی ہے"۔ لہٰذا دوسرے دن صبح ہی مجھے بلوایا گیا۔ اور بادشاہ اور اس کے بھائی دونوں نے اسلام قبول کرلیا۔ اور نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی تصدیق کی۔ اور صدقہ وصول کرنے اور لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے کے لیے مجھے آزاد چھوڑ دیا۔ اور جس کسی نے میری مخالفت کی اس کے خلاف میرے مددگار ثابت ہوئے۔ (زاد المعاد ۳/ ۶۲، ۶۳)

11- بنی حارثہ اور مکتوب گرامی: ابونعیم نے بطریق واقدی ان کے راویوں سے روایت کی کہ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے بنی حارثہ بن عمرو بن قرط کی جانب مکتوب گرامی بھیجا اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ لوگوں نے مکتوب گرامی کو لے کر اسے دھو ڈالا اور اس سے اپنے ڈھول میں پیوند لگایا۔ اس پر رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" ان لوگوں کا عجیب حال ہے کہ اللہ تعالی نے ان کی عقلوں کو چھین لیا ہے"۔ فرمایا" وہ لوگ خوفزدہ، عجلت پسند، مختلط الکلام اور بیوقوف ہیں"۔ واقدی نے کہا" میں نے انکے چند لوگوں کو دیکھا ہے جو کلام کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے اور اپنا مافی الضمیر خوبی کے ساتھ بیان نہیں کرسکتے تھے"۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے اپنے بعد کے واقعات کی خبر دی

1- نمازوں میں وسوسہ:- حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" شیطان جزیرۃ العرب میں نماز پڑھنے والوں سے مایوس ہوگیا ہے کہ وہ اسے پوجیں۔ البتہ شیطان نمازیوں کے درمیان" تحریش "یعنی امور مکروہہ کی رغبت دلاتا رہے گا"۔(مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر: 72)

2- کمزور اور ضعیف:- ترمذی اور حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" کتنے ہی کمزور بندے ایسے ہیں جن کو لوگ ضعیف جانتے ہیں اور ان کے جسموں پر صرف دو چادریں ہوتی ہیں لیکن اگر وہ اللہ کی قسم دے دیں تو اللہ تعالی ان کی قسموں کو ضرور پوری فرما دے۔ ان حضرات میں سے ایک حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ بھی ہیں"۔

چنانچہ حضرت براء بن مالکؓ نے تستر کے میدان میں کفار سے مقابلہ کیا۔ مگر مسلمان منتشر ہوگئے۔ مسلمانوں نے براءؓ سے کہا" اے براءؓ! بلاشبہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا ہے" اگر تم اللہ تعالی کی قسم دے دو تو اللہ تعالی تمہاری قسم ضرور پوری کردے۔ لہذا اب آپ اپنے رب کو قسم دیجئے"۔ تو انہوں نے کہا" اے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ جب تم ہم کو ان کی شانے دے گا تو وہ پشت پھیر کر فرار ہو جائیں گے"۔ اس کے بعد کفار مسلمانوں سے قنطرۃ السوس پر مقابل ہوئے اور انہوں نے مسلمانوں کو بڑی تکلیف پہنچائی۔ تو مسلمانوں نے کہا" اے براء! اپنے رب کو قسم دیجئے"۔ تو انہوں نے کہا" اے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ جب تو ہم کو ان کی شانے دے تو وہ شانے ہمیں دے دیں (یعنی سخت لڑائی ہو) اور مجھے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھ میں ملا دے"۔ اس کے بعد مسلمانوں نے حملہ کیا اور فارس کفار کو زبردست شکست ہوئی اور حضرت براءؓ شہید ہوگئے۔

3- محدثین:- طبرانی میں اوسط میں ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" اللہ تعالی نے کس نبی کو مبعوث نہیں فرمایا مگر یہ کہ اس نبی کی امت میں محدثین ہوتے ہیں۔ اگر میری امت میں محدثین میں سے کوئی ہے تو وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ہیں"۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا" یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) محدثین کیسے ہوتے ہیں"؟ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" فرشتے ان کی زبان پر کلام کرتے ہیں"۔

4- دراز دست:- مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" تم ازواج میں سے وہ زوجہ مجھے سب سے پہلے ملے گی جو تم میں سب سے زیادہ دراز دست ہے"۔ تو ہم ناپتے تھے کہ کس کے ہاتھ طویل ہیں۔ تو وہ حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہ تھی کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے عمل کرتیں اور صدقہ خیرات دیا کرتیں۔ یعنی وہ صدقہ و خیرات میں سب سے زیادہ دراز دست تھیں"۔

5- حق کی توفیق:- ابن عساکر نے نبیط اشجعی سے روایت کی انہوں نے کہا" جب حضرت عثمانؓ نے قرآن پاک کے نسخوں کی کتابت کروائی تو حضرت ابو ہریرہؓ نے ان سے کہا" آپؓ نے راہ ثواب اختیار کی اور آپؓ نے توفیق حق پائی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) سے سنا ہے۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) فرماتے تھے" میری امت میں مجھ سے زیادہ محبت رکھنے والے لوگ جو میرے بعد آئیں گے وہ ہیں جو بغیر دیکھے مجھ پر ایمان رکھیں گے اور جو" ورق معلق" میں ہے اس پر عمل کریں گے"۔ میں دل میں سوچتا وہ" ورق معلق" کیا ہوگا۔ یہاں تک کہ میں نے مصاحف قرآنیہ کو دیکھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ سن کر بہت تعجب کیا اور حکم دیا" حضرت ابو ہریرہؓ کو دس ہزار درہم دیے جائیں" اور فرمایا" خدا کی قسم! میں نہیں جانتا تھا کہ تم ہم سے نبی کی حدیث کو روک کر رکھو گے"۔

6- حضرت اویس قرنیؒ کی خبر:- مسلم نے امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کی انہوں نے کہا" رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے ہم سے ارشاد فرمایا" اہل یمن کا ایک شخص تمہارے پاس آئے گا اور یمن میں صرف اپنی والدہ ہی کو چھوڑ کر آئے گا۔ اس کے جسم پر سفیدی تھی تو اس نے اللہ تعالی سے اسے دور کرنے کی دعا کی۔ تو وہ سفیدی اس سے جاتی رہی۔ صرف ایک دینار کے برابر سفیدی باقی ہے۔ اس کا نام اویسؒ ہے۔ تم میں سے جو کوئی اس سے ملاقات کرے اسے چاہیے کہ اس سے مغفرت کی دعا کی درخواست کرے"۔

7۔ رافع بن خدیجؓ کی شہادت کی خبر:- ابن سعد اور بیہقی نے بطریق یحیی بن عبد الحمید بن رافع سے روایت کی۔ انہوں نے کہا" مجھ سے میری دادی نے بیان کیا۔ رافع کو یوم احد یا یوم حنین ان کی چھاتی میں تیر لگا۔ وہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس آئے اور کہا" یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) تیر کو نکال دیجئے"۔ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" اے رافع! اگر تم چاہو تو میں تیر اور اس کے پیکان کو نکال دوں اور اگر تم چاہو تو میں تیر کو نکال دوں اور اس کی پیکان کو رہنے

دوں تا کہ میں قیامت کے دن تمہارے شہید ہونے کی گواہی دوں"۔ رافع نے عرض کیا" یارسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) تیر کو نکال دیجئے اور پیکان کو رہنے دیجئے اور میرے شہید ہونے کی گواہی قیامت کے دن دیجئے کہ میں شہید ہوں"۔ تو وہ اس کے بعد زندہ رہے یہاں تک کہ جب امیر معاویہؓ کا زمانہ آیا تو وہ زخم پھٹا اور اس سے ان کی وفات ہوگئی"۔

8- **حضرت ابوذر غفاریؓ کی خبر:-** حاکم وابونعیم نے ام زرؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا" حضرت ابوذرؓ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا "میں نے رسول پاک (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا ہے (اس وقت ہم بہت لوگ ان کے پاس موجود تھے) آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا" تم میں سے ایک شخص بیابان سرزمین میں فوت ہوگا اور مسلمانوں کی ایک جماعت آکر اس کو دفن کرے گی"۔ اب بقایا لوگوں میں سے سب لوگ فوت ہو چکے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میں ہی یہاں بیابان میں فوت ہوں گا۔ تم سرراہ انتظار کرو"۔ ام زرؓ نے کہا" اس زمانے میں لوگ کہاں سے آئیں گے؟ حجاج گزر چکے ہیں، راستہ رک چکا ہے"۔ ہم اس حال میں بات کر رہے تھے تو وہ وفات پا گئے۔ اچانک چند سواروں کو میں نے اونٹوں پر دیکھا۔ میں نے ہاتھ اور کپڑے سے اشارہ کیا۔ وہ لوگ تیزی سے ہماری طرف آئے۔ پھر انہوں نے حضرت ابوذرؓ کے بارے میں پوچھا۔ وہ نیچے اترے اور انہوں نے حضرت ابوذرؓ کو کفنایا اور دفنایا"۔

9- **ام ورقہؓ کی شہادت کی خبر:-** ابوداؤد وابونعیم نے جمیع اور عبدالرحمن بن خلد انصاری سے اور ان دونوں نے ام ورقہ بن نوفل سے روایت کی کہ" نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) جب بدر گئے۔ تو میں نے کہا" یارسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے بھی غزوہ بدر میں اپنے ساتھ جانے کی اجازت فرما دیجئے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی شہادت نصیب کردے"۔ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا" تم اپنے گھر بیٹھی رہو اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت نصیب فرما دے گا"۔

ان کی شہادت کا واقعہ یہ ہے کہ وہ اپنے گھر میں قرآن پاک کی تلاوت کررہی تھیں۔ ان کا ایک غلام اور باندی رات کے وقت ان کے پاس آئے۔ ایک چادر سے ان کا گلا گھونٹا۔ یہاں تک کہ وہ شہید ہوگئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ تھا انہوں نے دونوں کو سولی کا حکم دیا۔ یہ دونوں مدینہ منورہ میں سب سے پہلے سولی چڑھنے والے تھے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا" آؤ شہیدہ کی زیارت کریں۔ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے سچ فرمایا تھا"۔

10- **فتنوں میں رکاوٹ:-** بزاز، طبرانی اور ابونعیم نے مظعونؓ سے روایت ہے کہ عثمان بن مظعونؓ نے فرمایا" میں نے رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا ہے۔ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت عمر فاروقؓ کی بابت فرمایا کہ" عمر فتنوں کی رکاوٹ ہیں۔ جب تک یہ زندہ رہیں گے اس وقت تک تم میں اور فتنوں کے درمیان دروازہ مضبوطی سے بند رہے گا"۔

11- **حرج :-** بیہقی نے ابوموسی اشعریؓ سے روایت کیا کہ نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا" قیامت سے پہلے حرج واقع ہوگا"۔ صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا" یارسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) حرج کیا"؟ فرمایا" قتل" پھر فرمایا" یہ قتل مشرکوں کا نہیں ہوگا۔ مسلمان ایک دوسرے کو قتل کریں گے"۔

12- **حضرت ابودرداؓ کی وفات کی خبر:-** بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا" میں نے عرض کیا" یارسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ" بہت سے لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہوجائیں گے"۔ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا" ہاں---لیکن تم ان میں سے نہیں ہو"۔ چنانچہ حضرت ابودرداؓ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے پہلے فوت ہوگئے"۔

13- **جنگ جمل کی خبر دینا:** (جنگ جمل حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان ہوئی)

حاکم وبیہقی نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا" نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے بعض امہات المومنین کے خروج کا ذکر کیا تو حضرت عائشہؓ ہنسیں۔ اس پر نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا" اے حمیرا! دھیان رکھنا تم ان میں سے نہ ہونا"۔ اس کے بعد حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "اگر تمہیں ان حالات کا سامنا کرنا پڑے تو ان کے ساتھ نرمی برتنا"۔

14- امام احمد وبزاز اور طبرانی نے ابورافع سے روایت کیا ہے" رسول پاک (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت علیؓ سے فرمایا" عنقریب تمہارے اور حضرت عائشہؓ کے درمیان ایک واقعہ ہوگا۔ لہذا جب اس واقعہ کا ظہور ہو تو ان کو امن کی جگہ واپس کردینا"۔

15- ابونعیم نے عبدالسلام سے روایت کی کہ انہوں نے کہا" حضرت علیؓ نے یوم جمل حضرت زبیرؓ سے فرمایا" میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم نے رسول

پاک (خاتم النبیین ﷺ) سے یہ نہیں سنا آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا تھا" تم مجھ سے ضرور جنگ کرو گے۔ حالانکہ تم ان کے معاملے میں ظالم ہو گے"۔ اس کے بعد علی کو تم پر فتح حاصل ہو جائے گی"۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا" یقیناً" میں نے یہ سنا ہے اور اب میں ہرگز تم سے جنگ نہیں کروں گا"۔ (اس کے بعد آپ میدان جنگ سے چلے گئے تھے۔)

16- **جنگ صفین ونہروان کی خبر دینا:** (جنگ صفین حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان ہوئی)

ابویعلیٰ وحاکم نے صحیح بتا کر ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے حضرت علیؓ سے فرمایا" میرے بعد تمہیں بڑی تکلیفیں پہنچیں گی"- انہوں نے عرض کیا" یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! کیا مجھے اپنے دین کی سلامتی کے لیے یہ تکلیفیں پہنچیں گی؟" آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" ہاں"۔

17- حمیدی، ابن ابی عمر، بزار، ابویعلیٰ، ابن حبان، حاکم اور ابونعیم نے ابوالاسود ویلمی سے روایت کی" حضرت عبداللہ بن سلامؓ، حضرت علیؓ کے پاس آئے۔ اس وقت حضرت علیؓ نے اپنی رقاب میں پاؤں رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ " آپؓ عراق نہ جائیں کیونکہ وہاں پر آپؓ کو تلواروں کی نوک سے تکلیف پہنچے گی"۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نے فرمایا" مجھے رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے تم سے پہلے اس کی خبر دے دی ہے"۔

18- بیہقی اور ابونعیم نے ابوعبیدہ بن الجراحؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا" رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" یہ دین ہمیشہ معتدل اور عدل وانصاف پر قائم رہے گا۔ البتہ بنی امیہ کا ایک آدمی جس کا نام یزید ہے اس میں رخنہ ڈال دے گا"۔

19- **فتنوں کا ظہور:-** ابونعیم نے معاذ بن جبلؓ سے روایت کی کہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" اندھیری رات کے ٹکڑے کی مانند فتنے اٹھیں گے۔ جب ایک رسول گیا۔ دوسرا رسول آ گیا۔ نبوت منسوخ ہو گئی، بادشاہت آ گئی۔ اے معاذؓ! یاد رکھو اور گنو"۔ پھر جب پانچ تک پہنچے تو فرمایا" یزید--- اللہ تعالیٰ یزید میں برکت نہ دے"۔ اس کے بعد آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا" مجھے امام حسینؓ کی شہادت کی خبر دی گئی ہے۔ ان کے مقتل کی مٹی لائی گئی ہے۔ مجھے ان کے قاتل کی خبر دی گئی ہے"۔ اس کے بعد جب شمار دس تک پہنچی تو فرمایا" ولید اسلامی شریعت کو ڈھانے والا ہو گا۔ اس کے اہل بیت کا ایک آدمی اس کا خون بہائے گا"۔

20- **مدینے کے عالم:-** حاکم نے صحیح بتا کر حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" عنقریب لوگ اونٹوں کا جگر پھاڑ کر دور دراز کا سفر کریں گے۔ مگر مدینہ منورہ کے عالم سے زیادہ عالم کسی کو نہ پائیں گے"۔ سفیان نے کہا" ہمارا خیال ہے کہ وہ مدینہ کے عالم مالک بن انسؒ ہیں"۔

21- **قریش کے عالم:-** طیالسی اور بیہقی نے المعرفہ میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ " رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" قریش کو گالی نہ دو۔ کیونکہ ان کا ایک عالم زمین کو علم سے بھر دے گا"۔ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا" یہ عالم قریش حضرت امام شافعیؒ ہیں۔ اس لئے کہ جو علم روئے زمین پر امام شافعیؒ سے پھیلا ہے وہ کسی قریشی صحابی کے علم سے نہیں پھیلا"۔

22- **جندب اور زید الخیر:-** ابن مندہ اور ابن عساکر نے بریدہؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ " رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" جندب بھی کتنا عجیب جندب ہے اور زید کتنا اقطع خیر ہے"۔ ان دونوں کے بارے میں صحابہ کرامؓ نے پوچھا تو فرمایا" جندب ایک کاری ضرب لگائے گا کہ وہ ضرب میں ایک امت ہو گا اور زید میری امت کا ایسا شخص ہے جس کا ہاتھ اس کے جسم سے ایک عرصہ پہلے جنت میں جائے گا"۔

حاکم نے حضرت انسؓ سے روایت کیا کہ کوفہ کے گورنر نے ایک جادوگر بلوایا اور وہ لوگوں کو اپنا کرتب دکھا رہا تھا۔ حضرت جندبؓ کو اطلاع ملی اور وہ اپنی تلوار لے کر چلے۔ جب اسے دیکھا تو اپنی تلوار کی ایک ضرب لگائی۔ اس سے پہلے جادوگر کہہ رہا تھا" دیکھا میں مردوں کو زندہ کر دیتا ہوں"۔ حضرت جندبؓ نے ضرب لگاتے ہوئے کہا" اب اپنے آپ کو زندہ کر"۔ لوگ ان کے پاس سے بھاگنے لگے۔ حضرت جندبؓ نے فرمایا" اے لوگو! ڈرو نہیں مجھے صرف جادوگر کو ہی مارنا تھا"۔

ابن عساکر نے حارث اعور سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا" رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے جن زید الخیر کا ذکر فرمایا تھا وہ زید بن صومان تھے۔ رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" میرے بعد تابعین میں سے ایک زید الخیر ہے۔ وہ اپنے جسم کا ایک حصہ بیس سال پہلے جنت میں بھیجے گا"۔ چنانچہ اس کا بایاں ہاتھ نہاوند میں قطع ہوا (جنگ قادسیہ میں) اس کے بعد وہ 20 سال زندہ رہے۔ پھر حضرت علیؓ کے سامنے جنگ جمل میں شہید ہوئے۔ زید بن صومان نے شہید ہونے سے پہلے فرمایا" میں اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ آسمان سے نکلا ہے اور مجھے اپنی طرف آنے کا اشارہ کر رہا ہے اور میں اس سے ملنے والا ہوں"۔

23- اہل حرہ کے قتل کی خبر:- بیہقی نے ایوب بن بشیر معاوی سے روایت کی کہ "رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) ایک سفر میں تشریف لے چلے اور جب "حرہ زہرہ" میں پہنچے تو آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے ٹھہر کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ صحابہؓ نے اس کی وجہ دریافت کی۔ تو فرمایا "میرے صحابہؓ کے اچھے اچھے حضرات حرہ میں قتل کیے جائیں گے"۔

بیہقی نے حسن سے روایت کی انہوں نے کہا "حرہ کا دن آیا تو اہل مدینہ یہاں تک قتل کیے گئے کہ قریب تھا کہ ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچے گا"۔

بیہقی نے مالک بن انسؒ سے روایت کی انہوں نے کہا "یوم حرہ میں سات سو حافظ قرآن شہید کیے گئے۔ جن میں تین سو صحابی تھے۔ یہ واقعہ یزید کی حکومت میں ہوا"۔

24- بے وقت نمازیں:- بیہقی وابونعیم نے ابن مسعودؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا "رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "میرے بعد تمہارے پاس ایسے لوگ ہوں گے جو سنت کے نور کو بجھا دیں گے اور علانیہ بدعت کو رواج دیں گے اور نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کر دیں گے"۔

ابن ماجہ نے بروایت عبادہ بن صامتؓ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) سے روایت کی حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "ایسے امراء ہوں گے جن کو دنیا مشغول رکھے گی۔ وہ نمازوں کو ان کے وقت سے مؤخر کر دیں گے۔ تم ان کے ساتھ نفلی نماز پڑھا کرنا۔ (فرائض کو گھروں میں اپنے وقت پر پڑھا کرنا)"۔ علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ "ایسا کرنے والے امراء بنی امیہ تھے۔ کیونکہ وہ امراء نمازوں کو مؤخر کرنے کے عادی ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے نمازوں کو ان کے اوقات میں شروع کیا"۔

25- جہاد:- ابونعیم وابن عساکر نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے "حبیب بن مسلمہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے دربار میں جہاد کرنے کے ارادے سے مدینہ منورہ آئے۔ مگر اس کے باپ نے اس کو مدینہ میں ہی پکڑ لیا اور مسلمہؓ نے کہا "اے نبی اللہ! اس کے سوا میرا کوئی فرزند نہیں ہے۔ یہی میرے مال، میری زمین اور میرے گھر بار کا انتظام کرتا ہے"۔ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے حبیب بن مسلمہؓ کو ان کے والد کے ساتھ واپس کر دیا۔ فرمایا "ممکن ہے اسی سال تم خود مختار ہو جاؤ اور تمہیں روکنے والا کوئی نہ رہے۔ لہذا اے حبیبؓ! تم اپنے باپ کے ساتھ واپس چلے جاؤ"۔ وہ چلے گئے۔ اور مسلمہؓ اسی سال فوت ہو گئے۔ پھر اسی سال حبیبؓ نے جہاد کیا"۔

26- حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کا ارشاد کہ "میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی":- حاکم اور بیہقی نے حضرت معاویہؓ سے روایت کی انہوں نے کہا "اہل کتاب اپنے دین میں 72 فرقوں میں بٹ گئے اور یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور سب کے سب جہنم میں جائیں گے۔ بجز ایک فرقے کے اور وہ فرقہ اہل سنت والجماعت ہے۔ میری امت میں ایسے لوگوں کا ظہور ہوگا جن کے ساتھ خواہشات اس طرح چپٹی ہوگی جس طرح کتا اپنے مالک سے چپٹتا ہے اور ان لوگوں کی کوئی رگ اور کوئی جوڑ ایسا نہ رہے گا جس میں خواہشات داخل نہ ہوں"۔

طبرانی نے عوف بن مالک اشجعی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "اس وقت تم کیا کرو گے؟ جب یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی تمام جہنمی ہوں گے"۔ میں نے عرض کیا "یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) یہ کب ہوگا"؟ فرمایا "جب رزیلوں کی کثرت ہوگی اور باندیاں مالک ہوں گی اور بوجھ اٹھانے والے (جاہل اور بے علم) ممبروں پر بیٹھیں گے اور قرآن کو مزامیر بنایا جائے گا (ساز سے پڑھا جائے گا)، مسجدیں نقش ونگار سے آراستہ کی جائیں گی، اونچے اونچے ممبر ہوں گے، مال غنیمت کو دولت بنا لیا جائے گا، زکوۃ کو ٹیکس سمجھ لیا جائے گا، امانت غنیمت ٹھہرائی جائے گی، دین میں غور وخوض غیر اللہ کی خوشنودی کے لیے ہوگا، مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا، بیٹا ماں کا نافرمان ہوگا، وہ اپنے باپ کو دور پھینکے گا، اس کی دوست کمینے اور ذلیل ہوں گے، اس امت کے بعد والے لوگ اپنے پہلے والے لوگوں پر لعنت کریں گے، قبیلے کا سرداران کا فاسق ہوگا، قوم کا مدبر ان کا ذلیل شخص ہوگا اور آدمی کی عزت اس کے شر سے بچنے کے لئے کی جائے گی۔ جس دن یہ باتیں ہوں گی اس وقت یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور لوگ شام کی طرف بے چینی سے بھاگ جائیں گے"۔ میں نے عرض کیا "یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کیا شام فتح ہو جائے گا"؟ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "شام تو عنقریب فتح ہو جائے گا۔ شام کی فتح کے بعد فتنوں کا ظہور ہوگا"۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ضرورتِ رسول (مقصود ایمان)

رسول کا مطلب پیغام پہنچانے والا ہے۔ رسالت کے معنی بھیجنا اور بعثت کے معنی بھی بھیجنا کے ہیں۔لیکن رسالت کے معنی بھی کچھ دے کر بھیجنا اور بعثت کے معنی صرف بھیجنا ہیں۔رسول کا مطلب پیغام رساں وفیض رساں ہے۔رسول دوقسم کے ہیں۔

(1) بے اختیار رسول (2) با اختیار رسول

1۔ بے اختیار رسول

بعض فرشتے ہیں جن کے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔بے اختیار پیغام رساں نہ حاکم ہوتا ہے اور نہ ہی اُسے قوم پر اتنے اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔

2۔ با اختیار رسول

جس کے پاس اختیارات ہوں۔

رسول کی ضرورت کیوں؟

ہم رَب تعالیٰ سے بہت دُور ہیں اور نہ ہم رَب سے بلاواسطہ فیض پانے والے ہیں کیونکہ ہم ظلمت ہیں اور وہ نور ہے، ہم مجبور ہیں اور وہ مقدور ہے، ہم مقہور ہیں اور وہ قاہر ہے۔جب ہمارے قلب اور جسم کے درمیان، رگوں، پٹھوں اور شریانوں وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔یہ رگیں ہی ہوتی ہیں جو قلب کا فیض ہڈی گوشت تک پہنچاتی ہیں۔لہذا ضرورت تھی کہ عابد ومعبود، خالق ومخلوق، بندہ وبندہ نواز، محتاج وکارساز کے درمیان کوئی ایسا راستہ، کوئی ایسی ہستی ہو جو رب سے فیض لے کر ہمیں دے سکے۔یعنی ہمارے اور ہمارے رب کے درمیان ایک واسطہ، ایک ہستی کی ضرورت تھی۔اس ہستی کا نام رسول ہے اور اِسی وساطت کا نام رسالت ہے۔عقیدہ رسالت کے لیے تین باتوں کا ماننا ضروری ہے۔

(1) ہم براہ راست رب سے کوئی نعمت نہیں لے سکتے، جو کچھ ملے گا رسول کے وسیلہ سے ملے گا، ورنہ اس دنیا میں رسول کی ضرورت بے کار ہو جاتی۔

(2) دوسرے یہ کہ رسول ہماری طرح بے بس نہیں ہوتے، وہ رب سے لے بھی سکتے ہیں اور ہمیں دے بھی سکتے ہیں۔

(3) تیسرے یہ کہ دینے والے رب کو بھی مانتے ہیں اور لینے والے اُمتیوں کو بھی پہچانتے ہیں، اِن دو علموں کے بغیر لینا اور دینا محقق نہیں ہو سکتا۔

اِس دنیا میں ہم بھی اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے آئے ہیں اور رسول بھی، مگر ہماری آمد کو قرآن پاک نے "خلق" یعنی پیدائش فرمایا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے

"ہم نے جن اور اِنسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا"۔ (سورۃ الزاریات۔آیت نمبر۔ 56)

مگر رسول کی دنیا میں تشریف آوری کو بعثت اور رسالت سے تعبیر فرمایا ہے۔

"اللہ وہ ہے جس نے بے پڑھوں میں رسول بھیجا" (سورۃ جمعہ۔62 آیت نمبر۔2)

غرض لفظ "بعثت" اور "رسالت" صرف نبیوں کے لیے استعمال ہوا ہے ہمارے واسطے نہیں۔ہم صرف اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں اور رسول مخلوق بھی ہیں اور رسول بھی اور اُس کے معبوث بھی۔اِس فرق کی چند وجوہات ہیں

(1) ایک یہ کہ ہم دنیا میں اپنے کام کے لیے آئے ہیں یعنی ہمارے اُوپر اپنی ذمہ داری ہے اور رسول دنیا میں رَب کے کام کے لیے آتے ہیں۔رَب کی ذمہ داری پر تشریف لاتے ہیں۔جیسے کسی ملک میں کوئی شخص اپنے کام کے لیے جائے اور کوئی مملکت کا سفیر بن کر حکومت کے کام کے لیے جائے۔حکومت کی ذمہ داری پر جائے یقینا دونوں کے جانے میں فرق ہے۔اُس کے خرچ اور سفر کی تمام ذمہ داری، تمام اخراجات حکومت کے ذمہ ہوں گے۔اُس کی ہر بات حکومت کی بات ہوگی، برخلاف خود اپنی ذمہ داری پر جانے والے کے۔

(2) دوسرے یہ کہ ہم دنیا میں بننے کے لیے آئے ہیں کہ دُرست عقائد اختیار کر کے مومن بنیں، نیک اعمال کر کے متقی اور پرہیزگار بنیں۔اِسلام کے جہاز میں ہم بھی سوار ہیں اور رسول بھی سوار ہیں مگر ہم پار لگنے کے لیے آئے ہیں اور رسول پار لگانے کے لیے آئے ہیں۔جیسے جہاز میں مسافر بھی ہوتے ہیں اور پائلٹ بھی۔مسافر پار لگنے کے لیے اور پائلٹ پار لگانے کے لیے ہوتا ہے۔اِس وجہ سے مسافر کرایہ دے کر سوار ہوتے ہیں اور پائلٹ تنخواہ لے کر سوار ہوتا ہے۔

(3) تیسرے یہ کہ ہم لوگ دنیا میں ناسمجھ آتے ہیں، یہاں آکر سیکھتے ہیں اور رسول سب کچھ اللہ تعالیٰ سے سیکھ کر آتے ہیں اور یہاں آکر سکھاتے ہیں۔ اِس لیے ہم لوگ یہاں کے ماحول کے مطابق بن جاتے ہیں یعنی گندے ماحول میں آکر گندہ ہو جاتے ہیں۔ مگر رسول گندے ماحول میں بھی ستھرے ہی رہتے ہیں۔ سب سے کام کی بات یہ ہے کہ انسان وہ ہی سب سے کامیاب ہے جو پاک اور ستھرا ہو کر جئے اور جو رب کی یاد اور اُس کے احکام کی پابندی کرے۔

معلوم ہوا کہ پاکی اور صفائی کامیابی کا پہلا راستہ ہے۔ اَب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ پاک کرنے والا کون؟ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے کہ

ترجمہ: "یہ نبی لوگوں کو پاک کرتے اور اُنہیں کتاب وحکمت کی تعلیم سکھاتے ہیں"۔ (سورۃ البقرہ، آیت نمبر-129)

معلوم ہوا کہ پاک ہونے والے ہم اور پاک کرنے والے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ ہیں۔ ہمارے پاس چار چیزیں ہیں۔

(1) جِسم (2) دماغ (3) دِل (4) سوچ

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے بھی ہمیں چار چیزیں عطا کی ہیں:

(1) شریعت (2) طریقت (3) معرفت (4) حقیقت

شریعت سے ہمارے جِسم کو پاک کیا۔

طریقت سے ہمارے دماغ اور خیالات کو پاکیز گی بخشی۔

حقیقت سے دِل کو آگاہی (صاف کیا) بخشی۔

معرفت سے روح کو بالیدگی عطا فرمائی (صاف کیا)

گویا حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ہمیں چار قسم کی گندگیاں دُور فرمانے کے لیے چار قسم کے پانی بخشے۔ رہا ہمارا نفس امارہ، تو یہ ایسا نجس ہے جو کسی پانی سے صاف نہیں ہوتا۔ اِس کو پاک وصاف کرنے کے لیے عشقِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کی آگ عطا فرمائی گئی۔ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کو چاہنا یعنی آپ خاتم النبیین ﷺ سے محبت کرنا، ایمان ہے اور زیادہ چاہنا یعنی عشق کرنا کمال ایمان ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو ہر طرح کے شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ اِس لیے کہ حرف ابجد کے حساب سے "ایمان" کا جو عدد ہے وہی عدد "حب محمد خاتم النبیین ﷺ" کا ہے۔ ایمان کا عدد ہے (102) اور 102 ہی عدد "حب محمد خاتم النبیین ﷺ" کا بھی ہے۔ اِس طرح کُفر کا عدد ہے (300) اور ہجر محمد خاتم النبیین ﷺ یعنی قطع تعلق محمد خاتم النبیین ﷺ کا عدد بھی (300) ہے۔

الغرض نبی خاتم النبیین ﷺ کی محبت ہی ایمان ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے محبوب خاتم النبیین ﷺ سے تعلق کو خود اپنے سے تعلق اور بے تعلقی کا معیار قرار دیا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے ایمانی تعلق پیدا کئے بغیر رب تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا عقل سے بالاتر ہے۔ اِس لیے کہ رَب تعالیٰ جسے اپنا بنانا چاہتے ہیں اُسے پہلے اپنے حبیب خاتم النبیین ﷺ کا بنا دیتے ہیں اور جسے اپنے سے دُور رکھنا چاہتے ہیں اُسے اپنے حبیب خاتم النبیین ﷺ سے دُور کر دیتے ہیں۔ اِس لیے جو چیز نبی خاتم النبیین ﷺ سے منسوب ہوگی وہ سراپا خیر ہوگی۔

نبی کا لایا ہوا دین-----"خیر لادیان"

نبی پر نازل کی گئی کتاب-----"خیر الکتب"

نبی کا زمانہ-----"خیر القرون"

گویا اِس خیرِ مجسم سے جسے بھی نسبت ہوگئی وہ سراپا خیر اور بے مثال و بے نظیر ہو گیا۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ کی اُمت---"خیر اُمّت" کیوں نہ ہوتی؟

قرآن پاک میں 88 مقامات پر "یَا اَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُو" کہہ کر خطاب فرمایا گیا ہے اور اسم الٰہی "حلیم" کے عدد بھی 88 ہیں۔

اِس سے ظاہر ہے کہ وہ مومنین ہی اِس اسمِ الٰہی کے خاص مظہر ہیں جو علم اور عقل کو اپنی قوت بازو بنا کر آزمائشوں کی اِس کائنات میں کامیابی اور خوش بختی کے ساتھ رواں دواں ہیں۔ (رسائل نعیمیہ)

اب دیکھنا ہے کہ ہمارا تعلق نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے کس طرح کا ہے؟ سوچنا یہ ہے کہ اُمتِ مسلمہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ضیا پاشیوں سے کیوں محروم ہوگئی؟ کیا ہمارا تعلق نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے ٹوٹ تو نہیں گیا؟ اور اگر نہیں تو اِس تعلق کی نوعیت کِس قِسم کی ہے؟۔ یہ ایک مسلمہ اور متفقہ حقیقت ہے کہ

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ معنوی تعلق کا نام ایمان ہے۔ اِس تعلق کے تین درجے ہیں، اِس لحاظ سے ایمان کے بھی تین درجے ہیں۔

(1) پہلا تعلق اعتقادی (2) دوسرا تعلق حُبی (3) تیسرا تعلق عشقی

(1) تعلق اعتقادی

یہ زبان سے اقرار اور دل کی تصدیق سے عبارت ہے۔ یہ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ اِس کے بغیر ایمان نہیں۔ ہم لاکھ کہیں کہ "لا الہ الا اللہ" لیکن "محمد رسول اللہ" نہ کہیں تو مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ ایمان تو بڑی چیز ہے۔ تو تعلق اعتقادی کم از کم اتنا تعلق کہ نبی خاتم النبیین ﷺ کو برحق اللہ کا رسول ماننا۔ اِس کا زبان سے اقرار اور دِل سے یقین ہونا۔ ایسا مسلمان جس کے دل میں آپ خاتم النبیین ﷺ سے تعلق اعتقادی ہے وہ ابتدائی درجے کا ایمان رکھنے والا ہوگا۔

(2) تعلق حُبی

تعلق اعتقادی ذرا آگے بڑھا۔ ہم نے فرائض کی پابندی کے ساتھ اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ شروع کی تعلق اعتقادی، تعلق حُبی پر پہنچ گیا۔ اِس کے ساتھ ہی ہمارا ایمان بھی ابتدائی درجے سے بڑھ کر درمیانے پر پہنچ گیا۔

(3) تعلق عشقی

فرائض کی پابندی، اتباع رسول ﷺ اور مجاہدہ کی زیادتی کے ساتھ ہر قدم پر آپ خاتم النبیین ﷺ کو راہنما جانا تو یہ تعلق حسّی نکھر کر تعلق عشقی بن جاتا ہے اور اِس کے ساتھ ہی ہمارا ایمان بھی کامل درجے پر پہنچ جاتا ہے۔

انسان جب کلمہ پڑھ کر اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کرتا ہے اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی اتباع کرتا ہے اور کہتا ہے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اللہ ولی الذین اٰمنوٓ ترجمہ: اللہ ایمان والوں کا دوست ہوگیا" (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 257)۔

تو بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ ہر ایمان والے کا دوست بن جاتا ہے۔ اَب مسلمان جتنے اعمال کرے گا وہ اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ ہی میں کرے گا تو جتنا عمل کرے گا دوستی پکی ہوتی جائے گی اور ایمان قوی ہوتا جائے گا۔ جب ایمان قوی ہوگا تو معرفت میسر آجائے گی۔ جب معرفت نصیب ہوجائے گی تو "انانیت" ختم ہوجائے گی اور جب انانیت ختم ہوجائے گی تو ذات فنا ہوجائے گی اور جب ذات فنا ہوجائے گی تو بقا نصیب ہوجائے گی۔ ایسا انسان فنا فی الرسول کہلاتا ہے اور فنا فی الرسول ہی حبِ الٰہی کے درجات طے کرتا ہے اور یہی مقصود ایمان ہے۔

راہ محبت میں پہلے اکمل پھر کامل پھر مکمل:۔

اکمل کو محبت حاصل ہوجاتی ہے۔ لیکن فیضان اور نور کسی اور میں منتقل نہیں کرسکتا۔ ہاں خود کامیاب ہوتا ہے۔

کامل وہ ہوتا ہے جو دوسروں میں فیضان منتقل کردے یعنی اپنی صفات بھی منتقل کردے اور علم بھی۔

مکمل وہ ہے جو ذات میں ذات رکھ دے۔ یعنی فیکونی کا مشاہدہ کروادے۔ (کن۔ فیکون کا مشاہدہ کروادے)

محبت ایک نوری تجلی ہے جو سب سے پہلے دل یزداں میں پیدا ہوئی۔ پھر ذاتِ مصطفی خاتم النبیین ﷺ میں ظاہر ہوئی۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ کے صدقے میں اولیاء اللہ پر پڑی۔ اَب غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نور راست کیوں جلوہ گر نہ ہوا؟ سورج کا مشاہدہ مشکل ہے لیکن جب سورج اپنا نور چاند میں منتقل کرتا ہے تو بچے سے لے کر بوڑھے تک سب اِس کا مشاہدہ کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی چاہتے تھے کہ مخلوق جمال دیکھے اور آنکھیں نہ چندھائیں جس سے مشاہدہ بڑھے۔ یقین بڑھے اور عرفان بڑھے۔ جب محبت رسول خاتم النبیین ﷺ کی ایک شعاع قلب مومن میں آتی ہے۔ تو محبت دنیا ختم ہوجاتی ہے۔ اِسی محبت رسول خاتم النبیین ﷺ کا ایک نام ولایت بھی ہے۔ اہل محبت میں خوف و طمع نہیں ہوتا۔ اہل محبت ہی وہ چراغ ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ صدقہ رسول خاتم النبیین ﷺ میں روشن فرماتا ہے۔

محبوب خاتم النبیین ﷺ ذات کا آئینہ ہیں اور **مقبول** (تمام انبیاء کرام علیہ السلام) صفات کا آئینہ۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ذات اقدس آئینہ ذات ہے اور باقی تمام انبیاء آئینہ صفات ہیں۔

****

شانِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ

جب کوئی یہ دعا کرتا ہے یا اللہ مجھے جنت الفردوس عطا فرما تا تو ہماری نظر میں وہ بہترین دعا کرنے والا ہوتا ہے۔لیکن کچھ لوگ یہ دعا کرتے ہیں"یا اللہ تو ہمیں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے دامن سے وابستہ کردے"۔تمام جنتوں کے مالک تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ ہیں۔حضور خاتم النبیین ﷺ کو پالیا تو سب کچھ ہی مل گیا---یہ بہترین دعا ہے۔

جن ہستیوں میں عشق مصطفی خاتم النبیین ﷺ ہے انہوں نے ہمیشہ نبی خاتم النبیین ﷺ سے نبی خاتم النبیین ﷺ کو مانگا ہے۔عاشق رسول خاتم النبیین ﷺ اور آپ خاتم النبیین ﷺ سے محبت کرنے والا تو ہمیشہ یہ ہی دعا کرتا ہے کہ یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ میں آپ خاتم النبیین ﷺ سے خدا کو مانگتا ہوں اور اے اللہ میں آپ خاتم النبیین ﷺ سے عشق مصطفی خاتم النبیین ﷺ مانگتا ہوں۔حضرت صدیق اکبرؓ نے کچھ نہیں مانگا۔مانگا ہے تو کیا مانگا۔"یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ آپ خاتم النبیین ﷺ کا چہرہ انور ہو اور میری آنکھیں، مجھے اور کچھ نہیں چاہیے"۔جب حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا دامن پکڑ لیا تو سارے ہی خزانے ہاتھ میں آ گئے۔اور اگر آپ خاتم النبیین ﷺ کا دامن چھوڑ دیا تو سب کچھ ہی غرق ہو گیا۔

ثعلبہ بن حاطب صحابی رسول خاتم النبیین ﷺ تھے، ہر وقت مسجد میں رہتے تھے۔ان کا نام ہی مسجد کی کبوتری مشہور ہو گیا تھا۔ابوامامہ باہلی سے مروی ہے کہ ایک بار ثعلبہ بن حاطب نے عرض کیا''یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) آپ اللہ سے دعا کریں کہ مجھے مال دے''، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا''اے ثعلبہ تھوڑا سا مال جس کا تو شکر ادا کر سکے اس بہت سے مال سے بہتر ہے جس کا تو شکر ادا نہ کر سکے''۔اس نے عرض کیا''یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) بس آپ دعا فرما دیں''۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا''اے ثعلبہ کیا تو میری پیروی نہیں کرتا کہ تو بھی مثل پیغمبر خدا ہو جائے۔اگر میں چاہوں تو یہ پہاڑ سونے اور چاندی کے ہو کر میرے ساتھ چلنے لگیں تو ایسا ہو سکتا ہے''۔اس نے جواب دیا"قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو نبی بنا کر بھیجا ہے اگر آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی دعا سے اللہ تعالیٰ مجھے مال دے گا تو میں سب حق والوں کا حق ادا کروں گا اور یہ کروں گا اور وہ کروں گا"۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے دعا فرمائی "الٰہی! ثعلبہ کو مال عطا فرما دے" ثعلبہ کو بکریاں پالنے کا بے حد شوق تھا اس نے کچھ بکریاں خرید لیں پھر وہ بکریاں دیمک کی طرح بڑھنے لگیں۔مدینے سے باہر جنگل میں چلا گیا، نمازوں میں سے صرف ظہر اور عصر کی نماز میں حاضر ہوتا تھا۔باقی نمازوں کو ترک کرتا۔مجبوری ہو گی، پھر بکریوں کی تعداد اور بڑھی جنگل میں بھی گزارہ مشکل ہو گیا۔ذرا اور آگے پہاڑوں کی طرف چلا گیا۔جماعت کی نمازیں ختم ہو گئیں۔صرف جمعہ کے جمعہ مسجد نبوی میں حاضر ہوتا۔بکریوں کی تعداد اور بڑھ گئی یہاں تک کہ جمعہ بھی چھوٹ گیا۔جمعہ کے روز اس راہ کے مسافروں سے ملتا اور مدینہ کی خبریں معلوم کر لیتا۔ادھر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ایک روز لوگوں سے ثعلبہ کے بارے میں دریافت فرمایا۔انہوں نے بکریوں کی کثرت، مدینہ کا چھوڑنا، جماعت کا ترک کرنا اور پھر جمعہ کا چھوڑنا سب کچھ بتایا۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے یہ سب کچھ سنا اور تین بار فرمایا''ہلاک ہوا ثعلبہ''انہی دنوں آیت نازل ہوئی۔(سورۃ توبہ۔آیت نمبر 103)

ترجمہ:''(اے نبی) ان کے مال سے زکوٰۃ وصول کرو اور انہیں پاک کرو اور انہیں دعا دو آپ ﷺ کی دعا ان کے لیے آسودگی ہے''۔

اور اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ بھی فرض فرمائی، آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک آدمی قوم جہینہ اور ایک آدمی بنی سلیم سے صدقات لینے کے لیے مقرر فرمایا اور ایک وثیقہ صدقہ زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے لکھ دیا کہ اس کے ذریعے سے وصول کریں۔اور حکم دیا کہ باہر جا کر بھی مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کریں۔اور ثعلبہ بن حاطب اور فلاں شخص بنی سلیم والے کے پاس جا کر بھی زکوٰۃ وصول کریں۔یہ دونوں صاحب مدینے سے حسب ارشاد باہر نکلے اور ثعلبہ کے پاس آئے۔آپ خاتم النبیین ﷺ کا نوشتہ دکھایا اور زکوٰۃ طلب کی۔اس نے آپ خاتم النبیین ﷺ کا نوشتہ پڑھا اور کہا''یہ تو ڈنڈ ہے''تم اور جگہ سے لے آؤ تو پھر میرے پاس آنا۔وہ دونوں مرد سلیمی کے پاس جانے کے لیے روانہ ہوئے۔اس نے ان کے آنے کی خبر سن لی تھی۔فوراً اپنے مال سے عمدہ عمدہ اونٹ چھانٹ کر ساتھ لے آیا اور ان دونوں کے استقبال کو پہنچ گیا۔اور کہا یہ ہے زکوٰۃ۔جب ان دونوں نے اونٹوں کو دیکھا تو کہا''ہم یہ نہیں لے کر جائیں گے یہ تجھ پر واجب نہیں ہے۔یہ تو سب سے عمدہ مال ہے۔ہم ہرگز نہ لیں گے''۔اس نے کہا''اس عمدہ مال کو میں اپنی خوشی سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے رہا ہوں۔میں خود یہ دینے کے لیے آیا ہوں''۔انہوں نے قبول کر لیا۔غرض اس کے بعد جب ہر جگہ سے فارغ ہو گئے تو واپسی پر پھر ثعلبہ بن حاطب کے پاس آئے۔اس نے ایک مرتبہ پھر نوشتہ دیکھنے کے لیے کہا۔نوشتہ دوبارہ پڑھا اور کہا''یہ تو ڈنڈ ہے۔بلکہ یہ تو ڈنڈ کا بھائی ہے''۔(یعنی خوامخواہ کی جبراً وصولی) جب یہ دونوں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے ان کے بولنے سے پہلے ہی آپ خاتم

النبیین ﷺ نے فرمایا''ہلاکت ہے ثعلبہ کے لیے'' اور دوسرے شخص سلیمی کے لیے دعائے خیر کی۔اس کے بعد ان دونوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے تمام ماجرہ بیان فرمایا۔اسی وقت ثعلبہ کے بارے میں یہ آیت اتری۔(سورۃ توبہ،آیت نمبر 76-75)

ترجمہ:''اور بعض ان میں وہ ہیں کہ عہد کیا اللہ سے کہ اگر اللہ ان کو دے گا تو وہ خیرات کریں گے اور نیکی کریں گےلیکن جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں دیا تو بخل کیا اور پھر گئے اپنے عہد سے۔ان کے دلوں میں روزِ محشر تک نفاق رکھا جائے گا۔اس لیے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے جھوٹا وعدہ کیا''۔

اس وقت آپ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں ثعلبہ کا ایک رشتہ دار بھی بیٹھا ہوا تھا۔وہ بھاگتا ہوا ثعلبہ کے پاس گیا اور کہا''تیری ماں مرے''اللہ نے تیرے بارے میں یہ آیت اتاری ہے۔بس اس وقت ثعلبہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں بہت سامال لے کر آیا اور کہا یہ زکوٰۃ ہے۔قبول فرمائیں۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے منع فرمادیا ہے۔اس شخص نے اپنے سر پر مٹی ڈالنا شروع کر دی۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا جیسا تو نے کہا ویسا پایا۔جو کچھ میں نے تجھے کہا،تو نے وہ نہ مانا،تو نے میری پیروی کرنے سے انکار کیا۔میری اطاعت نہ کی اور جب زکوٰۃ کا حکم آیا تو تو نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا۔ثعلبہ نے دیکھا کہ یہ مال اب ہرگز قبول نہ کیا جائے گا تو وہ نامراد واپس چلا گیا۔آپ خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں پھر آیا۔حضرت ابوبکرؓ نے بھی اس کے مال کی زکوٰۃ وصول کرنے سے انکار کر دیا۔حضرت عمرؓ کے زمانے میں وہ پھر آیا۔حضرت عمرؓ نے بھی زکوٰۃ وصول نہ کی۔حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں ثعلبہ کا اس کی بکریوں میں ہی انتقال ہوگیا۔مسجد کی کبوتری تھا،صحابی رسول خاتم النبیین ﷺ تھا،لیکن شیطان نے کہیں کا نہ چھوڑا۔مال کی محبت نے غرق کر دیا،اگر اس نے نبی خاتم النبیین ﷺ کا دامن نہ چھوڑا ہوتا تو آج نہ معلوم اس کی عظمت کا مقام کیا ہوتا؟

اگر ہم دنیا کی کوئی چیز کوئی عہدہ مانگتے ہیں تو اس کی ذمہ داری ہماری ہوتی ہے اور اگر ہم یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ مجھے آپ خاتم النبیین ﷺ کا چہرہ چاہیے۔بس آپ خاتم النبیین ﷺ کا چہرہ ہو اور میری آنکھیں تو وہ بادشاہت ملتی ہے جو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ خود سنبھالتے ہیں۔اس لیے ہمیں ہر وقت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے دامن پکڑنے کی بھیک مانگنی چاہیے۔

نہ ہم اللہ تعالیٰ کی ثنا اور تعریف کر سکتے ہیں نہ ہم نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ثنا کر سکتے ہیں۔دو چیزیں ابھی تک دنیا میں نہیں آئی ہیں۔ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اس کی ثنا اس کی تعریف جس کے وہ لائق ہے وہ دنیا میں نہیں آئی۔دوسرے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی وہ تعریف جس کے وہ لائق ہیں دنیا میں نہیں آئی۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی شان وہ شان ہے کہ اس کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا۔ہم نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا حق ادا نہیں کر سکتے۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے فرمایا"تم منادی کر دو کہ جس نے کلمہ ''لاالٰہَ اِلا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھ لیا وہ جنتی ہے"۔حضرت ابو ہریرہؓ نے دف اٹھائی اور مدینہ کی گلیوں میں منادی کرنے لگے"حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے کلمہ پڑھ لیا وہ جنتی ہے"۔حضرت عمرؓ سامنے سے آرہے تھے فرمایا"کیا کر رہے ہو"؟عرض کیا منادی کر رہا ہوں"جس نے کلمہ پڑھ لیا وہ جنتی ہے"۔حضرت عمرؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو ایک طمانچہ رسید کیا"یہ تم کیا کر رہے ہو"؟حضرت ابو ہریرہؓ،حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا"یا رسول اللہ ﷺ حضرت عمرؓ نے مجھے منادی کرنے سے روک دیا ہے اور مجھے طمانچہ بھی مارا ہے"۔حضرت عمرؓ بھی حاضر ہوئے تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا"اے عمرؓ تو نے اس کو کیوں مارا"؟عرض کیا"یا رسول اللہ ﷺ اس طرح تو لوگ سست پڑ جائیں گے کوئی بھی عمل نہیں کرے گا۔سب سمجھیں گے کہ ہم نے کلمہ پڑھ لیا ہے اب ہمارا بیڑا پار ہو جائے گا"۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی۔(اخرج مسلم فی صحیحہ برقم 52)

جنگ بدر میں جب آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کہ دونوں طرف کی فوجوں نے جنگ کے لیے تیاری پکڑ لی ہے تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے ریت کی ایک مٹھی اٹھائی اور کفار کے لشکر کی طرف پھینک دی۔ہر کافر کی آنکھ میں وہ ریت گئی،اب ایک مٹھی ریت اور ہزاروں اور آدمیوں کی آنکھوں میں چلی گئی۔

سورہ انفال،آیت نمبر 17 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ج

ترجمہ:''اے میرے محبوب وہ خاک جو تو نے پھینکی تھی وہ تم نے نہیں پھینکی تھی وہ اللہ نے پھینکی تھی''

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ تو میں نے پھینکی تھی۔ہر کافر کی آنکھ میں ریت پہنچ گئی جس نے کافر کو دق کر کے رکھ دیا۔ویسے بھی اگر غور کریں ایک ہزار کے مقابلے میں 313 لوگ کل چھ تلواریں،کل 8 زریں۔تو فتح کی اصل چیز نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی مٹھی ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں نبی خاتم النبیین ﷺ کی مٹھی

کی عظمت اور تصرف کو بیان کر دیا ہے۔اسی جنگ میں 70 کفار مارے گئے اور 70 پکڑے گئے جو مر گئے ان کو کنویں میں ڈالا جا رہا تھا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے ان مردوں سے فرمایا ''اب جان لیا کہ میں سچا نبی ہوں'' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ سنتے ہیں؟۔فرمایا ''یہ تم سے بھی زیادہ سنتے ہیں''۔(صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماجاء فی عذاب القبر رقم الحدیث 1370)

اب ہم اگر روضہ رسول پر اصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ'' کہتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں "یہ تو سنتے ہی نہیں ہیں"۔آپ خاتم النبیین ﷺ تو کافروں کا کہہ رہے تھے کہ یہ تم سے زیادہ سنتے ہیں۔ادھر کچھ لوگوں کا فتویٰ ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نہیں سنتے ہیں۔قرآن پاک کہہ رہا ہے کہ شہید زندہ ہے اس کو مردہ مت کہو،شہید کفار سے کڑ ور گنا زیادہ سنتا ہے۔اور جس کی نسبت کی وجہ سے شہید ہوا ہے کیا وہ نبی خاتم النبیین ﷺ نہیں سن سکتا؟

جنگ بدر میں ستر قیدی ہوئے آپ خاتم النبیین ﷺ نے اعلان کیا کہ قیدی فدیہ دے کر آزاد ہو جائے۔آپ خاتم النبیین ﷺ کے حقیقی چچا حضرت عباسؓ بھی قیدیوں میں تھے۔ان سے بھی جرمانہ ادا کرنے کے لیے کہا گیا۔انہوں نے کہا ''لات وعزیٰ کی قسم میرے پاس کچھ نہیں ہے'' نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو معلوم ہوا تو انہوں نے ان سے کہا "سوچ لیں "انہوں نے پھر قسم کھا کر کہا کہ ''میں تو کنگال ہوں''۔نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جب آپ گھر سے چلے تھے تو آپ نے بیوی کو اتنا سونا نہیں دیا تھا۔اور پھر اسے فلاں کمرے کے فلاں کونے میں دفن کیا تھا"۔(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۷۹ وزُرقانی ج ۱ ص ۴۴۷)

اب دیکھئے کہ وہ بند گھر ہے،خاوند اور بیوی کے سوا وہاں کوئی نہیں لیکن یہ باتیں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ بتا رہے ہیں کہ فلاں تاریخ کو تم نے یہ سونا دیا تھا،حضرت عباسؓ نے فوراً کہا" آپ یقیناً سچے نبی ہیں"۔نبی ہوتا ہی وہ ہے جس کو ہر بات کا علم ہو اور وہ فوراً آپ خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لے آئے۔کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے سونے کی مقدار اور دفن کرنے کی جگہ بھی بتا دی۔

جب خیبر فتح ہوا تو (یہودیوں کی طرف سے) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں بکری کا یا ایسے گوشت کا ہدیہ پیش کیا گیا جس میں زہر تھا۔اس پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جتنے یہودی یہاں موجود ہیں انہیں میرے پاس جمع کرو"،چنانچہ وہ سب آ گئے۔اس کے بعد نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "دیکھو، میں تم سے ایک بات پوچھوں گا۔کیا تم لوگ صحیح صحیح جواب دو گے"؟ سب نے کہا "جی ہاں"،آپ خاتم النبیین ﷺ نے دریافت فرمایا،"تمہارے باپ کون تھے"؟ انہوں نے کہا "فلاں" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "تم جھوٹ بولتے ہو،تمہارے باپ تو فلاں تھے"۔سب نے کہا "آپ خاتم النبیین ﷺ سچ فرماتے ہیں"۔پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا،"اگر میں تم سے ایک اور بات پوچھوں تو تم صحیح واقعہ بیان کر دو گے"؟ سب نے کہا "جی ہاں،اے ابوالقاسم! اور اگر ہم جھوٹ بھی بولیں گے تو آپ ہماری جھوٹ کو اسی طرح پکڑ لیں گے جس طرح آپ نے ابھی ہمارے باپ کے بارے میں ہمارے جھوٹ کو پکڑ لیا"،آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس کے بعد دریافت فرمایا "دوزخ میں جانے والے کون لوگ ہوں گے"؟ انہوں نے کہا "کچھ دنوں کے لیے تو ہم اس میں داخل ہو جائیں گے لیکن پھر آپ لوگ ہماری جگہ داخل کر دیئے جائیں گے"۔نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "تم اس میں برباد رہو،اللہ گواہ ہے کہ ہم تمہاری جگہ اس میں کبھی داخل نہیں کئے جائیں گے"۔پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے دریافت فرمایا "اگر میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو کیا تم مجھ سے صحیح واقعہ بتا دو گے"؟ اس مرتبہ بھی انہوں نے یہی کہا "ہاں! اے ابوالقاسم!" آپ خاتم النبیین ﷺ نے دریافت کیا "کیا تم نے اس بکری کے گوشت میں زہر ملایا ہے"؟ انہوں نے کہا "جی ہاں،آپ خاتم النبیین ﷺ نے دریافت فرمایا "تم نے ایسا کیوں کیا"؟ انہوں نے کہا "ہمارا مقصد یہ تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں (نبوت میں) تو ہمیں آرام مل جائے گا اور اگر آپ واقعی نبی ہیں تو یہ زہر آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا"۔(صحیح بخاری،حدیث نمبر 3169)

جنگ بدر میں فتح ہوئی آپ خاتم النبیین ﷺ فتح کے ساتھ لوٹ رہے تھے،اسی جنگ میں کل 14 یا 17 بندے مسلمان شہید ہوئے تھے۔ایک بوڑھی عورت آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس آئی اور دریافت کیا "یا رسول اللہ ﷺ میرا بیٹا کہاں ہے"؟ اب اس کا بیٹا شہید ہو چکا تھا۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے سوچا مسجد میں آرام سے جا کر شہداء کے بارے میں بتائیں گے۔راستے میں بتایا تو راستے میں ہی کہرام مچ جائے گا۔اس لیے اس عورت کے پوچھنے پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "پیچھے پوچھو" اب پیچھے والوں کو معلوم ہو گیا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے کیا جواب دیا ہے۔سب یہی کہتے رہے "پیچھے پوچھو" اب سب سے پیچھے حضرت صدیق اکبرؓ آ رہے تھے۔اس عورت نے آپؓ سے پوچھا تو آپؓ نے فرمایا "وہ پیچھے آ رہا ہے"۔مسجد نبوی میں پہنچ کر آپ خاتم النبیین ﷺ نے نوافل ادا کئے،جو شہید ہوئے ان کے لیے دعا کی۔دعا سے فارغ ہوئے تو شہید لوگوں میں سے ایک حاضر خدمت ہوا۔حالانکہ قافلہ کئی دن میں پہنچا تھا۔یہ ابھی پہنچ گیا۔آپ پریشان سے ہو

گئے۔حضرت جبرائیل تشریف لائے اور فرمایا۔"اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ اس میں پریشانی والی بات نہیں حضرت صدیق اکبرؓ نے اس آدمی کے لیے یہ کہا کہ وہ پیچھے آرہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے صدیق کے منہ سے نکلی ہوئی بات کی وجہ سے اسے زندہ کر کے یہاں بھیج دیا ہے۔میں اسے یہاں لے آیا ہوں"۔(البدایہ والنھایہ)

جب انہوں نے کہہ دیا پیچھے آرہا ہے تو پیچھے آ کر رہے گا۔جب صدیق اکبرؓ کی بات یہ ہے کہ تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی زبان کا کیا حال ہوگا؟

کچھ لوگ کہا کرتے ہیں کہ مکہ میں نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر اور مدینہ میں 50 ہزار نماز کے برابر تو مکہ میں قیام زیادہ رکھو تو ایسے لوگوں سے پوچھیں کہ کیا ہر چیز بس ثواب کے لیے کی جاتی ہے؟ نادانوں مدینے میں رضائے محمد خاتم النبیین ﷺ ہے،عطائے محمد خاتم النبیین ﷺ ہے،شفاعت محمد خاتم النبیین ﷺ ہے، مدینہ کا مقابلہ کسی اور جگہ سے ہو ہی نہیں سکتا۔آپ خاتم النبیین ﷺ نور ہیں،علم غیب رکھتے ہیں،حاظر و ناظر ہیں،تصرف رکھتے ہیں یعنی آپ خاتم النبیین ﷺ سب کچھ ہیں۔

حضرت حسان بن ثابتؓ نے آپ خاتم النبیین ﷺ کے سامنے اشعار پڑھے ترجمہ:"آپ خاتم النبیین ﷺ بے عیب ہیں،ہر عیب سے پاک ہیں"، آپ خاتم النبیین ﷺ نے اشعار سن کر داد دی اور ان کو اپنی چادر مبارک عطا فرمائی۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نور ہیں،قرآن نور ہے، اللہ تعالیٰ نور ہے،حضرت جبرائیل علیہ السلام نور ہیں،سراج منیر ایک ایسا نور جو دوسروں کو بھی نور عطا فرمائے،چاند خود روشن نہیں ہے،سورج کی روشنی اس پر پڑتی ہے تو ہمیں چاند روشن نظر آتا ہے۔لیکن نبی کریم خاتم النبیین ﷺ ایسا نور ہیں کہ خود بھی روشن اور دوسروں کو بھی منور کر دیتے ہیں۔نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت عثمان غنیؓ کو ذوالنورین فرمایا۔فرمایا دو نور والے۔ایسا کیوں فرمایا؟ اس لیے کہ حضرت عثمانؓ کے نکاح میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آئیں۔تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی بیٹی سے نسبت ہو کر حضرت عثمان غنیؓ دو نور والے بن گئے۔ اب ایسا کوئی فرقہ نہیں جو حضرت عثمان غنیؓ کو ذوالنورین نہ مانتا ہو۔اب اگر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو نور نہ مانا جائے؟ تو حضرت عثمان غنیؓ ذوالنورین کیسے ہوئے؟ اور آپ خاتم النبیین ﷺ نے خود ان کو ذوالنورین فرمایا ہے۔اسکے بعد اگر ہم غور کریں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نار نمرود میں ڈالا گیا۔لیکن آگ نے ان پر ذرا بھی اثر نہیں کیا۔اللہ نے فرمایا: ترجمہ ''اے آگ ٹھنڈی ہو جا''۔(سورہ الانبیاء، آیت نمبر 69) کیونکہ ان کی پیشانی میں نبی کا نور تھا۔حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیا ان کی پیشانی میں بھی نبی کا نور تھا۔آپ خاتم النبیین ﷺ نور بھی تھے اور بشر بھی تھے۔کبھی آپ خاتم النبیین ﷺ پر بشریت حاوی ہوتی تھی اور کبھی نورانیت حاوی ہوتی تھی۔آپ خاتم النبیین ﷺ کا شرح صدر چار مرتبہ ہوا،نہ خون نکلا،نہ تکلیف ہوئی،اس وقت نورانیت کا غلبہ تھا۔

حضرت عمرؓ کو فاروق اعظمؓ کس نے بنایا،ورنہ وہ تو قتل کرنے جا رہے تھے۔یثرب کو مدینہ کس نے بنایا؟ ورنہ پہلے تو وہ بیماریوں کا گھر تھا۔پھر خاک بھی شفا بن گئی۔حضرت حلیمہؓ کی ڈاچی کو رفتار اور توانائی کس نے دی؟ خود حضرت حلیمہؓ کو توانائی کس کی برکت سے ملی؟ دودھ کس کی برکت سے اترا؟ جانور کس کی برکت سے توانا ہو گئے؟ صرف حلیمہ سعدیہؓ نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو گود میں لیا اور تمام برکات اسی لمحہ میں آ گئیں،آپ خاتم النبیین ﷺ جا رہے ہیں،حلیمہ سعدیہ کی ڈاچی خوب تیز تیز چل رہی ہے۔تندرست اور جوان ہو گئی،جس وادی سے گزرتے ہیں،وہ وادیاں سرسبز اور شاداب ہوتی جاتی ہیں۔حلیمہ سعدیہؓ بھی پہلے تو حیران ہوئیں لیکن پھر سمجھ گئیں کہ یہ سارا کمال اس بچے کا ہے۔گھر پہنچیں تو بکریوں کے تھن دودھ سے بھر گئے،دودھ نکالا تو تمام برتن دودھ سے بھر گئے۔آس پاس والوں کے برتن لے کر انہیں بھی برتن دودھ سے بھر کر دیئے۔

"اللہ یعطی و انا قاسم" ترجمہ: ''اللہ مجھے دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں''(بخاری و مسلم)

تو دولت اللہ کی ہے،ملکیت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ہے۔عظمتیں نبی خاتم النبیین ﷺ کی، رتبے نبی خاتم النبیین ﷺ کے،تو جس کو جو کچھ ملے گا، نبی خاتم النبیین ﷺ سے ملے گا۔جو مانگے گا سو پائے گا۔اللہ تعالیٰ نے سارے خزانے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو عطا کر دیئے ہیں۔اور جب اللہ ایک مرتبہ دے دیتا ہے تو واپس نہیں لیتا اس لیے جس کو جو کچھ بھی ملتا ہے در حبیب خاتم النبیین ﷺ سے ہی ملتا ہے۔

ایک صحابی نے عرض کیا" یارسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" تو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے"؟۔ اس نے کہا" یارسول اللہ ﷺ قیامت کے لیے میرے پاس اعمال کا کوئی ذخیرہ نہیں ہے"۔(نماز،روزہ،زکوۃ وغیرہ یعنی فرائض کی ادائیگی تو وہ لوگ کرتے ہی تھے) فرمایا" پھر تو قیامت کا منتظر کیوں ہے"؟ عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ میں اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ سے محبت کرتا ہوں''۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" تو میرے ساتھ جنت میں ایسے ہوگا آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنی دو انگلیاں دکھاتے ہوئے فرمایا"(یعنی برابر،ساتھ ساتھ) اب دیکھئے

اس صحابی نے اعمال کا انکار کر دیا ہے کہ کوئی عمل نہیں لیکن محبت کا اعتراف کیا ہے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" عمل کی کمی محبت کی زیادتی سے پوری ہو سکتی ہے۔ لیکن عمل کی زیادتی محبت کی کمی کو پورا نہیں کر سکتی"۔ محبت اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ ہے۔ محبت ادب، ذکر، عظمت اور تعظیم رسول خاتم النبیین ﷺ کا خیال رکھنا ہے۔ (صحیح بخاری)

اسی طرح حضرت ربیعہؓ آئے تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا، "ربیعہؓ مانگ آج جو تو چاہتا ہے مانگ لے"، انہوں نے جواب دیا، "یا رسول اللہ ﷺ میں اس دنیا میں آپ خاتم النبیین ﷺ کا غلام ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آخرت میں بھی آپ خاتم النبیین ﷺ کا غلام رہوں"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" جاؤ یہ تو ہو گیا۔" آپ خاتم النبیین ﷺ نے یہ نہیں پوچھا" تیرا کونسا ایسا عمل ہے کہ جس کی بنا پر تو جنت میں میرے ساتھ رہنا چاہتا ہے"۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا" جس کو جس سے محبت ہوگی وہ قیامت میں اس کے ساتھ ہوگا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے محبت تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے محبت ہے تو ان کے ساتھ، حضرت عمرؓ سے محبت ہے تو ان کے ساتھ، اور اگر ابوجہل سے محبت ہے تو حشر بھی ابوجہل کے ساتھ ہی ہوگا۔ (مشکوۃ شریف)

ایک ضعیف بوڑھا یہودی مرنے کے قریب پہنچا تو کہنے لگا 'میری چار پائی اٹھا کر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے پاس لے چلو، میری چار پائی اٹھا کر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے پاس لے چلو'۔ جب آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس اس کی چار پائی لائی گئی تو اس نے عرض کیا" یا رسول اللہ ﷺ مجھے کلمہ پڑھا دیں میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اسے کلمہ پڑھا دیا، وہ مسلمان ہو گیا اور تھوڑی ہی دیر کے بعد وہ فوت ہو گیا۔ اب مسلمان ہونے کے بعد کوئی عمل بھی نہیں کیا۔ بس اللہ کی واحدانیت کو تسلیم کیا۔ نبی پاک خاتم النبیین ﷺ کی رسالت پر ایمان لایا، عقیدہ درست ہوا، اعمال کچھ نہیں، بس جنت کا حقدار ہو گیا، جنت میں جائے گا۔ تو عقیدہ درست رکھیں، عقیدہ سے جنت ملے گی۔

منافق کا عقیدہ درست نہیں۔ منافق کا عقیدہ اللہ تعالیٰ کے لیے درست ہے، لیکن نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے متعلق درست نہیں۔ زبان سے تو وہ کہتا ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ لیکن وہ حضور پاک کی ذات اقدس خاتم النبیین ﷺ کو بہت زیادہ اہمیت دینے کا قائل نہیں۔ منافق کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ: "آپ (خاتم النبیین ﷺ) ان کے لے معافی چاہو یا نہ چاہو اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔ اگر آپ خاتم النبیین ﷺ ان کے لیے 70 بار بھی معافی مانگیں گے تب بھی اللہ منافقین کو نہ بخشے گا"۔ (سورہ توبہ، آیت نمبر 80)

محبت میں سچا وہ ہوتا ہے جس کو اپنے محبوب میں بس خوبیاں ہی خوبیاں نظر آتی ہیں۔ اسے اپنے محبوب کے عیب نظر نہیں آتے۔ اور جو محبوب میں نقائص اور عیب ڈھونڈے وہ محبت میں سچا نہیں ہوتا۔ مومن کو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ میں عیب نظر نہیں آتے۔ محبت کا معیار یہ ہے کہ نبی خاتم النبیین ﷺ کو بے عیب مانے۔ اللہ تعالیٰ خود بے عیب ہے اس نے اپنے تمام انبیاء کرام علیہ السلام کو بے عیب بنایا ہے۔

یثرب کے معنی بیماری کا گھر جو بھی وہاں جاتا تھا بیمار ہو جاتا تھا لیکن جب آپ خاتم النبیین ﷺ کے مبارک قدم یثرب میں گئے تو دار الشفا بن گیا، مدینہ منورہ بن گیا اور آج اس کی یہ عظمت ہے کہ ساری کائنات میں مدینہ پاک کی مٹی سے بڑھ کر کچھ نہیں اس کی برکت سے آنکھیں بھی ٹھیک ہوتی ہیں۔ ایمان بھی ٹھیک ہوتا ہے۔ مدینہ کی مٹی میں شفاء ہے۔ مدینے کی ہوا میں شفا ہے۔ جو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی شان، آپ خاتم النبیین ﷺ کی عظمت بیان کرتے ہیں وہ خود بھی عظیم ہو جاتے ہیں۔ غالب کا کلام، حضرت عطار کا کلام، سعدی کا کلام حضرت علامہ اقبال کا نوے سالہ پرانا کلام آج بھی نیا ہی ہے۔ فرماتے ہیں

گر ہو عشق تو کفر بھی مسلمانی
نہ ہو عشق تو بندہ مومن کافر و زندیق

وہ تو اسلام ایمان اور کفر میں فرق عشق مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کو گردانتے ہیں۔ اگر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے عشق ہے تو مومن بھی ہے۔ مسلمان بھی ہے اور اگر عشقِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ دل میں نہیں ہے تو ایمان بھی نہیں ہے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

یہ دعا یہ تمنا جیسی ستر سال پہلے تھی، ویسی اب بھی ہے، اور ایسی ہی قیامت تک انشاء اللہ رہے گی۔ علامہ اقبال ذات محمد خاتم النبیین ﷺ کو بہت بڑی چیز کہتے ہیں وہ ایسی

ہستی ہے کہ اس کے اسم گرامی نام محمد خاتم النبیین ﷺ سے ہی ہر سو اجالا ہو سکتا ہے، نور آ سکتا ہے، ظلمت مٹ سکتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں کہ یا اللہ تو مہربانی فرما اور ہر پست کو بلندی عطا فرما دے اور اندھیرے دور کر دے اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے نور سے سب کچھ روشن کر دے۔

سورہ النساء، آیت نمبر 174 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یٰاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ ''مِّنْ رَّبِّكُمْ ''اے لوگو تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح دلیل آ گئی ہے''۔

یہاں واضح دلیل سے مراد نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ اس دلیل کا صدق اس دلیل کی سچائی، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے معجزات ہیں۔ اس خالق کائنات کی پہچان آپ خاتم النبیین ﷺ ہیں، تمام جمادیات، نباتات، جن و بشر اور فرشتے ہر چیز کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کو جانتی اور پہچانتی ہے۔ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد کرتی ہے۔ اسی طرح ہر چیز نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو جانتی اور پہچانتی ہے اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی تعریف اور توصیف بیان کرتی ہے۔ کہ آپ خاتم النبیین ﷺ رحمت اللعالمین ﷺ ہیں۔ تین چیزیں اللہ تعالیٰ نے بڑی عجیب و غریب رکھی ہیں:۔

1۔ ایک تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا جمال ہے۔ کہ جو دیکھ لیتا ہے پاک ہو جاتا ہے۔ خواہ پہاڑ جتنے گناہ ہوں۔

2۔ دوسرا وہ دل ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنی محبت رکھ دیں۔ وہ گناہ گار ہو کر بھی پاک ہی رہتا ہے۔ یہ ایسا ہے جیسے بہتے دریا میں کوئی پیشاب ڈال دے تو اُس کا پانی پاک ہی رہے گا۔

3۔ تیسرے اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی دعا اور توجہ۔ جسے یہ میسر آ جائیں وہ بے سہارا ہوتے ہوئے بھی با سہارا ہوتا ہے۔ بے چارگی کے پردے میں بہت بڑی طاقت کا مالک ہوتا ہے۔ یہ تینوں باتیں آج کل نایاب ہیں۔

اب ایک مسئلہ اور یہ کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ تمام چیزیں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے نور کے پرتو (عکس) سے بنی ہیں۔ فرشتے ان سے بنے، عرش فرش ان سے، جنت ان سے، حوریں ان سے، غلامان ان سے، نیک اعمال ان سے، ایمان ان سے، تقویٰ ان سے، طہارت ان سے، حضرت صدیق اکبرؓ ان سے، حضرت عمر فاروقؓ ان سے، حضرت عثمان غنیؓ ان سے تمام صحابہ ان سے، تمام عظمتیں ان سے، فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا اور پھر اس نور کے پرتو (عکس) سے سب کچھ بنایا۔ تو پھر یہ شیطان کس سے بنا؟ منافق کہاں سے بنے؟ بدعقیدہ، کفار، مشرکین، بت پرست، یہودی، عیسائی کہاں سے آئے؟ ابو جہل اور ابولہب کہاں سے آئے؟ اگر تمام عظمتیں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے ہیں تو پھر برے اور بدعقیدہ لوگ کہاں سے آئے؟

ایک مثال سے سمجھئے۔ ایک درخت ہے، اس کی ایک جڑ ہے، اس کے پتے شاخیں، پھول اور پھل بھی ہیں، اگر جڑ تازہ بھی ہو، زندہ بھی ہو تب بھی درخت سے کوئی شاخ ٹوٹ سکتی ہے، کوئی پتہ ٹوٹ سکتا ہے، کوئی شاخ سوکھ سکتی ہے۔ اس کو الگ کر کے جلایا جا سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شاخ یا پتہ جڑ سے اپنا تعلق ختم کر لے۔ وہ سوکھ جاتا ہے اور جو شاخ یا پتا جڑ سے اپنا تعلق قائم رکھتا ہے وہ ہرا بھرا رہتا ہے، وہ سوکھتا نہیں ہے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ اصل کائنات ہیں، آپ خاتم النبیین ﷺ جڑ ہیں اور باقی تمام کائنات شاخیں، پتے اور پھول، پھل وغیرہ ہیں، اور جو کوئی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے اپنا تعلق ختم کر لیتا ہے وہ شیطان بن جاتا ہے، وہ فرعون، ابوجہل، ابولہب بن جاتا ہے اور جو کوئی جڑ سے اپنا تعلق قائم رکھتا ہے۔ وہ حضرت ابوبکرؓ بنتا ہے، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ بنتا ہے، مخالفین، منافقین، بدعقیدہ بھی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے ہی بنے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی رسالت کا انکار ان کے معجزات کا انکار ان کے تصرفات کا انکار ان کا جڑ سے تعلق ختم کر دیتا ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی عظمت کو مانیں گے تو بیڑا پار ہو جائے گا۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اصل کائنات ہیں، وجہ تخلیق کائنات ہیں، جو اصل سے وابستہ رہتا ہے، وہ قائم رہتا ہے، جو اصل سے اپنا تعلق ختم کر لیتا ہے وہ ختم ہو جاتا ہے، اعمال اپنی جگہ درست ہیں، ضرور کریں، لیکن اعمال کی بنیاد ایمان ہے، اور ایمان کی بنیاد عقیدہ ہے، عقیدہ ٹھیک ہوگا تو ایمان قائم رہے گا۔ اپنے ایمان کو بچانے کی کوشش کرنی چاہیے، اگر دل میں محبت رسول خاتم النبیین ﷺ اور عظمت رسول خاتم النبیین ﷺ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

****

سلطنتِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ

دنیاوی بادشاہ اپنے درباروں کے آداب اور ان میں حاضر رہنے کے قوانین خود بناتے ہیں، اِس طرح کھڑے ہونا ہے، اِس طرح بات کرنی ہے، اِس طرح سلامی دینی ہے وغیرہ۔ پھر جو آداب بجالاتا ہے تو انعام پاتا ہے اور جو اِس کے خلاف کرتا ہے وہ بادشاہ کی طرف سے سزا پاتا ہے۔ لیکن یہ سارے قاعدے صرف اِنسانوں پر ہی جاری ہوتے ہیں، جن، فرشتے اور حیوانات وغیرہ کا اِن سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ پھر یہ سارے آداب اُس وقت تک ہوتے ہیں جب تک بادشاہ اپنی کُرسی پر ہوتا ہے یا جب تک بادشاہ زندہ رہے۔ جہاں کُرسی گئی یا جہاں آنکھ بند ہو گئی سارے آداب بھی فنا۔ لیکن اسی آسمان کے نیچے ایک ایسا دربار بھی ہے جس کے آداب اور جِس میں حاضر ہونے کے قاعدے خُود رَب تعالیٰ نے بنائے اور خلقت کو بتایا کہ جب اِس دربار میں آؤ تو ایسے اور ایسے آداب کا خیال رکھنا اور فرمایا کہ اگر اس کے خلاف کیا تو سخت سزا دی جائے گی۔ پھر دیکھیے کہ اَب آپ خاتم النبیین ﷺ کا شاہی دربار ہماری آنکھوں کے سامنے نہیں رہا۔ اُس بادشاہ نے ہماری آنکھوں کے سامنے سے پردہ فرمالیا۔ مگر اُس کے آداب اَب تک وہی ہیں۔ اُس دربار کے قوانین فقط انسانوں پر ہی جاری نہیں بلکہ وسعتِ سلطنت کا یہ حال ہے کہ فرشتے بغیر اجازت وہاں حاضر نہ ہوسکیں اور جنّات جھجکتے ہوئے حاضر ہوں، جانور سجدہ کریں، بے جان کنکر اور درخت کلمے پڑھیں اور اِشاروں پر گھومیں، چاند اور سورج اشاروں پر چلیں۔ کیونکہ یہ دربار شہنشاہ عالم حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کا دربار ہے۔

اِس دربار کے آداب دیکھیے۔

(1) ایک صحابی جن کا نام حضرت ثابت بن قیسؓ بنِ شماسؓ تھا وہ اونچا سُنتے تھے۔ جب دربارِ رسالت میں حاضر ہوتے تو بات کرنے میں آواز اُونچی ہو جاتی۔ بھلا رَب کو یہ کب محبوب تھا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے سامنے زور سے بولا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: (سورۃ الحجرات، آیت نمبر 2)

ترجمہ: "اے ایمان والو نبی کریم ﷺ کی آواز پر اپنی آواز اُونچی نہ کرو اور اُن کے حضور بات چلا کر نہ کرو، جیسے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ چلاتے ہو، کہیں تمہارے عمل برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو"۔

حضرت ثابت بن قیسؓ بنِ شماس اِس آیت کے نازل ہونے کے بعد بارگاہِ نبوت میں حاضر نہ ہوتے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک روز دریافت کیا کہ " کچھ روز سے حضرت ثابت بن قیسؓ بنِ شماس نہیں آرہے"، لوگوں نے گھر جا کر بارگاہِ نبوت خاتم النبیین ﷺ سے غیر حاضری کا سبب دریافت کیا تو اُنہوں نے جواب دیا، "مَیں تو جہنمی ہو گیا ہوں" کیونکہ میری آواز اُونچی ہے۔ لوگوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو یہ بات بتائی تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "وہ جنتی ہے" کیونکہ جو ہو گیا سو ہو گیا، یعنی اَب تک جو ہو گیا وہ معاف ہے۔ اِس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ اور باقی صحابہؓ اِس قدر آہستہ بات کرتے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کئی کئی بار پوچھتے کہ " کیا کہہ رہے ہو"؟ پھر ان کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (سورۃ الحجرات، آیت نمبر 3)

ترجمہ: "بے شک وہ لوگ جو رسول (خاتم النبیین ﷺ) کے آگے اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، یہ وہ ہیں جن کا دِل اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے، اِن کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے"۔

سبحان اللہ یہ وہ دربار ہے جہاں کسی کو سر اونچا کرنے کی ہمت نہیں ہے۔

(2) قبیلہ تمیم کے کچھ لوگ دوپہر کے وقت بارگاہِ رسالت میں پہنچے، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ اِس وقت دولت کدہ میں آرام فرما رہے تھے، اُن لوگوں نے حجرہ مبارک کے باہر سے پکارنا شروع کر دیا۔ اِس پر اللہ تعالیٰ نے فوراً یہ آیت نازل فرمائی (سورۃ الحجرات، آیت نمبر 4)

ترجمہ: "اے حبیب ((خاتم النبیین ﷺ)) وہ جو تمہیں حجرے کے باہر سے پُکارتے ہیں اُن میں سے اکثر بے عقل ہیں"۔

اِس کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجرات، آیت نمبر 5 میں آداب سکھاتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: "اگر یہ لوگ اتنا صبر کرتے کہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) اِن کے پاس خود تشریف لاتے تو یہ اُن کے لیے بہتر تھا۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

(3) حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے حضرت زینبؓ سے نکاح کیا، ولیمہ کی عام دعوت فرمائی۔ عام مسلمان جماعتوں کی صورت میں کھاتے، پیتے اور چلے جاتے، آخر میں تین صاحب کھانے سے فارغ ہو کر واپس بیٹھ گئے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے دُشواری محسوس کی لیکن شانِ کریمی کی وجہ سے جانے کو بھی نہ کہا۔ رَب تعالیٰ کو بھلا یہ کب پسند تھا کہ کوئی زیادہ بیٹھ کر میرے محبوب خاتم النبیین ﷺ کے ملال کا سبب بنے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

"اے ایمان والو! نبی ((خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)) کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک کہ کھانا کھانے کے لیے بُلائے نہ جاؤ، نہ اِس طرح کرو کہ (وہاں بیٹھ کر) کھانا پکنے کا انتظار کرو، ہاں جب بلائے جاؤ تو ضرور حاضر ہو جاؤ اور جب کھا چکو تو چلے جاؤ، بیٹھ کر باتوں سے دل نہ بہلاؤ "۔(سورۃ الاحزاب آیت 53)

پھر اس کی وجہ بھی قرآن پاک میں بیان فرمائی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (سورۃ الاحزاب، آیت 53)

ترجمہ: "تمہارے اِس فعل سے میرے نبی کو ایذا ہوئی تھی لیکن وہ غیرت والے محبوب ((خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)) تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ تعالیٰ فرمانے میں شرم نہیں فرماتا "۔

(4) صحابہ کرامؓ کا یہ طریقہ تھا کہ اگر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ الفاظ اُن کو سمجھ نہ آتے تو عرض کرتے کہ "راعنا یا رسول اللہ" یا رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا لحاظ فرمائیے یعنی اِس لفظ کو دوبارہ فرما دیجئے تاکہ ہم سمجھ لیں۔ لفظ "راعنا" یہودیوں کی زبان میں گستاخی کا لفظ تھا، اُنہوں نے یہی لفظ دوسرے معنیٰ کی نیت سے بولنا شروع کر دیا اور دل میں خوش ہوئے کہ ہم کو دربارِ رسالت میں گُستاخی کرنے کا موقع مل گیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو بھیدوں اور رازوں کو جاننے والے ہیں، وہ یہ کیسے پسند کرتے کہ اُس کے حبیب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں کوئی گستاخی کرے۔

چنانچہ آیت کریمہ نازل ہوئی: (سورۃ البقرہ، آیت 104)

ترجمہ: "اے ایمان والو! راعنا نہ کہنا (بلکہ اِس کی جگہ) یوں عرض کر لیا کرو "اُنظرنا" یعنی اے رسول (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم پر نظر کریں یا نظر رکھیں (یعنی اس بات کو دوبارہ سمجھائیں) اور کافروں کو دردناک عذاب ہے "۔

(5) ایک زمانے میں ایسا اتفاق ہوا کہ مالدار مسلمان آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اتنے سوال کرتے تھے کہ فقرو مساکین کو سوال کرنے کا موقع ہی نہ آتا تھا اور پھر منافقین اور مشرکین تو کٹ حجتی کے لیے سوال کرتے (بال کی کھال نکالنا اور وقت ضائع کرنا)۔ اِس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: (سورۃ المجادلۃ، آیت 12)

ترجمہ: "اے ایمان والو! جب تم اللہ کے رسول (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کچھ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو "۔

سبحان اللہ! رَب سے عرض کرنا ہے تو وضو کرو نماز پڑھو کافی ہے اور اگر محبوب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرنی ہے تو پہلے صدقہ کرو۔ مندرجہ بالا آیت کریمہ سے دو فائدے ہوئے، ایک یہ کہ مالدار مسلمان صدقہ کرتے تو غریب مساکین مسلمانوں کو فائدہ ہوتا، دوسرا یہ کہ منافقین نے سوال کرنا ہی چھوڑ دیئے اور غریب مساکین کو سوال کرنے کا موقع ہاتھ آ گیا۔ (یہ آیت بعد میں منسوخ ہوگئی تھی)۔

(6) قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے: (سورۃ انفال۔ آیت نمبر 24)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ اور اُس کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بُلانے پر فوراً حاضر ہو جاؤ "۔

صحابہ کرامؓ نے اِسی پر عمل کیا کوئی صحابیؓ نماز میں ہوتا، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر فوراً نماز چھوڑ کر حاضر ہو جاتا اور واپس آ کر وہیں سے نماز پڑھتا جہاں سے چھوڑ کر گیا تھا اور کوئی سجدہ سہو بھی نہ تھا۔

یہ چند آیات بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں۔

بے ادبوں پر غضبِ الٰہی کے واقعات:

(1) ولید بن مغیرہ کافر تھا، اُس نے ایک بار کہا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو (خدانخواستہ) (دیوانے، پاگل) مجنوں ہیں۔ اِس کی اِس گستاخی سے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت صدمہ پہنچا۔ پھر کیا تھا غضبِ الٰہی کا دریا جوش میں آیا۔ سورۃ قلم میں پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبیاں بیان کر کے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ قلم، آیت نمبر 2، 3، 4 میں ارشاد فرمایا:

ترجمہ: "اے محبوب ((خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)) تم اپنے رب کے فضل سے مجنوں نہیں۔ تمہارے لیے تو بے انتہا ثواب ہے اور بے شک تم بڑے ہی اخلاق والے ہو"۔

اب ولید بن مغیرہ کی گستاخی پر توجہ غضب ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُس کے دس عیب بیان فرمائے :-(سورۃ قلم، آیت نمبر 13-10)

ترجمہ: "اے محبوب (خاتم النبیین ﷺ) ایسے آدمی کی بات نہ سُنو جو جھوٹی قسمیں کھانے والا، ذلیل خوار، طعنہ باز، چغل خور، بھلائی سے روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، سخت گناہگار، سخت دِل ہو، اِس پر طرہ یہ کہ حرام کا بچہ ہے "۔

جب ولید نے یہ بات سُنی تو اپنی ماں کے پاس پہنچ کر کہنے لگا۔ محمد رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے جو میرے دس عیب بیان کئے ہیں اُن میں سے 9 کو تو مَیں جانتا ہوں کہ مجھ میں واقعی وہ عیب ہیں مگر یہ تُو بتا کہ مَیں حرامی ہوں یا حلالی؟ سچ بولنا ورنہ تیری گردن ماردوں گا۔ کیونکہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی بات ہے جھوٹی نہیں ہوسکتی۔ اِس پر اُس کی ماں نے کہا کہ واقعی تُو حرامی ہے۔ تیرا باپ بہت مالدار اور نامرد تھا، مجھے اندیشہ تھا کہ میری کوئی اولاد نہ ہوئی تو میرا مال غیر لے جائیں گے تو مَیں نے ایک چرواہے سے زنا کیا تو اُس کا نطفہ ہے۔

(1) اِس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی توہین کرنے والے کی اصل ہی خطا ہوتی ہے۔ ایسے بدگویوں کو چاہیے کہ اپنے نطفہ کی تحقیق کریں۔ آگے سورۃ قلم، آیت نمبر 16 میں فرمایا:

ترجمہ: "ہم اِس کی سور کی سی تھوتھنی داغ دیں گے"۔

یعنی اُس کا چہرہ بگاڑ دیں گے، آخرت میں تو جو ہوگا وہ ہوگا، دنیا میں ہی ولید کی شکل بگڑ گئی تھی۔

(2) ایک بار ابولہب گستاخ نے بارگاہِ نبوت (خاتم النبیین ﷺ) سے کہا کہ تمہارا ہاتھ ٹوٹ جائے۔ غضب الٰہی جوش میں آیا اور فوراً ہی سورۃ لہب نازل ہوئی۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوا :

ترجمہ: "ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ تباہ ہو ہی گیا، اُس کو اپنا مال اور کمائی کچھ کام نہ آئی، عنقریب وہ اور اُس کی بیوی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونکے جائیں گے جو لکڑیوں کا بوجھ اُٹھاتی ہے اور اُس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسہ ہے "۔

اُس کی بیوی کانٹے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی راہ میں ڈالا کرتی تھی۔ ایک دن کانٹوں کا بوجھ لا رہی تھی کہ تھک کر آرام کے لیے ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔ ایک فرشتے نے اُس کے پیچھے سے اُس کا بوجھ کھینچا، وہ گرا اور اُس کی رسی سے ابولہب کی بیوی اُمّ جمیل کے گلے میں پھانسی لگ گئی اور وہ مرگئی۔

اب نہ ولید رہا نہ ابولہب مگر ان پر رات دن مشرق اور مغرب میں لعنت پڑ رہی ہے۔ نمازی نماز میں، تلاوت کرنے والا تلاوت میں، ان القاب سے اُن کی تواضع کر رہے ہیں۔

(3) بخاری جلد اوّل المناقب میں ہے کہ ایک شخص کاتبِ وحی تھا، لکھنے کی خدمت اُس کے سپرد تھی، اُس پر کچھ ایسی پھٹکار پڑی کہ وہ مُرتد ہوگیا اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ پر عیب لگانے لگا۔ جب وہ مرگیا اور اُس کو دفن کیا گیا تو زمین نے اپنے اندر سے اُسے نکال کر پھینک دیا، اُس کے دوست سمجھے کہ شاید اصحابِ رسول (خاتم النبیین ﷺ) نے اُسے نکال دیا ہے، اُنہوں نے اُسے اور زیادہ گڑھا کھود کر دفن کیا۔ مگر زمین نے پھر بھی قبول نہ کیا، غرض کئی بار دفن کیا گیا اور ہر بار نعش باہر نکال دی جاتی تھی۔ معلوم ہوا کہ یہ بارگاہِ رسول خاتم النبیین ﷺ کا نکالا ہوا ہے اسے کوئی قبول نہیں کرسکتا۔

(4) مدارج النبوۃ میں ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہؓ اور حضرت کلثومؓ، ابولہب کے دو بیٹوں عُتبہ اور عُتیبہ کے نکاح میں تھیں۔ کیونکہ اُس وقت تک مشرکین سے نکاح حرام نہ تھا۔ جب سورۃ لہب نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ محمد خاتم النبیین ﷺ کی بیٹی کو طلاق دے دو ورنہ مَیں تم کو اپنی میراث سے محروم کردوں گا۔ چنانچہ عُتیبہ نے تو بارگاہِ نبوت (خاتم النبیین ﷺ) میں حاضر ہو کر معذرت کر کے طلاق دی اور عتبہ نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے بہت گستاخی کی اور پھر طلاق دی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اے اللہ اپنے کسی کُتے کو مقرر کر کہ عُتبہ کو سزا دے"۔ عُتبہ یہ سُن کر کانپ گیا اور آ کر یہ بات ابولہب کو بتائی۔ وہ بولا اَب میرے بیٹے عُتبہ کی خیر نہیں، محمد خاتم النبیین ﷺ کی بددعا اِس کے پیچھے لگ گئی ہے ہر طرح اس کی نگرانی رکھنے لگا۔ یہی عُتبہ ایک بار تجارتی قافلے کا سردار بن کر شام کے لیے روانہ ہوا۔ ایک جگہ رات کو قافلے والے سو رہے تھے کہ جھاڑی سے ایک شیر نکلا اور ہر ایک کا منہ سونگھتا پھرا۔ سب کو سونگھ کر چھوڑ دیا مگر عتبہ کا منہ سونگھ کر اُس کو پھاڑ ڈالا۔ معلوم ہوا کہ جانور بھی گستاخ کے منہ کی بدبو کو پا لیتے ہیں۔

اَب ایک مقبولین بارگاہ کا حال سُنیں۔ حضرت سفینہؓ جو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے ایک بار کفار کے ہاتھوں گرفتار ہوئے۔ کچھ دِنوں بعد اُنہیں اطلاع ملی کہ لشکرِ اسلام اس علاقے میں آیا ہوا ہے۔ رات کو موقع پا کر جیل خانہ سے بھاگ نکلے۔ دوڑے جا رہے تھے کہ اچانک جھاڑی سے ایک شیر

نکلا۔آپؓ نے اُس سے کہا، اے شیر! حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا غلام ہوں اور راہ بھول گیا ہوں۔ یہ سُنتے ہی شیر دُم ہلاتا ہوا آگے آگے ہولیا اور راستہ دِکھا کر بلکہ لشکر تک پہنچا کر واپس ہوا۔(مشکوٰۃ باب الکرامات)

یہ کچھ واقعات اہلِ ایمان کی عبرت کے لیے کافی ہیں۔مسلمانوں پر لازم ہے کہ عظمتِ رسول خاتم النبیین ﷺ کے گیت گایا کریں۔

اپنے بچوں کو اس کی تعلیم دیں اور واعظین علماء کو چاہیے کہ مسلمانوں کو یہ باتیں سکھائیں۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی عزت میں ہی اسلام کی عزت ہے کیونکہ مکان کی عزت مکین کے دم قدم سے ہوتی ہے اور کام کی وقعت کام والے سے ظاہر ہوتی ہے۔

مثال کے طور پر ایک جلسہ میں ہندو، عیسائی، یہودی اور مسلمان جمع ہیں۔**ہندو** آئمہ کہہ رہے ہیں کہ میرا امام چندر دہ قوت والا ہے جس نے سیتا سے شادی کرنے کے لیے ایک بھاری کمان کو دو ٹکڑے کر دیا۔**عیسائی** آئمہ کہہ رہے ہیں کہ میرے مذہب کے بانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ شان تھی کہ اُنھوں نے مُردوں کو زندہ کر کے اپنا کلمہ پڑھوا لیا۔**یہودی** آئمہ کہہ رہے ہیں کہ میرے بانی مذہب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وہ شان تھی کہ اُنھوں نے پتھر میں عصا مار کر پانی کے چشمے نکال دیئے۔مگر (خدانخواستہ) ہم اُٹھ کر وہ کہیں جو عبدالوہاب نجدی اور مولوی اسمٰعیل یا مولوی خلیل نے لکھا ہے کہ ”میرے نبی ﷺ تو بندہ مجبور تھے اُنہیں تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہ تھا۔وہ تو ذرّہ ناچیز سے بھی کم تھے اُن کا علم تو شیطان اور ملک الموت کے علم سے کم تھا“۔

تو بتایئے کہ اِسلام کی تعظیم ہوگی یا توہین؟ سُننے والے تو یہی کہیں گے کہ ایسے کمزور نبی خاتم النبیین ﷺ کے اِسلام کو دُور سے سلام، جس کے پیشوا کی مجبوری اور بے کسی کا یہ عالم ہے۔**ہاں** اُس موقعہ پر ہم جیسا کوئی فقیر نیاز مند موجود ہو تو تڑپ کر کہے گا، **اے ہندو!** اگر رام چندر نے اپنی بھاری کمان کو توڑ ڈالا ہے تو ذرا میرے نبی خاتم النبیین ﷺ کی خُداداد قُدرت کو دیکھو کہ اُنھوں نے اپنی اُنگلی کے اِشارے سے چاند کو توڑ کر دو کمان کر دیا تھا۔**اے عیسائی!** اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بے جان مُردوں میں جان ڈالی تو میرے محبوب حضرت **محمد** خاتم النبیین ﷺ کی خُداداد قوت دیکھ کہ جنہوں نے سوکھی لکڑیوں، جنگل کے درختوں اور کنکریوں سے اپنا کلمہ پڑھوا لیا۔**اے یہود!** اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے پانی نکالا تھا تو میرے نبی خاتم النبیین ﷺ کی شان تو دیکھ جنہوں نے اُنگلیوں سے پانی کے چشمے نکال دیئے۔

غرض اِسلام کی شان دکھانے کے لیے بانی اِسلام حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی شان دِکھانا ضروری ہے۔مگر افسوس اِس زمانے کے بعض مسلم نما لوگوں کو شیطان نے یہ بات بتادی ہے کہ انبیاء کی عزت بیان کرنے سے خُدا کی توہین ہوتی ہے۔اِن عقل مندوں نے ایسی توحید کو اسلامی توحید سمجھا کہ توحید خُدا کے لیے توہین مصطفی خاتم النبیین ﷺ ضروری ہے۔ حالانکہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ رَب کی قوت کا مظہر ہیں۔

شاگردوں کی قابلیت سے اُستاد کی قابلیت کا پتہ چلتا ہے اور کسی چیز کے جمال سے بتانے والے کا کمال معلوم ہوتا ہے۔جب اللہ تعالیٰ کے محبوب خاتم النبیین ﷺ کی عظمت دِل میں ہوگی تو بے اختیار یہی منہ سے نکلے گا سبحان اللہ، سبحان اللہ۔ہم اللہ تعالیٰ کی قُدرت پر قربان کہ جس نے ایسے کمال والے کو پیدا کیا۔

ایک بات یاد رکھنے کی ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے مالک دو جہان ہونے کا نہ تو یہ مطلب ہے کہ رَب تعالیٰ کسی چیز کا مالک نہیں رہا اور نہ ہی یہ مطلب ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ رَب تعالیٰ کی طرح کے مالک ہیں۔اِس سے تو یہ لگے گا کہ دو عالم کے دو مستقل مالک ہیں۔جبکہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت حقیقی قدیم ازلی اور ابدی ہے۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ملکیت عطائی اور حادث ہے۔جیسے دُنیا کے بادشاہ اپنی سلطنت کے مالک، ہم لوگ اپنے گھر بار کے مالک۔حضرت سلیمان علیہ السلام روئے زمین کے مالک ہوئے۔اِس کا مطلب یہ نہیں کہ رَب تعالیٰ اِن چیزوں کا مالک نہ رہا بلکہ وہ حقیقی مالک ہے، ہم مجازی مالک ہیں۔اُس کی ملکیت ذاتی ہے اور ہماری ملکیت عطائی ہے۔اِس طرح حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ملکیت اللہ تعالیٰ کی نسبت سے ہے۔(رسائل نعیمیہ)

دنیا جلوہ گاہ جمال مصطفی خاتم النبیین ﷺ ہے۔اور آخرت جلوہ گاہ اختیار مصطفی خاتم النبیین ﷺ۔دنیا میں بقدر ظرف جمال مصطفی خاتم النبیین ﷺ کی نقاب کشائی کی گئی ہے۔اور آخرت میں اختیار محبوب کی نقاب کشائی ہوگی۔اللہ تعالیٰ نے جن بندوں کو اختیارات عطا فرمائے ہیں۔اُن کا انکار اللہ تعالیٰ کی تقسیم سے انکار ہے۔یہ بغاوت ہے اور باغی انعام کی توقع چھوڑ دے۔اور سزا کے لیئے تیار ہو جائے۔اور اگر سزا کی ہمت نہیں تو توبہ کرے اور رحم کی درخواست پیش کرے۔

****

رحمۃ للعالمین خاتم النبیین ﷺ

سورۃ الانبیاء، آیت نمبر 107 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین ترجمہ: ''اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا''۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے آپ کو رب العالمین فرمایا اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو رحمۃ للعالمین فرمایا۔

ہر جاندار کا عالم الگ ہے۔ ہر جاندار کی اپنی الگ ہی ایک دنیا ہے۔ اب دیکھئے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ رحمت ہیں تمام عالمین کے لیے اس کو ہر جاندار سمجھتا تھا، پتھروں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کے کلمے پڑھے، جانوروں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو سمجھا اور جانا، حتیٰ کہ کھجور کے اس تنے نے جس کے ساتھ آپ خاتم النبیین ﷺ ٹیک لگایا کرتے تھے مسجد نبوی میں منبر بننے کے بعد جب آپ خاتم النبیین ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو اس کھجور کے تنے نے سسکنا شروع کر دیا۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے آواز سنی اور یہ سمجھ لیا کہ یہ کس لیے رو رہا ہے؟ اور منبر سے نیچے اتر کر اس کو تسلی دی اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تب اس نے رونا بند کیا۔

اگر ہم غور کریں تو عالم کا وجود جب ہی قائم ہوسکتا ہے جب وہاں پر رحمت باری تعالیٰ ہو۔ جس عالم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوگی وہ برقرار ہی نہ رہ سکے گا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین خاتم النبیین ﷺ فرمایا ہے گویا یہ ہمیں سمجھا دیا گیا ہے کہ وہ رحمت ہیں جس سے ہماری دنیا کی بقاء ہے۔ اگر رحمت نہیں تو عالم نہیں۔ یہ دنیا اندھیروں سے بھر گئی تھی۔ ہر طرف کفر ہی کفر تھا، عالم کو نئی زندگی آپ خاتم النبیین ﷺ کے آنے کے بعد ملی اور جب تک اس دنیا میں آپ خاتم النبیین ﷺ کا نام باقی رہے گا کوئی بھی اللہ اللہ کہنے والا باقی رہے گا۔ اللہ اللہ کہنے والا وہ ہے جو آپ خاتم النبیین ﷺ کو اللہ کی رحمت سمجھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت سمجھے۔ ویسے تو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں۔ اتنی نعمتیں کے ہم ان کا شمار نہیں کر سکتے۔

قرآن پاک میں سورۃ ابراہیم، آیت نمبر 34 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ترجمہ: ''اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنے لگو تو ان کا احاطہ نہیں کر سکتے''۔

ان تمام نعمتوں میں اعلیٰ ترین نعمت درحقیقت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذات ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے رحمت بنا کر اس دنیا میں بھیجا ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی ذات بابرکات کے طفیل علم نصیب ہوا۔ ایمان نصیب ہوا اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی ذات بابرکات کی جوتیوں کے صدقے میں بندے کو اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہوئی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کیوں دنیا میں لائے اس لیے کہ کائنات کو بنانے کا مقصد انسان کو لانا ہے اور انسان کا مقصد عبادت ہے، فرشتوں پر انسان کو برتری علم سے ہے اور انسانوں پر انسان کی برتری عبادت سے ہے۔ تو انسان کا مقصد عبادت ہے کہ وہ پروردگار کو یاد کرے تو عبادت کے لیے، اللہ تعالیٰ کو جاننے کے لیے اور پہچاننے کے لیے اس کو ماننے کے لیے یہ قصہ کیا گیا کہ ہم اللہ کے آگے نیازمندی اختیار کریں۔ اس کے آگے جھکیں، اسی سے مانگیں، اسی کو چاہیں، اسی کو معبود برحق جانیں تو عبادت میں یہ تمام چیزیں آ گئیں۔ اور آدمؑ اور اس کی اولاد میں سب سے زیادہ مکمل عبادت، سب سے زیادہ اعلیٰ ترین عبادت جناب رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے کی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ سے بڑا کوئی عابد، زاہد نہ پیدا ہوا ہے اور نہ پیدا ہوگا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی ذات کے اوپر مراتب عبادت ختم ہیں۔ بندگی اور عبودیت کی جتنی شاخیں آپ خاتم النبیین ﷺ نے دکھائی ہیں اتنی عالم میں کسی نے نہیں دکھائیں، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ جیسے اللہ تعالیٰ معبودیت میں وحدہ لاشریک ہے معبودیت میں اس کی کوئی نظیر نہیں، یکتا معبود ہے۔ اس طرح عبدیت میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ وحدہ لاشریک ہیں، عبدیت میں کوئی آپ خاتم النبیین ﷺ کی نظیر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے آگے جتنی مکمل عبدیت اور بندگی آپ خاتم النبیین ﷺ نے پیش کی ہے عالم میں کسی نے نہیں پیش کی۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کا کوئی لمحہ ذکر اللہ اور یاد الٰہی سے خالی نہیں تھا، کوئی لمحہ فارغ نہ تھا، کوئی لمحہ ایسا نہ تھا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ پر آخرت کا غم طاری نہ ہو۔ تو جناب رسول خاتم النبیین ﷺ کی تشریف آوری سب سے بڑی نعمت اور نعمتوں کی جڑ ہے۔ بنیاد ہے آپ خاتم النبیین ﷺ عالم کے لیے رحمت بن کر آئے۔ پوری دنیا کو آپ خاتم النبیین ﷺ نے عبادت کا سبق دیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ قرآن پاک کی عملی تفسیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے عمل کر کے دکھایا تاکہ مراد ربانی لوگوں کو سمجھ آ جائے۔

اسلام تمام انبیاء علیہ السلام کا دین ہے: اسلام کوئی نئی چیز لے کر نہیں آیا جو کُل انبیاء علیہ السلام لے کر آئے وہی اسلام لے کر آیا۔ جو سارے انبیاء کا مذہب ہے وہی اسلام کا مذہب ہے۔ اسے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ لے کر آئے ہیں۔ مثلاً حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں ایک جگہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: "ابراہیم مشرکوں میں سے نہ تھے۔ تم فرماؤ بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب کچھ رب العالمین کیلئے ہے جسکا کوئی شریک نہیں مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے اللہ کا فرمانبردار بنتا ہوں''۔ (سورۃ انعام، آیت 163-161)

توحضرت ابراھیم علیہ السلام کی طرف اسلام منسوب کیا گیا کہ وہ مسلمان تھے اور دنیا میں اسلام ہی کا پرچار کیا۔حضرت یوسفؑ فرماتے ہیں ’’اے میرے پروردگار تو دنیا اور آخرت میں میرا کام بنانے والا ہے۔تو مجھے مسلمان اٹھانا اور ان سے ملانا جو تیرے قرب خاص کے لائق ہیں‘‘۔(سورۃ یوسف،آیت 101) توحضرت یوسفؑ کا دین بھی اسلام ہی ثابت ہوا۔---حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی’’اے میرے بیٹوں تمہارے لیے اللہ نے دین اسلام کو پسند اور منتخب کیا تو اسلام پر ہی مرنا کہ یہی تمہارا دین ہے‘‘۔(سورۃ بقرہ،آیت 132) حضرت موسیٰؑ نے فرمایا’’میرا دین اسلام ہے جو خود اسلام سے نقل کیا ہے،حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں نے اسلام قبول کرتے ہوئے فرمای:’’اے مسیح آپؑ گواہ رہیں کہ ہم سب مسلمان ہیں‘‘۔(سورۃ آل عمران،آیت نمبر52) تو دین عیسویؑ بھی اسلام ہے۔ حضرت سلیمانؑ پر جب ملکہ بلقیس ایمان لائی تو کہتی ہے میں اس سے پہلے گناہ گار تھی مگر اب میں سلیمان کے ہاتھ پر اسلام لائی ہوں۔توحضرت سلیمانؑ کا دین بھی اسلام تھا تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کوئی نیا دین لے کر نہیں آئے جو پیغام سب انبیاء علیہ السلام کا تھا وہی آپ خاتم النبیین ﷺ کا تھا وہی جو دین سب انبیاء علیہ السلام لائے تھے وہی آپ خاتم النبیین ﷺ لائے جس طرح ہر دین کا نام اسلام تھا۔اسی طرح آپ خاتم النبیین ﷺ کے دین کا نام بھی اسلام تھا---گویا شروع میں دین ایک بچے کی طرح تھا،حضرت آدم علیہ السلام جو دین لائے تھے وہ چھوٹا سا تھا،ان کے لیے چھوٹی سی شریعت رکھی تھی۔ایک وقت کی نماز تھی اور وہ بھی اس طرح نہیں تھی جیسا کہ اب اسلام میں ہے۔بس اللہ تعالیٰ کے آگے نیاز مندی سے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو جانا تھا۔یہ قیام،رکوع،تشہد،جلسہ،قومہ،سجدہ،کچھ نہ تھا پھر آہستہ آہستہ شریعت کے احکامات بڑھے اور شریعت محمدی خاتم النبیین ﷺ کے احکامات مکمل تفصیل کے ساتھ آ گئے **تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے جو شریعت پیش کی وہ دین کی تکمیل ہے۔**

دین اسلام میں صرف شرک ہی سے روکا نہیں گیا بلکہ اسباب شرک بھی شریعت محمدی خاتم النبیین ﷺ میں قطع کر دیئے گئے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "شرک سے بھی ہلکی چال میں رینگتا ہے،جیسے پتھروں پر چیونٹی کی چال‘‘۔ (مسند احمد،جلد5،حدیث نمبر5696)

1) آدمی شرک میں مبتلا ہوتا ہے اور اسے اسکی خبر نہیں ہوتی مثلاً اگر کوئی شخص نماز پڑھنے لگے اور دل میں یہ خیال کرے کہ مجھے کوئی دیکھے جو نمازی کہے،اور کسی کے آنے پر نہایت آرام وسکون سے نماز ادا کرنے لگے تو یہ نماز اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں ہوگی بلکہ اس کے لیے ہوگی جس کو دکھانا مقصود تھا تو یہ ریا(دکھاوا) شرک اصغر ہے۔

2)ایک شرک اس سے بھی زیادہ باریک ہے یعنی کوئی بھی دیکھنے والا نہ دیکھے پھر بھی شرک میں مبتلا ہو گیا اور وہ ہے ’’عُجب‘‘ تکبر اور عجب میں یہ فرق ہے کہ تکبر میں انسان اپنے آپ کو بڑا اور دوسرے کو حقیر جانتا ہے لیکن عُجب میں انسان دوسرے کو حقیر نہیں جانتا بس اپنے آپ کو برتر سمجھتا رہے یعنی آدمی تنہائی میں عبادت کر رہا ہے لیکن اس کے دل میں یہ بات ہے کہ میرے جیسی عبادت کوئی نہیں کر سکتا اسے خود بینی بھی کہتے ہیں۔ایسے شخص کی عبادت اللہ کے لیے نہیں ہوتی بلکہ اس کے نفس کے لیے ہوتی ہے۔ شیطان خود بینی میں مبتلا ہوا تھا اور خود بین بندہ خدا بین نہیں ہوا کرتا،جس نے اپنے آپ کو کچھ جانا اس نے خدا کو نہ جانا۔جو اللہ کو جان لیتا ہے وہ اپنی ذات کی نفی کر دیتا ہے۔

(3) حدیبیہ کے مقام پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے 100 صحابہ سے جہاد کے لیے بیعت کی تھی،آپ خاتم النبیین ﷺ ایک کیکر کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے اور اس کے نیچے بیٹھ کر ہی بیعت کی۔وہ وقت ختم ہو گیا یہ واقعی اثر والی بات ہے کہ بزرگ اور اہل اللہ جہاں بیٹھ جاتے ہیں وہاں بھی برکت کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں تو سید الاولین،آخرین کسی جگہ پر بیٹھیں اور وہاں برکت نہ ہو یہ ناممکن تھا۔اس درخت میں برکت کے آثار پیدا ہوئے۔صحابہ کرامؓ نے یہ شروع کیا کہ جب وہاں سے گزرتے تو اس درخت کے نیچے دو رکعت نماز پڑھتے،دعا کرتے،اگر نماز کا وقت ہوتا تو نماز ادا کرتے اور دعا کرتے اور کچھ نہیں تو تھوڑی دیر وہاں بیٹھ کر تسبیح وتہلیل تو کر ہی لیتے تھے۔ یہ تو تھے عارفین،اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی پہچان رکھنے والے یہ محض برکت حاصل کرنے کے لیے بیٹھتے تھے۔درخت کی پوجا کرنے کے لیے نہیں بیٹھتے تھے۔اگلوں کے نزدیک یہ بابرکت درخت پوجا کا مرکز بن جاتا ،معبود بن جاتا اور تیسری چوتھی نسل اس کے آگے ہاتھ جوڑ کر بیٹھ جاتی اور اسی کو معبود سمجھ بیٹھتی۔یہاں سے ہی شرک کی ابتداء شروع ہو جاتی۔اس لیے حضرت عمرؓ نے اس درخت ہی کو کٹوا دیا۔

اسباب معاصی بھی اسلام میں حرام ہیں۔ 1- ایسی تعظیم سے بھی روکا گیا ہے جس سے شرک کا وہم بھی پیدا ہو۔جیسے فقہا کا کہنا ہے کہ جب سلام کرو تو جھک کر مت کرو۔ مسلمانوں کا سلام اسلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہے اس میں جھکنا جھکانا نہیں ہے،تھوڑا سا جھک جائیں تو اس میں مضائقہ نہیں ہے لیکن اتنا جھک گیا کہ رکوع کی شکل اختیار کر لی تو یہ گناہ ہے-

2- اجنبی عوت پر ارادے سے نگاہ ڈالنا ممنوع ہے۔اس کو ہاتھ لگانا ممنوع ہے، حالانکہ عورت کو دیکھنا کوئی ممنوع چیز نہیں ہے،بری بات نہیں،فعل تو وہ برا ہے جس کو زنا کہتے ہیں مگر چونکہ عورت کو دیکھنا زنا کے لیے سب سے پہلے ذریعہ بنتا ہے۔اس لیے اس کے دیکھنے ہی کو ممنوع قرار دیا گیا ہے،فرمایا خوشبو لگا کر عورت باہر نہ نکلے اس

لیے کہ خوشبو ایک دعوت ہے کہ مجھے دیکھو کہ جب خوشبو ناک میں پہنچے گی تو لوگوں کی توجہ اس طرف جائے گی جہاں سے خوشبو آرہی ہے۔تو حدیث میں ہے کہ خوشبو لگا کا باہر جانے والی عورت زانیہ کے حکم میں آتی ہے۔ایسے زیورات پہن کر عورت کو باہر نکلنے سے منع کر دیا گیا ہے جس کی آواز دوسروں تک پہنچے، کیونکہ یہ بھی اپنے آپ کو دکھانے کی ایک دعوت ہے۔اب یہ چیزیں اپنی ذات سے ناجائز نہیں تھیں لیکن اس لیے ممنوع قرار دے دیں گئیں کہ کہیں ذریعہ بن جائیں۔اس کو شریعت کی اصطلاح میں ''سدِ ذرائع'' کہتے ہیں، یعنی وسائل ہی کو روک دو تا کہ آدمی مقاصد تک نہ پہنچ پائے۔

3- دیکھئے! روکنا تو چوری کا مقصود ہے کہ دوسرے کا مال نہ جائے لیکن تاڑ لگانا، ٹوہ لگانا، تجسس کرنا، نقب لگانا، دیوار کو دیکھنا کہ اینٹ کہاں سے کمزور ہے، مال کہاں رکھا جاتا ہے، یہ سب ممنوع قرار دے دیا گیا ہے اس لیے کہ جو آج دیکھ رہا ہے وہ کل چوری بھی کرے گا اور یہی چیزیں ذریعہ بن جائیں گی۔تو چوری کو روکنے کے لیے اس کے تمام ذرائع اور اسباب ممنوع قرار دے دیئے گئے۔

4- حدیث پاک ہے ''جو جادوگر کے پاس گیا اس نے شریعت محمدی خاتم النبیین ﷺ سے کفر کیا۔'' (مشکوۃ المصابیح) حالانکہ جادوگر کے پاس جانا اپنی ذات سے تو کفر نہیں ہے اس لیے کہ جب وہ جادوگر کے پاس گیا تو اس نے اسلام سے تو انکار نہیں کیا۔قیامت کا انکار نہیں کیا۔فرشتوں سے انکار نہیں کیا، ایمان کا تعلق تو ان چیزوں سے ہے۔اور یہ ساری چیزیں تو موجود ہیں پھر کفر کیسے کیا؟ فرمایا گیا کہ اس لیے کہ جو آج کسی جادوگر کے پاس جائے گا تو سب سے پہلے اس کے دل سے جادو کی برائی نکل جائے گی کہ وہ جو دل میں بیٹھا ہوا تھا کہ جادو کرنا حرام ہے وہ حرمت دل سے نکل جائے گی۔دوسرے دن وہ جا کر ایک منتر سیکھے گا، تیسرے دن وہ خود منتر کرنے لگے گا۔چوتھے دن اچھا خاصا جادوگر بن جائے گا اور کفر میں مبتلا ہو جائے گا۔اس سے بچانے کے لیے شروع ہی سے روکا کہ جادوگر کے پاس جانا ہی کفر ہے۔

5- روکنا شراب سے مقصود تھا، فرمایا ''جس چیز کے زیادہ حصہ میں نشہ ہے اس کا کم حصہ بھی ناجائز اور حرام ہے۔'' یعنی شراب کا گلاس پینا تو حرام ہے ہی اس کا ایک قطرہ چکھنا بھی حرام ہے۔اگر کوئی یہ سوال کرے کہ شراب اس لیے حرام کی گئی ہے کہ نشہ لاتی ہے اور نشہ میں آدمی کی عقل ختم ہو جاتی ہے تو ایک قطرہ چکھنے سے تو نشہ پیدا نہیں ہوتا یہ کیوں حرام ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس نے آج ایک قطرہ پیا ہے وہ کل ایک گھونٹ پیئے گا۔جو کل ایک گھونٹ پیئے گا پرسوں ایک گلاس پیئے گا اور چوتھے دن وہ پکا شرابی بن جائے گا۔تو ایک قطرہ ہی کو ممنوع قرار دے دیا جاتا ہے کہ اس کے پینے کی ابتداء ہی نہ کی جائے۔ابتداء ہی سے سدباب کر دیا گیا۔

اسباب گناہ سے روکا گیا ہے لیکن اسباب فرائض پر اجر رکھا گیا ہے۔

اسباب فرائض پر اجر و ثواب: اب جو فرائض ہیں ان کا اصل مقصد تو فرض کو ادا کرنا ہے لیکن فرض کو انجام دینے کے لیے اسباب کا سلسلہ بچھا دیا گیا ہے۔فرمایا جب آدمی وضو کرتا ہے تو جس عضو کو دھوتا ہے اس عضو سے کئے گئے گناہ اس سے جھڑ جاتے ہیں۔جمعہ کے لیے جانے میں ہر قدم پر ثواب رکھا گیا ہے۔ نماز کا انتظار کرنے پر عبادت کا ثواب ہے۔غرض فرض عبادت کے بجالانے کے لیے جو جو کام ادا کئے جائیں گے سب پر اجر و ثواب۔جمعہ کی نماز کے لیے تیاری، نہانا، صاف کپڑے پہننا، ناخن کاٹنا، سر میں تیل لگانا، خوشبو لگانا، ان سب پر اجر و ثواب رکھا گیا ہے۔اب تیاری ہے جمعہ کی نماز کی اور تمام اسباب پر اجر و ثواب رکھا گیا ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ رحمت بن کر آئے۔ اس لیے بنیادی طور پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے حقوق تین ہیں: 1۔عظمت 2۔محبت 3۔متابعت

1۔**عظمت:** - یہ کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو اتنا بڑا جانا جائے کہ کائنات میں اتنی بڑی ہستی ہے ہی نہیں جتنی بڑی آپ خاتم النبیین ﷺ کی ہستی ہے۔

2۔**محبت :** - یہ کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے وجود سے ہمارا ایمان قائم ہے آپ خاتم النبیین ﷺ نہیں تو ایمان نہیں۔تو فقط محبوب ہی محبوب نہیں، محبوب کی ادائیں بھی محبوب، محبوب کا گھر بھی محبوب۔آپ خاتم النبیین ﷺ کا شہر مدینہ ہے تو مدینہ محبوب، مسجد نبوی محبوب مدینے کے رہنے والے (آپ خاتم النبیین ﷺ کی پڑوسی) بھی ہمیں محبوب، وطن بھی، مکان بھی اور وہاں کے باشندے بھی محبوب۔**محبت اور عظمت تو کرنے والوں نے کی ہم تو بس محبت اور عظمت کا دعویٰ ہی کرتے ہیں۔**

حضرت امام مالکؒ نے آخری عمر مدینہ میں گزاری کبھی بھی پاؤں میں جوتے نہیں پہنے۔آپ آخری عمر میں حج کے لیے مکہ جاتے ہوئے خوف کھاتے تھے کہ کہیں موت مدینے سے باہر نہ ہو جائے۔ایک مرتبہ حج کا زمانہ آگیا اور آپ اس فکر میں تھے کہ رات کو ایک خواب دیکھا اور دیکھا کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ تشریف فرما ہیں۔حضرت امام مالکؒ نے نہایت عاجزی سے پوچھا ''حضور مجھے یہ تو بتا دیجئے کہ میری عمر کتنی ہے تا کہ میں حج پر جا سکوں؟''۔تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک آگے کیا اور آپ کو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی صرف پانچ انگلیاں نظر آئیں اور فوراً ہی آنکھ کھل گئی۔امام مالکؒ حیران ہوئے کہ پانچ انگلیوں سے کیا مراد ہے؟ کیا میری عمر پانچ سال ہے، یا پانچ ماہ یا پانچ ہفتے یا پانچ دن۔کچھ سمجھ میں نہ آیا تو تعبیر خواب کے بڑے ماہر محمد بن سیرین رحمۃ اللہ جو تابعین میں سے تھے اور امام

مالکؒ کے ہم عصر تھے۔ان کے پاس امام مالکؒ نے ایک شخص کو بھیجا اور کہا ''امام سیرین رحمۃ اللہ سے اس کی تعبیر معلوم کرنا اور یہ نہ بتانا کہ یہ خواب امام مالکؒ نے دیکھا ہے۔انہیں کہنا کہ یہ خواب میں نے دیکھا ہے یا کسی نے دیکھا ہے اور اس کی تعبیر معلوم کر کے آؤ''۔وہ شخص محمد بن سیرین رحمۃ اللہ کے پاس آیا اور عرض کی حضرت ایک مسلمان نے یہ خواب دیکھا ہے ''حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا دربار ہے،صحابہ کرامؓ موجود ہیں اور اس نے عرض کیا کہ حضور یہ بتایئے کہ میری عمر کتنی ہے؟اور آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک آگے کیا دیکھنے والے کو پانچ انگلیاں نظر آئیں؟اب آپ بتایئے کہ اس کی تعبیر کیا ہے''؟ امام سیرین رحمۃ اللہ نے کہا ''سچ سچ بتاؤ یہ خواب کس نے دیکھا ہے''؟ اس آدمی نے کہا جس نے دیکھا ہے اس نے اپنا نام ظاہر کرنے سے منع فرمایا ہے''۔امام سیرین رحمۃ اللہ نے جواب دیا ''یہ خواب تو کوئی بہت بڑا عالم ہی دیکھ سکتا ہے اور مدینہ میں اس وقت امام مالکؒ سے بڑا کوئی عالم نہیں۔کیا امام مالک نے تو یہ خواب نہیں دیکھا''؟ وہ شخص بے چارہ چپ ہو گیا۔امام سیرین رحمۃ اللہ نے فرمایا ''جاؤ پہلے نام بتلانے کی اجازت لے کر آؤ پھر تعبیر بتائی جائے گی''۔اس شخص نے آ کر امام مالکؒ سے کہا،''حضرت وہ تو پہچان گئے کہ خواب آپ نے دیکھا ہے لیکن چونکہ آپ کی اجازت نہ تھی اس لیے میں خاموش رہا۔اور چپ چاپ چلا آیا''۔حضرت امام مالکؒ نے فرمایا ''جاؤ نام بتا دو''۔یہ آئے اور کہا ''حضرت امام مالکؒ ہی نے یہ خواب دیکھا ہے۔انہوں نے کہا ''امام مالکؒ سے کہو کہ یہ جو آپ نے ہاتھ کی پانچ انگلیاں دیکھیں ہیں ان سے مراد نہ پانچ برس ہیں نہ پانچ مہینے، نہ پانچ ہفتے اور نہ ہی پانچ دن بلکہ ان سے مراد ہے کہ پانچ باتوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔

1۔قیامت کب آئے گی؟ 2 ۔بارش کب برسے گی؟ 3 ۔ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ 4۔نفس کل مجھ سے کیا کام کرائے گا؟ 5۔کب کس کا انتقال ہو گا؟''

3. تیسرا حق آپ خاتم النبیین ﷺ کی متابعت ہے:-یعنی جو قانون آپ خاتم النبیین ﷺ لے کر آئے ہیں اس کی پیروی اور اطاعت جو سنتیں آپ خاتم النبیین ﷺ سے ثابت ہیں ان کی اتباع۔ایک ایک سنت کی پیروی میں جو نورانی برکت ہے ہم اپنی عقل سے ہزاروں قانون بنالیں ان میں وہ برکت نہیں۔تو ایک ایک سنت ادا کریں یعنی آپ خاتم النبیین ﷺ کے قول وفعل اور عمل کی ایک ایک بات کو سنت سمجھ کر ادا کرنا اور اس ادا کو اختیار کرنے کی کوشش کرنا جو آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس سنت کو ادا کرنے میں اختیار کی یہی متابعت ہے۔

ایک ہے فرض میں اتباع جیسے نماز ہے، جیسے آپ خاتم النبیین ﷺ نے ادا کی ہم نے بھی ویسے ہی ادا کی اور ایک ہے اپنی پوری زندگی کو آپ خاتم النبیین ﷺ کی زندگی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنا- اس کے لیے تعلیم حاصل کی جاتی ہے۔علم سیکھا جاتا ہے، تاکہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی پوری پوری اتباع کی جا سکے۔احکامات کی پیروی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات قرآن پاک میں موجود ہیں لیکن بعض احکام قرآن پاک سے بلا واسطہ نکلتے ہیں اور بعض بواسطہ حدیث نکلتے ہیں۔اور بعض احکام بواسطہ اجتہاد نکالے جاتے ہیں اور انجام کار سب احکامات قرآن ہی کے سمجھے جاتے ہیں، اس کو اس طرح سمجھ لیں کہ نبوت کا ایک آسمان ہے اور سب سے پہلے نور کا ستارہ حضرت آدمؑ کا چمکا اور اس نے آ کر نور پھیلایا۔اس کے بعد حضرت نوحؑ کا چمکا، پھر حضرت ہودؑ کا، پھر حضرت صالحؑ کا پھر پے در پے انبیاء آنے شروع ہوئے پھر حضرت ابراہیمؑ آئے، حضرت موسیٰؑ آئے پھر ہزاروں پیغمبر بنی اسرائیل میں آئے، گویا آسمان نبوت ستاروں سے بھر گیا، مگر دنیا میں چاندنا نہ ہوا، یعنی دن نہ نکلا، رات کی رات ہی رہی پھر فاران کی چوٹیوں سے صبح صادق کا طلوع ہوا، اس نے خبر دی کہ آفتاب نبوت آنے والا ہے، آفتاب نے نکلتے ہی کہا کہ اب میں آچکا ہوں اب ستاروں کی ضرورت نہیں رہی۔نبوت ختم ہو گئی، یعنی مراتب نبوت میری ذات پر منتہا ہو گئے۔اب میری نبوت غروب آفتاب تک رہے گی۔یہاں تک کہ صبح قیامت طلوع ہو گی اور یہ دن ختم ہو جائے گا۔اس کے بعد اللہ کو اختیار ہے کہ دنیا بنائے یا نہ بنائے یا سب کو جنت میں رکھے مگر جب تک دنیا قائم ہے میں آفتاب ہوں اور میرا نور کافی ہے۔

انوار نبوی خاتم النبیین ﷺ کے ظہور کی صورتیں:- نبی کریم ﷺ ختم الانبیاء ہیں یعنی آپ خاتم النبیین ﷺ پر مراتب نبوت ختم ہو گئے ہیں۔اب جتنے بھی مجدد آئیں گے، آئمہ آئیں گے، شہداء آئیں گے، صلحاء آئیں گے، مجاہدین آئیں گے۔ان کے اندر ایک ہی نور کام کرے گا، یعنی ایک ذات اللہ تعالیٰ نے ایسی پیدا کی کہ اس کے انوار بابرکات سے اگلوں کو نبوتیں ملتی چلی گئیں اور پچھلوں کو ولایتیں ملتی چلی گئیں۔پہلے والے نبی بنتے چلے گئے اور بعد والے ولی بنتے چلے گئے تو نبوت بھی وہی سے چلی اور ولایت بھی وہیں سے چلی تو اللہ تعالیٰ نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی ذات کو لا کر نبوت کے تمام مراتب ختم کر دیئے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا"-(ترمذي، السنن، کتاب الفتن، باب: ماجاء لاتقوم الساعة حتی يخرج كذابون، 4:499، رقم:2219)

نبوت کی دو ہی بنیادیں ہیں۔ایک کمال علم اور کمال اخلاق تو آپ خاتم النبیین ﷺ کا علم بھی اعلیٰ اور آپ خاتم النبیین ﷺ کا اخلاق بھی اعلیٰ۔گویا آپ خاتم النبیین ﷺ کی رحمت ہی نے تمام عالمین کو سنبھال رکھا ہے-

عشقِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ

اسلام کی وہ عظیم انقلابی قوت جس سے عالم طاغوت لرزتا تھا وہ عشقِ رسول خاتم النبیین ﷺ تھا۔عشقِ رسول خاتم النبیین ﷺ ہی سے مسلمانوں کی مذہبی اور روحانی زندگی روزِ اوّل سے آج تک وابستہ ہے۔صوفیا اسلام کی تبلیغی کوششوں نے ہر دَور میں مسلمانوں کے دلوں میں عشقِ رسول خاتم النبیین ﷺ کی وہ شمع روشن رکھی جس میں ہماری مِلّی حیات کی بقا موجود تھی۔یہی وجہ ہے کہ اسلام کی تاریخ میں بار ہا سیاسی تغیرات کے باوجود مسلمانوں کا مذہبی اور روحانی نظام زوال پذیر نہ ہو سکا اور اس کی ترقی کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا۔

اسلام دُشمن عناصر اور اسلام دُشمن طاقتیں جانتی ہیں کہ جب تک مسلمانوں کے دل حضور خاتم النبیین ﷺ کی محبت میں غرق رہیں گے وہ اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو حاصل کرنے کی کوششیں کرتے رہیں گے۔چنانچہ اس مقصد کے تحت اہلِ مغرب نے "اسلامی تحقیق" کے نام پر یہ فکری میدان متعصب یہودیوں اور عیسائی طبقہ کے سپرد کر دیا،جنہوں نے اِسلامی تحقیق کے نام پر اِس انداز سے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی سیرت مبارکہ کو اُجاگر کیا کہ ان کتابوں کے مطالعہ سے جو ذہن تشکیل پاتا ہے اُس کا عشقِ رسالت خاتم النبیین ﷺ کے تصور سے دُور کا بھی واسطہ نہیں رہتا۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کی شخصیت کے دو پہلو ہیں:

(1) تشخص محمدی ﷺ (حِسّی پہلو)　　(2) حقیقت محمدی ﷺ (عقلی یا روحانی پہلو)

(1) تشخص محمدی ﷺ (حِسّی پہلو)

اُس جسم اطہر کا نام ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہے اور تمام نبیوں کے بعد اِس دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔حضرت آمنہؓ کے نورِ نظر،حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سرتاج،حضرت فاطمہ زہراؓ،حضرت رقیہؓ،حضرت کلثومؓ،حضرت ابراہیمؓ،حضرت قاسمؓ، حضرت طیب و طاہرؓ کے والد نامدار۔یہ تمام رشتے تشخص محمدی ﷺ کی صفات ہیں۔

(2) حقیقت محمدی ﷺ (عقلی یا روحانی پہلو)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ نے پوچھا"یا رسول اللہ ﷺ آپ خاتم النبیین ﷺ کے لیے نبوت کِس وقت ثابت ہو چکی تھی"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا"اُس وقت جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسد کے رشتے میں منسلک نہ ہوئے تھے"۔(امام ترمذی)

یعنی اُن کے تن میں ابھی جان نہیں آئی تھی،اِس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کر کے حَسن قرار دیا ہے۔

اِس کا مکمل ذکر سورۃ آلِ عمران،آیت نمبر 81،پارہ نمبر 3، میں ہے۔

ترجمہ:"اور یاد کرو وہ وقت کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہ السلام سے عہد لیا تھا کہ جب مَیں تمہیں کتاب وحکمت عطا کر کے معبوث کروں تو اِس کے بعد تمہارے پاس میرا پیارا رسول ﷺ آ جائے تو تم سب کو اِس پر ایمان لانا ہوگا،اور اُس کے مشن کی مدد کرنا ہوگی "۔

یہ ہے حقیقت محمدی ﷺ کہ نہ اولادِ آدم علیہ السلام،نہ بشر،نہ کسی کے باپ،نہ کسی کی اولاد بلکہ کائنات کی اصل۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کی حیات طیبہ کا"حِسّی پہلو" آپ خاتم النبیین ﷺ کے بشری وانسانی اوصاف وکمالات پر مشتمل ہے اس کی اہمیت وافادیت اپنی جگہ مسلم ہے۔لیکن بعض مسلم مفکرین ومصنفین نے جناب رسالتِ مآب خاتم النبیین ﷺ کے فضائل وشمائل کے بیان کو صرف اس حِسّی پہلو تک محدود کر دیا ہے اور وہ عقلی ،روحانی اور معجزاتی پہلو جو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے بلند و بالا کمالاتِ نبوت اور فضائل وشمائل پر مشتمل تھا،اُس کو یہ کہہ کر نظر انداز کر دیا گیا کہ جدید تعلیم یافتہ نسل کو ان مسائل سے کوئی تعلق نہیں۔یہ صرف صوفیا اور عارفین کے لیے ہے۔اور اِس طرح جب آپ خاتم النبیین ﷺ کے روحانی و باطنی فضائل وکمالات کے بیان کو جدید دَور میں غیر ضروری سمجھتے ہوئے ترک کر دیا تو نئی نسل میں دو طرح کے لوگ پیدا ہو گئے۔

(1) مغرب زدہ سیکولر ذہن　　(2) مذہبی ذہن

(1) مغرب زدہ سیکولر ذہن:

جو خود کو"روشن خیال" مسلمان کہتا تھا۔یہود و نصاریٰ کے اِس پروپیگنڈے کے باعث عشقِ رسول خاتم النبیین ﷺ کی دولت سے عاری ہو گیا۔مخالفین

اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔

(2) مذہبی ذہن:

جو یہود و نصاریٰ کے زہریلے پروپیگنڈے کے اثر سے کسی نہ کسی طرح بچ گیا۔ اِس جدید لٹریچر کے باعث "اسلام" اور "بانی اسلام" سے وابستہ تو رہا لیکن "عشقِ رسول خاتم النبیین ﷺ" کے عقیدے کو فرسودہ، غیر ضروری اور شخصیت پرستی کے مترادف سمجھنے لگا۔ اِس طرح دونوں طبقے اِس دولتِ لازوال سے تہی دامن ہو کر روحانی کیفیت سے محروم ہو گئے اور ہماری قومی اور ملّی زندگی تباہی اور بربادی کا شکار ہو گئی۔ دشمن اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔

موجودہ دَور میں "احیائے اِسلام" اور "ملت نشاطِ ثانیہ" کی جس قدر علمی و فکری تحریکیں سامنے آئیں ہیں اُن سب کی تعلیمات کا جو تصور مسلمانوں کی نوجوان نسل کے ذہنوں میں پیدا ہوتا ہے اور ہو رہا ہے وہ یہی ہے کہ اسلام کو بحیثیت نظام قبول کر لینا اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہی کمال ایمان اور محبتِ رسول خاتم النبیین ﷺ ہے۔ اِس اتباع کے علاوہ جناب رسولِ پاک خاتم النبیین ﷺ کی ذات سے خاص قسم کا قلبی اور جذباتی لگاؤ جسے والہانہ عشق و محبت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے (جس کی علامات اور احوال سے اہلِ دل بخوبی واقف ہیں) نہ تو مقصود ایمان کہتے ہیں اور نہ ہی تعلیمِ اسلام، بلکہ یہ تو جاہلانہ شخصیت پرستی کی ایک صورت ہے جو "توحید" کے منافی ہے۔

اِس نام نہاد روشن خیالی سے ہماری حیات ملّی پر جو مضر اثرات مرتب ہوئے ہیں وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔ اَب ضرورت اس امر کی ہے کہ "عشقِ رسول خاتم النبیین ﷺ" کے اصل تصور کو قرآن و حدیث اور سُنتِ صحابہؓ کے آئینے میں اس طرح اُجاگر کیا جائے کہ آج کی نوجوان نسل جو "تلاش حقیقت" میں سرگرداں ہے اس آفاقی حقیقت سے باخبر ہو کر پھر سے آقا و مولا حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ "عشق و محبت" کا وہ تعلق اس طرح استوار کریں کہ اس کی نظروں کو فرنگ کے جلوے کبھی خیرہ نہ کر سکیں۔

آج اِس بات کی اشد ضرورت ہے کہ "قرونِ اولیٰ" کے اُن عشاق صحابہ کرامؓ اور صالحین امت کے تذکرے عام کیے جائیں جنہوں نے اپنی زندگیوں کو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی محبت اور عشق کی بھٹی سے گزارتے ہوئے ایسے نمونے چھوڑے کہ رہتی دنیا تک ہمارے لیے "رہبری کامل" کے نمونے ہیں۔ جب تک آج کا نوجوان طبقہ اپنے سینے سے عشق و محبت کے وہی تیر پھر سے پار نہیں کرتا جس سے حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ، حضرت بلالؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ نے اپنے دل چھلنی کیے تھے۔ یعنی --- جب تک صحابہ کرامؓ کی طرح یہ سوزشِ عشق نہ ہو گی تو معرکہ ہائے بدر و حنین بھی برپا نہ ہو گا۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

آپ خاتم النبیین ﷺ سے محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے۔ قرآن پاک میں سورۃ التوبہ آیت نمبر 24 میں ارشادِ خداوندی ہے:

"اے محبوب! آپ ﷺ فرما دیجیے، اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے خاندان کے لوگ اور معاشرے والے اور وہ مال جو تُم کھاتے ہو اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں خوف ہے اور وہ مکانات جسے تُم پسند کرتے ہو، تم کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ اور اُس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو تم منتظر رہو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے، اور خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیتا"۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ محبتِ رسول ﷺ ایمان کی بنیاد ہے اور یہی ایمان کی معراج اور کمال بھی ہے۔ اَب دیکھنا یہ ہے کہ اِس محبت کے ثواب اور اجر کے لیے اسلامی تعلیمات بالخصوص قرآن و سُنت سے کوئی راہنمائی بھی ملتی ہے؟ یا یہ محض ایک خیالی اور تصور کی حد تک اسلامی عقائد میں شامل ہے۔

(1) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی؟ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نماز کے لیے تشریف لے گئے، جب آپ خاتم النبیین ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "وقوع قیامت کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے"؟ اُس شخص نے عرض کیا، "یا رسول اللہ ﷺ میں یہاں ہوں"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اُس سے پوچھا کہ "تم نے قیامت کے بارے میں کیا تیاری کر رکھی ہے"؟ اُس شخص نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ نماز روزوں کا کوئی بڑا ذخیرہ میرے پاس نہیں ہے البتہ میں اللہ اور اُس کے رسول خاتم النبیین ﷺ سے محبت کرتا ہوں"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے جواب دیا "قیامت میں ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا اور تُو بھی روزِ قیامت

اُس کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہے"۔(جامع ترمذی، جلد 2، حدیث نمبر 2385)

(2)　حضرت انسؓ بن مالکؓ سے مروی ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جو شخص مجھ سے دنیا میں محبت رکھے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا"۔(مشکوۃ المصابیح، جلد 1، حدیث نمبر 175)

(3)　سیدنا انس بن مالکؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں "میں رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے گھر میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس موجود تھا، ایک آدمی نے آکر عرض کیا "اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ! قیامت کب آئے گی "؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "وہ تو قائم ہو کر رہے گی، تم نے اس کے لیے تیاری کیا کر رکھی ہے "؟ اس نے کہا "اللہ کی قسم! میں نے قیامت کے لیے کوئی زیادہ اعمال تو نہیں کیے ہیں، البتہ اتنا ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ سے محبت رکھتا ہوں"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا **"جن کے ساتھ تم کو محبت ہوگی' آخرت میں انہی کے ساتھ ہو گے اور تم جو امید رکھو گے، وہی کچھ تمہیں ملے گا"**۔(مسند احمد، حدیث نمبر 12786)

(4)　نبی کریم خاتم النبیین ﷺ جب حضرت معاذؓ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجنے لگے تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت معاذؓ کو سوار ہونے کا حکم دیا اور خود ساتھ ساتھ پیدل چلے اور کچھ نصیحتیں فرمائیں، جب نصیحتوں سے فارغ ہوئے تو فرمایا: **"اے معاذؓ اب شاید تیری ملاقات مجھ سے نہ ہو، ہاں تجھے میری مسجد اور قبر کی زیارت ضرور نصیب ہوگی"** یہ سُن کر حضرت معاذؓ زار و قطار رونے لگے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اُن کی یہ حالت دیکھی تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف رُخ کر کے فرمایا: **"میرا قرب متقی لوگوں کو نصیب ہوگا، خواہ وہ کوئی ہوں اور کہیں کے رہنے والے ہوں"** اسلام لانے کے بعد صحابہ کرامؓ کو سب سے بڑی خوشی یہ تھی کہ آخرت میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا قرب نصیب ہوگا۔(مشکوۃ المصابیح، جلد 3، حدیث نمبر 5227)

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے کامل محبت کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں:-

(1)　محبت کی پہلی شرط، اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ

(2)　محبت کی دوسری علامت، حُکمِ محبوب کی تعمیل

(3)　محبت کی تیسری شرط، کثرتِ ذکر

(4)　محبت کی چوتھی شرط، اشتیاق دیدار

(5)　محبت کی پانچویں شرط، محبوب خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم و توقیر

(6)　محبت کی چھٹی شرط، ذکرِ محبوب خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم

(7)　محبت کی ساتویں شرط، محبوب کی پسند سے محبت ہے، مثلاً صحابہ کرامؓ سے محبت، اہلِ بیت سے محبت، مہاجرین و انصار سے محبت، اہلِ عرب سے محبت، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی پسندیدہ چیزوں سے محبت، آپ خاتم النبیین ﷺ کے پسندیدہ کھانوں اور لباس سے محبت وغیرہ

(8)　محبت کی آٹھویں شرط، محبوب خاتم النبیین ﷺ کی ناپسند سے نفرت

(9)　محبت کی نویں علامت، محبوب خاتم النبیین ﷺ کے دُشمن سے عداوت

(10)　محبت کی دسویں علامت، قرآن و حدیث سے محبت

(11)　محبت کی گیارویں علامت، اُمتِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کی خیر خواہی

(12)　محبت کی بارہویں علامت، فقر و درویشی کا خوگر ہونا، یعنی محبت کا دعویٰ کرنے والا، زہد و تقویٰ عبادت و ریاضت، مجاہدے کا عادی ہونا، صوفی منش اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی رہنے والا اور فقر و فاقہ کا خوگر ہونا۔

(13)　محبت کی تیرہویں علامت، محبوب خاتم النبیین ﷺ کو ہر عیب سے مبرا جاننا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو جملہ ظاہری و باطنی فضائل و کمالات کا جامع ہونے پر صدق دل سے یقین رکھا جائے، نیز آپ خاتم النبیین ﷺ کو تمام مخلوق میں علم، حلم، خلق، جملہ صفات و کمالات کے اعتبار سے کامل تسلیم کرنا، نیز آپ خاتم النبیین ﷺ کے جود و سخا اور رحمت و احسانات اور کرم و عطا

کو پوری مخلوق بشری کے لیے اس طرح فیض رساں جاننا جس طرح آپ خاتم النبیین ﷺ کی ظاہری حیات مقدسہ میں تھا۔یہی چیز ایمان ہے ورنہ دعویٰ محبت مبنی بر عشق نہ ہوگا۔

محبتِ رسول خاتم النبیین ﷺ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی کیفیت:- (1) سیدہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میرے والد گرامی سارا دن نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے، جب عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر گھر جاتے تو جدائی کے چند لمحات گزارنا مشکل ہوجاتا اور ساری رات ماہی بے آب کی طرح بے تاب رہتے اور کیفیت اُس وقت تک رہتی جب تک صبح آپ خاتم النبیین ﷺ کو دیکھ نہ لیتے۔

(2) سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک دن رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ ایسے وقت میں اپنے حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے کہ پہلے کبھی ایسے وقت میں باہر نہ آئے تھے۔اچانک سیدنا ابوبکر صدیقؓ بھی آ گئے۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا، اے ابوبکر صدیقؓ تم کیسے آئے؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا" آپ خاتم النبیین ﷺ سے ملنے کی خواہش تھی"۔ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ حضرت فاروقِ اعظمؓ بھی آ گئے۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا"اے عمرؓ تم کیسے آئے"؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا بھوک کی وجہ سے حاضر ہوا ہوں"۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" مجھے بھی کچھ ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے"۔آپ خاتم النبیین ﷺ اپنے دونوں ساتھیوں کو لے کر ابوالہیثمؓ کے ہاں تشریف لے گئے، یہ کھجوروں کے باغ کے مالک تھے، اُس وقت گھر پر موجود نہ تھے، ان کی بیوی نے بتایا کہ آتے ہی ہوں گے پانی لینے گئے ہیں، زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ ابوالہیثمؓ آ گئے، جب اُنہوں نے دیکھا کہ آج گھر میں محبوبِ خُدا خاتم النبیین ﷺ اپنے ساتھیوں سمیت تشریف فرما ہیں، تو اُن کی خوشی کی انتہا نہ رہی، حدیث کے الفاظ میں اُن کی کیفیت یوں بیان کی گئی ہے۔

"وہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے قدموں سے لپٹ گئے اور بار بار کہتے تھے، آپ خاتم النبیین ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہتے، تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، کہ آج میرے معزز مہمان سے بڑھ کر (روئے زمین میں) کوئی کسی کا مہمان نہیں ہے"۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کے بیٹھنے کے لیے چادر بچھائی گئی اور پھر اجازت لے کر کھجور کے خوشے توڑ کر آپ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر کئے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے ملاحظہ فرمایا اور کہا" پورے کا پورا خوشہ کیوں لے آئے صرف پکی پکی توڑ کر لے آتے؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ "یارسول اللہ ﷺ بعض اوقات طبع کو کچی اور ادھ کچی، پکی ہوئی سے زیادہ بھلی معلوم ہوتی ہے، اس لیے پورا خوشہ لایا ہوں، جو جی چاہے نوش فرمالیں۔میری خواہش تھی کہ جو میرے آقا خود پسند کریں"۔ (مشکوۃ المصابیح)

(3) شفا شریف میں قاضی عیاضؒ لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے پوچھا گیا"صحابہ کرامؓ کو آپ خاتم النبیین ﷺ سے کِس قدر محبت تھی"؟ انہوں نے جواب دیا "رسول پاک خاتم النبیین ﷺ ہمیں اپنے اموال، اپنی اولاد، اپنے آباؤ اجداد، اپنی بیویوں سے زیادہ محبوب تھے، پھر فرمایا کسی پیاسے کو ٹھنڈے پانی سے جو محبت ہوتی ہے ہمیں اپنے آقا سے اِس سے بڑھ کر محبت تھی"۔

(4) اپنی بیماری کی حالت میں آپ خاتم النبیین ﷺ تین دن تک باہر نہ آئے تو نگاہیں ترس گئیں، آخر کار وہ مبارک لمحہ ایک دن نماز میں نصیب ہوگیا۔امام بخاریؒ نے صحابہ کرامؓ کی والہانہ کیفیت اِس انداز میں بیان کی ہے "آپ خاتم النبیین ﷺ نے حجرہ مبارک سے پردہ اُٹھایا ہی تھا کہ تمام صحابہؓ کی توجہ (نماز ہی میں) حجرہ کی طرف مرکوز ہوگئی یہاں تک کہ مسلمانوں نے نماز ترک کرنے کا ارادہ کرلیا۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے نماز پوری کرنے کا حکم دیا اور پردہ نیچے گرا دیا"۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرامؓ کی حالت:- حضرت انسؓ فرماتے ہیں" آپ خاتم النبیین ﷺ کی تشریف آوری پر مدینے کی ہر شے روشن ہوگئی تھی اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد ہر شے پر تاریکی چھاگئی تھی-" (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 1631)

(1) آپ خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد حضرت بلالؓ کی حالت:- شرح بخاری میں امام کرمانیؒ لکھتے ہیں" جب آقائے دوجہاں خاتم النبیین ﷺ کا وصال ہوا تو حضرت بلالؓ نے دل نہ لگنے کی وجہ سے شہر چھوڑنے کا ارادہ کرلیا، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انہیں روکا اور مسجدِ نبوی میں باقاعدگی سے آذان دینے کے لیے کہا، سیدنا بلالؓ نے آپؓ کی بات سُنی اور کہا" رسول خاتم النبیین ﷺ کے بغیر اَب مدینے میں میرا دل نہیں لگتا اور نہ ہی مجھ سے ان خالی اور افسردہ مقامات کو دیکھنے کی قوت ہے جن میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے، اَب مدینے میں میرا رہنا دشوار ہے"۔

حضرت بلالؓ مدینے کو چھوڑ کر ملک شام کے شہر حلب میں چلے گئے، تقریباً چھ ماہ کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی، حضور پاک خاتم

النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: **"اے بلالؓ تُو نے ہم سے ملنا چھوڑ دیا، ہماری ملاقات کو تیرا جی نہیں چاہتا"** حضرت بلالؓ خواب سے بیدار ہوئے تو اپنی اونٹنی پر لبیک یا سیدی ﷺ، لبیک یا سیدی ﷺ کہتے ہوئے روانہ ہوئے اور سب سے پہلے مسجدِ نبوی میں داخل ہو کر یا رسول اللہ ﷺ یا رسول اللہ ﷺ کہتے ہوئے آپ خاتم النبیین ﷺ کو ڈھونڈنا شروع کر دیا۔ کبھی مسجد میں جاتے تو کبھی حجروں میں، جب آپ خاتم النبیین ﷺ کو کہیں نہ پایا تو قبرِ اطہر پر سر رکھ کر رونا شروع کر دیا اور کہا **"یا رسول اللہ ﷺ آپ خاتم النبیین ﷺ نے تو کہا تھا کہ آ کر مل جاؤ"** یہ کہہ کر روتے روتے بے ہوش ہو گئے، کافی دیر کے بعد ہوش آیا اتنے میں سارے مدینے میں اطلاع ہوگئی کہ موذن رسول خاتم النبیین ﷺ مدینے میں آئے ہوئے ہیں۔ تمام لوگ حضرت بلالؓ کے گرد جمع ہو گئے۔ حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ نے آپؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا **"اے بلالؓ ہم آپؓ سے وہی آذان سُننا چاہتے ہیں جو آپؓ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو سنایا کرتے تھے"** اَب حضرت بلالؓ کو انکار کرنے کا چارا نہ رہا، لہٰذا اذان شروع کی، ابتدائی الفاظ **"اللہ اکبر، اللہ اکبر"** ادا کیے تو اہلِ مدینہ سسکیاں لے کر رونے لگے، جیسے آپؓ آگے بڑھتے جاتے جذبات میں اضافہ ہوتا جاتا، جب آپؓ **"اشھد ان محمد رسول اللہ"** کے کلمات پر پہنچے تو تمام لوگ حتیٰ کہ پردہ نشین خواتین بھی گھروں سے باہر آ گئیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی وفات کے بعد اہلِ مدینہ پر اُس دن سے بڑھ کر رقت کبھی طاری نہیں ہوئی۔ آذان کے ان الفاظ کے ساتھ حضرت بلالؓ نے جب دائیں جانب منبرِ رسول خاتم النبیین ﷺ کو خالی دیکھا تو غمِ رسول خاتم النبیین ﷺ میں ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے۔ اس کے بعد دوبارہ شام چلے گئے۔

(2) آپ خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عمرِ فاروقؓ کی حالت:- آپ خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عمرِ فاروقؓ نے ہجر و فراق کے لمحات میں یہ الفاظ کہے **"یا رسول اللہ ﷺ آپ خاتم النبیین ﷺ پر میرے ماں باپ قربان اور آپ خاتم النبیین ﷺ کو سلام ہو، آپ خاتم النبیین ﷺ کی تواضع و انکساری کی حد ہے کہ عرش کے مہمان ہو کر ہم فرشیوں کے ساتھ رہے، سواری کی اور ہم جیسوں کو پیچھے بٹھایا"**-

(3) آپ خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد حضرت علیؓ کی حالت:- سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد جمعرات کی صبح کو (یعنی تین دن کے بعد) ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک سفید ریش اونٹ پر سوار ہو کر آیا۔ اُس نے اپنی سواری کو مسجد کے دروازے پر باندھا اور یہ کہتا ہوا مسجد کے اندر داخل ہوا "تم پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو " کیا تم میں محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ موجود ہیں؟" حضرت علیؓ نے اُس سے پوچھا، تجھے اُن سے کیا کام ہے؟ اُس شخص نے جواب دیا کہ " میں یہودی علماء میں سے ہوں، 80 سال سے تورات کا مطالعہ کر رہا ہوں، اُس میں بہت جگہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے اِس نبی (محمد ﷺ) کا تفصیل سے ذِکر کیا ہے۔ مَیں اِس ذکر سے متاثر ہو کر یہاں آیا ہوں اور مَیں آپ خاتم النبیین ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے آیا ہوں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: "لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ کا تو وصال ہو چکا ہے" - اُس عالم نے افسوس کا اظہار کیا اور پوچھا" کیا اُن کی کوئی اولاد ہے؟" حضرت علیؓ نے حضرت بلالؓ سے کہا کہ انہیں حضرت فاطمہؓ کے پاس لے جاؤ۔ حضرت فاطمہؓ کے پاس پہنچ کر اُس نے اپنا تعارف کروایا اور اس بات کی خواہش کی کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا دیں تاکہ مَیں اُس کی زیارت کر سکوں۔ حضرت فاطمہؓ نے حضرت حسینؓ سے فرمایا" وہ کپڑا جو آپ خاتم النبیین ﷺ نے وصال کے وقت پہنا ہوا تھا لے آؤ" چنانچہ وہ کپڑا لایا گیا۔ اُس عالم نے حضرت حسینؓ سے وہ کپڑا لیا، اُسے سونگھا اور اپنے چہرے پر ملنے لگا اور اُس کپڑے کی خوشبو سونگھتے ہوئے بار بار کہتا **"اس صاحبِ ثواب پر میرے ماں باپ قربان، اس صاحب ثواب پر میرے ماں باپ قربان"** اس کے بعد کپڑا لوٹایا اور حضرت علیؓ کے پاس واپس آئے اور یہ خواہش کی آپ خاتم النبیین ﷺ کا تذکرہ اس انداز میں کریں گویا مَیں اُن کو دیکھ رہا ہوں، یہ سُن کر حضرت علیؓ رو پڑے اور فرمایا: "اللہ کی قسم آپ خاتم النبیین ﷺ کی زیارت کا تجھے جس قدر شوق ہے اِس سے کہیں بڑھ کر اپنے حبیب خاتم النبیین ﷺ سے ملاقات کا مجھے شوق ہے"-

(4) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد ایک دن حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرِ فارقؓ نے کہا کہ چلیں حضرت اُم ایمن سے ملاقات کر آئیں۔ کیونکہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اپنی حیات مبارکہ میں اکثر اُن سے ملاقات کو جایا کرتے تھے، جب یہ دونوں حضرات اُن کے گھر پہنچے تو اُن کو دیکھ کر حضرت اُم ایمنؓ نے رونا شروع کر دیا۔ انہوں نے کہا" آپؓ کیوں روتی ہیں؟ کیا آپؓ کو معلوم نہیں ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کے مقام سے زیادہ بہت بہتر مقام میں ہیں"؟ یہ سُن کر حضرت اُم ایمنؓ نے فرمایا" میں جانتی ہوں کہ وہاں پر آپ خاتم النبیین ﷺ اعلیٰ مقام پر ہیں، لیکن مَیں اس بات پر روتی ہوں کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتِ وحی سے محروم ہو گئے، اللہ تعالیٰ کی وہ پیاری باتیں جو صبح و شام سُننے کو ملتی تھیں اب نہیں رہیں" یہ سُن کر اِن دونوں کی آنکھوں سے بھی آنسو نکل پڑے۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد اکثر صحابہ کرامؓ مغموم رہتے تھے، یہاں تک بعض صحابہ کرامؓ نے مسکرانا چھوڑ دیا تھا۔

(5) حضرت ابو جعفرؒ سیدہ فاطمہؓ کے بارے میں فرماتے ہیں "میں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی وفات کے بعد کبھی حضرت فاطمہؓ کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا"۔

(6) حضرت امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ جب رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ کی تدفین ہو چکی اور صحابہ کرامؓ واپس آئے تو حضرت فاطمۃ الزہرہؓ نے تدفین کرنے والے صحابہ کرامؓ میں سے حضرت انسؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: "اے انسؓ! تم لوگوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ پر مٹی ڈالنے کو کیسے گوارا کر لیا؟ اے انسؓ! تم لوگوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ پر مٹی ڈالنے کو اور دفن کرنے کو کیسے گوارا کر لیا"؟ حضرت حمادؒ سے منقول ہے کہ جب یہ روایت حضرت انسؓ کے شاگرد مشہور تابعی ثابت البنانیؒ بیان کرتے تو اتنا روتے کہ اُن کی پسلیاں اپنی جگہ سے ہل جایا کرتیں تھیں۔

یہ وہ چند روایات ہیں جن میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے محبت کرنے والے چند جانثار صحابہ کرامؓ کی کیفیات اور قابل رشک احساس پر مبنی حالات بیان ہوئے ہیں۔ کتب احادیث میں ایسے اَن گنت واقعات موجود ہیں جو ہمیں آج بھی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے عشق کی ترغیب دیتے ہیں۔ یہ چند حقائق صرف اور صرف اِس لیے بیان کیے گئے ہیں تاکہ لوگوں کو مادہ پرستی کے دَور میں پھر سے اپنے پیغمبرِ اعظم حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی صورت و سیرت کے وہ دلفریب انداز اپنی طرف متوجہ کریں جو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ جیسے برگزیدہ صحابہ کرامؓ کی بیقراریوں کا مداوا تھے، اور پھر ہم اپنی جھوٹی اور ناپائیدار صرف زبانی محبتوں کے بتوں کو توڑ کر اُس حسنِ مطلق کی رعنائیوں کا اگر مشاہدہ نہیں تو کم از کم اندازہ کر سکیں۔ کیونکہ ہم اِس رعنائی حسن سے بے گانہ ہو چکے ہیں، یہی جمال جہاں آرا ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے۔ اِسی محبوب خاتم النبیین ﷺ سے محبت کی محرومی نے ہمارے شب و روز تاریک کر دیئے ہیں اور اِسی مرکز مہر و وفا سے ہمارے رابطے منقطع ہو چکے ہیں۔ اس لیے محبت اور عشق کی باتیں اور ہجر و فراق کی داستانیں کبھی قدامت پرستی اور کبھی قصہ ہائے پارینہ معلوم ہوتے ہیں۔

افسوس صد افسوس! ہم بلالؓ کی محبت ہی دیکھ لیتے، ہم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عشق کو ملاحظہ کر لیا ہوتا، کچھ نہیں تو کھجور کے خشک تنے کی آہ و زاری اور چیخ و پکار کا مقصد ہی معلوم کر لیا ہوتا، تو عشق رسول خاتم النبیین ﷺ کو "جنون" کا نام دے کر ہم میں سے بعض اِس حقیقت سے چھٹکارا حاصل نہ کرتے، اور اگر ہم جمالِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ سے بے گانہ نہ ہوتے تو آج زوال اور انحطاط کا یہ دور دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔

پس عشق رسول خاتم النبیین ﷺ ہمارا نکھار ہے۔ نسبت رسول خاتم النبیین ﷺ ہماری طاقت اور محبت رسول خاتم النبیین ﷺ وہ آئینہ ہے جس میں ہم فرش سے عرش تک دیکھ سکتے ہیں جنہیں یہ نظر عطا ہوتی ہے۔ اُن پر بڑی پابندیاں ہوتی ہیں۔ کچھ کہہ نہیں سکتے۔ عشق میں شکر ہوتا ہے۔ یہ عشق کی فطرت ہے کہ ہر عظمت محبوب سے منسوب کر کے خوش ہوتا ہے۔ عقل محدود ہے۔ عشق لامحدود اِس لیئے حساب سے بے نیاز ہے۔ عشق تو سب کچھ نثار کرنے کے بعد بھی یہی کہتا ہے کہ " حق ادا نہ ہوا "۔

عشق عشق تے ہر کوئی کردا، عشق کماوے کوئی ھو
مرگئے مرگئے ہر کوئی آکھے، مر کے وکھاوے کوئی ھو
زبانی کلمہ ہر کوئی پڑھدا، دِل دا پڑھدا کوئی ھو
دِل دا کلمہ عاشق پڑھدے، کی جانن ہرجائی ھو

****

سراج منیر خاتم النبیین ﷺ

سورہ الاحزاب، آیت نمبر 46-45 میں فرمان الٰہی ہے: یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا -- وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا

ترجمہ: "اے نبی (خاتم النبیین ﷺ) بیشک ہم نے آپ کو (حق اور خَلق کا) مشاہدہ کرنے والا اور (حُسنِ آخرت کی) خوشخبری دینے والا اور (عذابِ آخرت کا) ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے- اور اس کے اِذن سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور منوّر کرنے والا آفتاب (بنا کر بھیجا ہے)"-

حضرت نضر بن انس بن مالک ؓ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، کہتے ہیں "میں نے نبی خاتم النبیین ﷺ سے سوال کیا" آپ خاتم النبیین ﷺ قیامت کے دن میری سفارش کریں گے "؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ضرور کروں گا"۔ میں نے کہا "اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ قیامت کے دن میں آپ خاتم النبیین ﷺ کو کہاں تلاش کروں "؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "سب سے پہلے تم مجھے پل صراط پر تلاش کرنا"، میں نے کہا "اگر میں آپ خاتم النبیین ﷺ سے پل صراط پر نہ مل سکوں "؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "تب میزان کے پاس مجھ سے ملنا"، میں نے کہا "اگر میں آپ خاتم النبیین ﷺ کو میزان کے پاس نہ پاؤں تو "؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "تو حوض پر پاؤ گے، ان تین مقامات میں سے کہیں نہ کہیں ضرور پاؤ گے"۔ (السلسلۃ الصحیحۃ، حدیث نمبر 2524)

جن لوگوں کے دل میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے ملاقات کی تڑپ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کی ملاقات کا سبب خود ہی بنا دیں گے۔

ایک یہ ہے کہ ہمیں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے محبت ہے اور ایک یہ کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو ہم سے محبت ہے۔ ان میں کونسی چیز بڑی ہے؟ ایک صحابی نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ کسی بندے سے محبت ہے، ان کے اعمال ایک جیسے نہیں ہیں۔ ان کی آپس میں ملاقات نہیں ہوتی، لیکن محبت ہے، کیا اس کو کوئی فائدہ ہے؟ جس طرح ہمیں صدیق اکبر ؓ سے محبت ہے؟ جس طرح ہمیں حضرت علی ؓ سے محبت ہے، ہمارے اعمال اور ہیں ان کے اعمال اور، ہمارا کردار اور ہے، ان کا کردار اور۔ تو کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں یہ محبت فائدہ دے گی؟ فرمایا ہاں یہ محبت فائدہ دے گی۔ ''جس کو جس سے محبت ہوگی وہ حشر میں اسی کے ساتھ ہوگا''۔ اگر چھوٹے کو بڑے سے محبت ہے۔ ہمیں اتباع مصطفی خاتم النبیین ﷺ کے صدقے میں شفاعت مصطفی خاتم النبیین ﷺ کے صدقے میں جنت تو ملے گی لیکن جنت کے ادنیٰ درجے میں جگہ مل جائے گی۔ جتنے قرآن پاک کے حروف ہیں جنت کے اتنے درجے ہیں۔ معمولی درجے بھی ہیں اور سب سے اعلیٰ ''علیین' بھی ہیں اور وہ بھی ہیں جہاں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا مقام ہے۔ اب ہم ہیں سب جنت میں اور حدیث پاک بتا رہی ہے کہ جس کو جس سے محبت ہوگی وہ اس کے ساتھ ہوگا۔ اب ہم کو حضرت صدیق اکبر ؓ سے حضرت علی ؓ سے محبت ہے۔ تو کہاں صدیق اکبر ؓ کا جنت کا ٹھکانہ اور کہاں حضرت علی ؓ کا جنت کا گھر اور کہاں ہمارے ٹھکانے اور ہمارے گھر؟ تو کیا آپ صدیق اکبر ؓ یا حضرت علی ؓ اپنا ٹھکانہ چھوڑ کر ہمارے پاس آئیں گے؟ کیا ہماری محبت کھینچ کر ان کو ہمارے پاس لائے گی؟۔ اب حدیث پاک ہے، نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا کہنا بالکل ٹھیک ہے کہ ''جس کو جس سے محبت ہوگی وہ اس کے ساتھ ہوگا''۔ اب ایک ان میں ادنیٰ ہے۔ ایک ان میں اعلیٰ ہے۔ ایک قطرہ ہے، دوسرا سمندر ہے، ایک فرش ہے۔ دوسرا عرش ہے، تو کیا اوپر والا نیچے آئے گا۔ نہیں نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ نیچے والا اوپر جائے گا۔ محبت کرنے والے امتی آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس جائیں گے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ امتیوں کے پاس نہیں آئیں گے۔

اب ہمارے اعمال ان جیسے نہیں ہمارے اعمال اور ان کے اعمال میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اگر صحابہ کرام ؓ کو ہم دیکھ لیں تو ہم سمجھیں گے کہ مجنوں (اللہ اور نبی کی ذات میں محو) بیٹھے ہوئے ہیں اور صحابہ کرام ؓ ہمیں دیکھ لیں تو سمجھیں گے کہ یہ کفار بیٹھے ہوئے ہیں (وضع قطع کے اعتبار سے) لیکن اگر ہم فرائض اور اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ کے پابند ہیں اور ہمیں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے محبت ہے تو یہ محبت ہمیں اٹھا کر اوپر والے درجے میں لے جائے گی۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ والے درجے میں لے جائے گی۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے محبت نہیں ہے۔ تو ایمان نہیں ہے اولیاء کرام ؒ سے محبت نہیں ہے تو ان کا ساتھ نہیں ہے۔ جو بھی تھوڑی بہت محبت ہو اور خلوص والی ہو تو وہ ہمیں تحت الثریٰ سے اٹھا کر عرش معلیٰ پر لے جائے گی۔ سورہ یونس، آیت نمبر 62 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ ''عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ ''خبردار رہو کہ اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے''۔

اس کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ جو اللہ والے ہیں ان کو جہنم کی کوئی فکر نہیں۔ وہ اس سے بے خوف ہیں، انہیں اپنی ذات سے متعلق کوئی ڈر نہیں کہ وہ جہنم میں چلے جائیں

گے۔اس کو خوف کہتے ہیں اوران کو حزن نہیں ہے۔ان کو غم بھی نہیں ہوگا۔غم کس کو نہیں ہوگا ؟؟جس نے اپنی زندگی اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ، محبت رسول خاتم النبیین ﷺ، تعظیم رسول خاتم النبیین ﷺ، اور ادب رسول خاتم النبیین ﷺ میں گزاری ہوگی۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا فرمان ہے "جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی،جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی"۔(مشکوۃ)

حضرت زید بن ارقمؓ نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ (غزوہ بنی مصطلق میں) جہاد کے لیے نکلے،وہ فرماتے ہیں "ہمارے ساتھ کچھ اعرابی(بدو) بھی تھے (جب کہیں پانی نظر آتا) تو ہم ایک دوسرے سے پہلے پہنچ کر حاصل کر لینے کی کوشش کرتے،اعرابی(بدو) پانی تک پہنچنے میں ہم سے آگے بڑھ جاتے (اس وقت ایسا ہوا) ایک دیہاتی اپنے ساتھیوں سے آگے نکل گیا،جب آگے نکلتا تو حوض کو بھرتا اور اس کے اردگرد پتھر رکھتا،اس پر چمڑے کی چٹائی ڈال دیتا،پھر اس کے ساتھی آتے،اسی موقع پر انصاریوں میں سے ایک اعرابی کے پاس آیا،اور اپنی اونٹنی کی مہار ڈھیلی کر دی تاکہ وہ پانی پی لے،مگر اس اعرابی شخص نے پانی پینے نہ دیا،انصاری نے بندھ توڑ دیا-اعرابی نے لٹھ اٹھائی اور انصاری کے سر پر مار کر اس کا سر زخمی کر دیا،وہ انصاری منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی کے پاس آیا،وہ ان کے (ہم خیال) ساتھیوں میں سے تھا،اس نے اسے واقعہ کی اطلاع دی،عبداللہ بن ابی یہ خبر سن کر بھڑک اٹھا،غصہ میں آ گیا اور کہا "اگر ہم مدینہ (بسلامت) پہنچ گئے تو تم میں جو عزت والے ہیں انہیں ذلت والوں (اعرابیوں) کو مدینہ سے ضرور نکال بھگا دینا چاہیئے"،زید بن ارقمؓ کہتے ہیں "میں سواری پر رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا،میں نے عبداللہ بن ابی کی بات سن لی،تو اپنے چچا کو بتا دی،چچا گئے،انہوں نے جا کر رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو خبر دیدی،رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے کسی کو بھیج کر اسے بلوایا،اس نے آکر قسمیں کھائیں اور انکار کیا کہ "میں نے ایسی باتیں نہیں کہی ہیں"-تو رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے اسے سچا مان لیا اور مجھے جھوٹا ٹھہرا دیا،پھر میرے چچا میرے پاس آئے،بولے (بیٹے)" تو نے کیا سوچا تھا کہ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) تجھ پر غصہ ہوں اور رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ اور مسلمانوں نے تجھے جھوٹا ٹھہرا دیا"،(یہ سن کر) مجھے اتنا غم اور صدمہ ہوا کہ شاید اتنا غم اور صدمہ کسی اور کو نہ ہوا ہوگا،میں غم سے اپنا سر جھکائے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ سفر میں چلا ہی جا رہا تھا کہ یکایک آپ (خاتم النبیین ﷺ) میرے قریب آئے میرے کان کو جھٹکا دیا اور میرے سامنے مسکرا دیئے- مجھے اس سے اتنی خوشی ہوئی کہ اس کے بدلے میں اگر مجھے دنیا میں جنت مل جاتی تو بھی اتنی خوشی نہ ہوتی،پھر مجھے ابوبکرؓ ملے،مجھ سے پوچھا: "رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے تم سے کیا کہا"؟ میں نے کہا" مجھ سے آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے کچھ نہیں کہا البتہ میرے کان پکڑ کر آپ خاتم النبیین ﷺ نے ہلائے اور مجھے دیکھ کر ہنسے"،ابوبکرؓ نے کہا" خوش ہو جاؤ"،پھر مجھے عمرؓ ملے،میں نے انہیں بھی وہی بات بتائی،جو میں نے ابوبکرؓ سے کہی تھی،پھر صبح ہوئی تو رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے (نماز فجر میں) سورۃ منافقین پڑھی"۔(جامع ترمذی،حدیث نمبر 3313)

ایک اور واقعہ ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کسی جنگ سے واپس آرہے تھے۔ایک کنویں کے پاس رکے۔اس کنویں سے پانی بھر رہے تھے کہ ایک مومن اور ایک منافق میں تکرار ہوگئی۔منافق نے اپنے ساتھیوں کو بلالیا" کہ آؤ یہ مجھے مار رہا ہے اور گالیاں دے رہا ہے"۔اور مومن نے اپنے ساتھیوں کو بلالیا۔تو وہاں عبداللہ بن اُبی جو رئیس المنافقین تھا وہ بھی آگیا۔اس نے ایسی ایسی توہین آمیز باتیں کیں جو بتانا دہرانا بھی ہمیں زیب نہیں دیتا۔ایک یہ بات بھی اس نے اپنے لوگوں سے کہی "اگر تم ان کو اپنا جھوٹا نہ کھلاؤ تو یہ بھوکے مرتے واپس چلے جائیں گے۔یہ تمہارا جھوٹا کھا کھا کر طاقتور ہوگئے اور آج تمہارے گلے پڑ گئے ہیں"-یہ اس وجہ سے کہا کہ وہاں بہت سے لوگ غلامی سے آزاد ہو کر مسلمان ہو گئے تھے۔کسی صحابیؓ نے یہ بات آپ خاتم النبیین ﷺ کو جا کر بتادی۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو بلایا اور کہا "تم نے یہ بات کہی ہے"؟اس نے کہا" نہیں میں نے تو ایسا نہیں کہا تھا۔انہیں سمجھنے میں غلطی لگی ہے"۔سورہ منافقون کی پہلی آٹھ آیات مبارکہ اسی واقعہ سے متعلق نازل ہوئیں۔اللہ تعالیٰ نے بتایا "یہ جھوٹا ہے اور وہ مومن سچا ہے"۔

پھر ایک اور آیت مبارکہ نازل ہوئی۔"اگر یہ لوگ جو اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں (گناہ کر بیٹھیں) اور پھر تیرے پاس آجائیں اور تو ان کے لیے مجھ سے مغفرت چاہے تو یہ مجھے معاف کرنے والا غفور رحیم پائیں گے"۔(سورۃ النسا۔آیت نمبر 64) لوگوں نے عبداللہ بن ابی سے کہا" تم سے غلطی ہوگئی ہے۔جاؤ جا کر معافی مانگ لو تم نے مسلمانوں کو برا بھلا کہا ہے"۔اس نے جواب دیا "اب کیا میں جا کر ان کو سجدہ کروں؟"۔اور پھر منہ پھیر کر کھڑا ہوگیا۔اگر اس کے دل میں ذرا بھی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے محبت ہوتی تو بھاگا ہوا آتا۔اول تو یہ کہ وہ ایسی بات ہی نہ کہتا۔اور اگر غلطی ہو ہی گئی تھی تو فوراً آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس آکر معافی مانگتا۔

ایک اور بات جو منافق میں ہوتی ہے وہ نسبت کو نہیں مانتا۔ایک منافق آیا حضرت امام حسینؓ تشریف فرما تھے۔کسی نے کہا "اہل بیت کی بڑی شان ہے"۔

اس نے کہا،" کیا شان ہے؟ یا شان کیا ہوگی؟ سب کے اپنے اپنے اعمال ہیں، کہاں لکھی ہوئی ہے اہل بیت کی شان؟ ہر کوئی اپنے عمل سے جنت میں جائے گا"۔حضرت امام حسینؓ نے فرمایا''تونے قرآن مجید نہیں پڑھا ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ یتیم بچوں کی دیوار بناتے ہیں، وہ کیوں بناتے ہیں دیوار؟ صرف نسبت کی وجہ سے کہ ان کا پردادا بہت نیک تھا، دادا، پردادا کے نیک ہونے کی وجہ سے وہ نبی (حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ) جا کر ان کی دیوار بناتے ہیں۔ان بچوں کی پشت کا ساتواں پردادا ولی تھا۔اس وجہ سے دونبیوں نے بغیر اجرت کے ان کی دیوار بنائی۔میرا نانا تو سردار انبیاء ہے، کیا ہماری ان سے کوئی نسبت نہیں ہے؟ اس نسبت سے اہل بیت کی شان ہے''۔اس نے کہا کہ ''تم تو قوم ہی جھگڑالو ہو۔تمہارے ساتھ کیا بات کرنی''۔ اب نعت سننا محفل میلاد میں آنا، درودوسلام پڑھنا، یہ کیا ہیں؟ یہ سب عظمت رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کا اظہار ہے۔آپ خاتم النبیین ﷺ کی عظمت کا اندازہ تو اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ

قبر میں سوال ہوگا کہ دنیا میں اس ہستی کے بارے میں تو کیا کہا کرتا تھا؟۔ **ماتقول فی حق ھذہ الرجل محمد صل اللہ علیہ و سلم**

تو اس کائنات میں جو سب سے بڑی نعمت اگر کوئی اپنی قبر میں ساتھ لے کر جانا چاہتا ہے تو وہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی اتباع، آپ خاتم النبیین ﷺ کی محبت، آپ خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم، اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے ادب کو ساتھ لے جائے۔نماز، روزہ، حج، زکوۃ سب اپنے اپنے مقام پر کام آئیں گے لیکن قبر میں جاتے ہی آپ خاتم النبیین ﷺ کے بارے میں سوال ہوگا۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" قبر امتحان کی منزلوں میں سے سب سے پہلی منزل ہے جو اس میں کامیاب رہا اس کی باقی تمام منزلیں بھی آسان ہو جائیں گی"۔ (جامع الترمذی، جلد 2 حدیث نمبر 2308-سنن ابن ماجہ، جلد 5 حدیث نمبر 4267)

کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی ملی تھی کتاب حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰؑ کو بھی ملی لیکن پوری پوری لکھی ہوئی کتابیں، توریت، زبور اور انجیل۔ قرآن پاک تھوڑا، تھوڑا کر کے نازل ہوا اور 23 برس میں مکمل ہوا۔اس اثنا میں حضرت جبرائیل علیہ السام کئی کئی بار دن میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس آتے رہے اور ہر بات ہر چیز کے متعلق نبی کریم خاتم النبیین ﷺ لوگوں کی راہنمائی فرماتے رہے۔تو قرآن پاک علمی کتاب کی صورت میں ایک دم نہیں دیا گیا۔ بلکہ ہر آیت ہر نقطہ عمل کرنے والے پر واضح کیا گیا۔آپ خاتم النبیین ﷺ قرآن پاک کی عملی تفسیر ہیں۔حضرت موسیٰؑ کو تورات سے معلوم ہوا کہ آئندہ ایک نبی کی امت ایسی آئے گی جو تمام امتوں سے آگے نکل جائے گی۔حضرت موسیٰؑ نے کہا" اے اللہ وہ کس نبی کی امت ہے؟ جس کی یہ شان ہے، یا اللہ وہ امت مجھے عطا فرما دے"۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا" وہ امت محمدی ہے، وہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی امت ہے"۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ خواہش ظاہر کی کہ "اے اللہ! مجھے بھی حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کا امتی بنا دے"۔اب دیکھئے نبوت بڑی چیز ہے۔لیکن حضرت موسیٰؑ علیہ السلام امتی ہونا چاہ رہے ہیں۔دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی آئے ہیں۔سب کے سب دنیا میں سے کسی کے شاگرد نہیں ہوئے۔یہ سب کے سب اللہ تعالیٰ ہی سے پڑھ کر آئے ہیں۔حق بات کرنے والے اپنے امتیوں کو جنت میں لے کر جانے والے لیکن سراج منیر کی شان دیکھئے کہ سب سے پہلے اپنی امت کے ساتھ جنت میں جائیں گے۔ہمیں تو امت محمدی خاتم النبیین ﷺ ہونے کا شرف مفت میں مل گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنے کرم سے امت محمدی ﷺ میں سے کر دیا۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے امتی ہونے کا جو کرم اللہ تعالیٰ نے ہم پر کیا ہے۔ہم اس کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔اللہ تعالیٰ ہمیں احسان مند رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔تو نبی کا دامن بڑی عظمت والا ہے۔یہ دامن ہمارے لیے وسیلہ ہے، تو اللہ سے مانگو، حقیقی دینے والا تو وہی ہے لیکن وسیلہ سے مانگو تو بات فوراً بن جائے گی۔قیامت کے دن کا سماں دیکھیں۔تمام بندوں کو آواز دی جائے گی۔

سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 71 میں فرمان الٰہی ہے: یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ ''جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے''۔

اس دن تمام لوگ اپنے اپنے اماموں کے پاس پہنچ جائیں گے، اور پھر سب اکٹھے ہو کر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے جھنڈے تلے پناہ میں آ جائیں گے۔

بہت کم عاشق رسول خاتم النبیین ﷺ ہیں جو آپ خاتم النبیین ﷺ کی اداؤں پر مر مٹتے ہیں، نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے محبت کرنے کا جو مطلب آج ہم نے سمجھ رکھا ہے، وہ یہ کہ بس زبان سے محبت کے گن گاتے جاؤ۔یہ بات سب پر عیاں ہے کہ جب کسی کو کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو محبت کرنے والا اپنے محبوب کی ہر ادا پر مر مٹنے کو ہی اپنی محبت کا اظہار سمجھتا ہے، عاشق رسول خاتم النبیین ﷺ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت اویس قرنیؒ اور دوسرے صحابہ کرامؓ کی مثالیں موجود ہیں۔پھر ان کے بعد بے شمار بزرگان دین اولیاء کرامؒ ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی زندگیوں کو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی زندگی مبارک کی طرح ساری عمر کوشش کرتے ہوئے گزاری۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ہر ہر ادا پر مر مٹتے رہے اور آخیر میں تشنہ لبی بھی ظاہر کی۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی محبت کو، ان کی عظمت کو، ان کے رتبہ کو، ان کی شان کو، دنیا کی ہر شے پر سبقت دینے ہی سے ہمارا دین اور ایمان مکمل ہوتا ہے۔

ہماری ساری زندگی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی محبت اور تابعداری اور ان کے احکامات کی پیروی میں گزرنی چاہیے۔ ہمارا ہر عمل ان کے نورانی طریقے کے مطابق ہونا چاہیے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ جو مقصد حیات دے گئے ہیں ہمیں اس پر پورا پورا کاربند رہنا چاہیے۔ ہم صرف اس طرح ان کے امتی کہلانے کے حق دار ہو سکتے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ایک کامل انسان کی اصل کمائی، محبت رسول خاتم النبیین ﷺ اور اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ ہے۔

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور اس کتاب نے ہی آپ خاتم النبیین ﷺ کو سراج منیر بتایا ہے قرآن پاک پڑھنے میں لذت اور سرور ہی ان لوگوں کو آتا ہے۔ جن کے دلوں میں عشق رسول خاتم النبیین ﷺ، ادب رسول خاتم النبیین ﷺ اور کتاب اللہ سے محبت کا جذبہ موجود ہو۔ اب انسان ظاہری طور پر کتنے ہی لبادے کیوں نہ اوڑھ لے لیکن اس وقت تک اس کا ضمیر مطمئن نہیں ہوتا جب تک وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی پیروی کو ان کی محبت کو، ان کی عظمت کو، ان کی شان کو اپنی زندگی کا اوڑھنا، بچھونا نہ بنا لے۔

اولیاء کرام نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے مسند نشین ہوتے ہیں۔ ان کو دو قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے: **ایک علماء کرام اور دوسرے صوفیاء کرام،**

علماء کرام قرآن پاک اور احادیث کا سبق دیتے ہیں اور صوفیاء کرام تزکیہ نفس کا۔

انسانوں کی بھی دو قسمیں ہیں: **ایک خدا پرست، دوسرے نفس پرست۔**

نفس پرستوں پر مصائب ان کی اپنی ہی شامت اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں اور اللہ والوں پر مصائب ان کی روحانی ترقی کے لئے آتے ہیں۔

علم بھی دو قسم کے ہوتے ہیں: ایک ظاہری اور ایک باطنی یا روحانی،

1- ظاہری علم: ظاہری علم ہم دینی مدرسوں میں اور کتابوں سے سیکھتے ہیں اور اس علم کے مکمل کرنے پر انسان عالم بن جاتا ہے۔

2- علم باطنی یا روحانی علم: علم باطنی یا روحانی علم جس کا ایک نام تصوف بھی ہے اس علم کے ذریعے یہ بتایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ سے تعلق کیسے قائم ہوگا؟۔ یہ علم اللہ تعالیٰ کے ولیوں کا دامن تھامے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ یہ انسان میں عاجزی، انکساری، تواضع پیدا کرتا ہے۔ اصل میں یہی وہ علم ہے جو انسان کو مٹنا سکھاتا ہے۔ جو انسان کو بتاتا ہے کہ عظمت رسول خاتم النبیین ﷺ کیا ہے؟۔ اور یہ کہ امراض روحانی کا علاج صرف اور صرف اللہ والوں کی صحبت ہے۔ (جب اللہ تعالیٰ کسی سے محبت کرتا ہے تو اسے کسی ایسے بندے کی تحویل میں دے دیتا ہے جو اسے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا اتباع، محبت، تعظیم اور ادب سکھا دیتا ہے) **طالب کا عاشق رسول خاتم النبیین ﷺ ہونا اور پھر آپ خاتم النبیین ﷺ کی پیروی کرنا اس طرح ہے جیسے زمین پودوں کی جڑوں کو اپنے اندر کھینچ کر رکھتی ہے اور اس پر کسی ولی کی توجہ کا ہونا ایسا ہے جیسے مالی پودوں کو پانی دیتا ہے۔ یعنی روحانی مراتب حاصل کرنے کے لیے یہ دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں۔**

اس کے علاوہ ایک اور علم بھی ہے جس کو **علم لدنی** کہتے ہیں۔ یہ کتابوں میں نہیں ملتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکے بندوں کو القا ہوتا ہے۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کا نظر نہ آنا ہماری نظر کی کمزوری ہے۔ جن کی نظر میں نور ہوتا ہے انہیں ہر ذرہ میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نظر آتے ہیں، لیکن نظر کن کو آئیں گے؟ جن کے دل میں ہوں گے۔ دل میں کن کے آئیں گے؟ جو عشق مصطفی خاتم النبیین ﷺ میں گرفتار ہوگا اور عاشق کی زبان پر دن رات درود و سلام ہوتا ہے۔ ہم درود شریف آہستہ پڑھیں یا زور سے پڑھیں، دل میں پڑھیں، تب بھی آپ خاتم النبیین ﷺ سن لیتے ہیں، اس لیے کہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہے۔

اب دیکھئے سب ایمان والے ہوتے ہیں۔ کوئی زیادہ پختہ ایمان والا ہوتا ہے کوئی ذرا کم ایمان والا۔ درمیانے ایمان والا جس پائے کا، جس معیار کا ایمان ہوتا ہے۔ اسی پائے کا دیدار مصطفی خاتم النبیین ﷺ ہوتا ہے اور جس کو دیدار مصطفی خاتم النبیین ﷺ ہو گیا بس اس کے ایمان کامل کی تصدیق ہو گئی۔

جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ عالم روشن ہو جائے۔ تو ذات مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ میں جلوہ گر ہو گیا۔ یا یوں سمجھ لینا چاہیے کہ جسد مصطفی خاتم النبیین ﷺ نور حق کی قندیل ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ محتاج نہیں کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا جسم ہو--- حضور پاک خاتم النبیین ﷺ تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صاحب حضور تھے--- یعنی نور ہی نور تھے جسد نہ تھا--- یہ تو ہم گناہ گاروں پر رحم و کرم کی دلیل ہے کہ قندیل میں نور رکھ دیا تا کہ اس نور سے ہم بھی مستفید ہو سکیں۔ اِس لیئے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے جسد مبارک میں نور حق کا ظاہر ہونا مخلوق کی ذات پر احسان ہے۔

آپ خاتم النبیین ﷺ سراج منیر ہیں--- خود روشن اور جس کو چاہیں روشن کر دیں۔

آفتابِ نبوت خاتم النبیین ﷺ

قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ ۝ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝
(سورۃ المائدہ 16-5:15)

مندرجہ بالا آیت کی تشریح سے قبل چند باتیں بیان کی جاتی ہیں ان سے آیت کے مقاصد سمجھنے آسان ہو جائیں گے اور وہ یہ کہ جب انسان کسی بھی متعین منزل کی طرف جانے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لیے چار باتوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ان چار کے بغیر منزل مقصود تک آدمی نہیں پہنچ سکتا۔

1۔روشنی: ایسی روشنی جو نہ زیادہ تیز ہو کہ آنکھوں کو خیرہ کر دے اور نہ اتنی دھیمی ہو کہ راستے کے نشیب وفراز نظر نہ آئیں۔معتدل روشنی ہو جس میں آدمی بے تکلف چل سکے۔

2۔راستہ: جو سیدھا ہو یعنی اونچ نیچ اور گڑھے وغیرہ نہ ہوں۔

3۔راہنما: اگر کوئی راہ دکھانے والا نہ ہوگا تو محض روشنی اور راستہ کام نہ دے گا۔

4۔راہ رو: روشنی ہے، راستہ ہے، راہنما ہے لیکن چلنے والا موجود نہیں تو مقصود تک کون پہنچے گا؟۔حق تعالیٰ نے ہمارے لیے روشنی کا بندوبست کیا۔چنانچہ (سورۃ الفرقان آیت نمبر 61) میں فرمایا: تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا ۝ (سورۃ الفرقان 25:61)

ترجمہ:"برکت والی ہے وہ ذات جس نے آسمان میں برج بنائے اور سراج منیر یعنی سورج اور قمر منیر رکھا"

دن میں ہم سورج کی روشنی میں راستہ طے کرتے ہیں۔رات کو چاند کی روشنی میں راہیں قطع کرتے ہیں لیکن محض سورج کام نہ دیتا اگر زمین پر سڑکیں بنی ہوئی نہ ہوتیں۔سورج تو نکلتا ہے۔پہاڑ ہیں ان میں راستے نہیں بڑے بڑے کھڈ ہیں تو آدمی چلے گا تو جان کا خطرہ ہوگا۔دوسری چیز یہ کہ راہ ہو اور مستقیم ہو ایک موقع پر سورۃ الملک، آیت نمبر 15 میں فرمایا گیا: هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا (سورۃ الملک 67:15)

ترجمہ:"اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو پست کر دیا کہ تم اس کے راستوں پر چلو"اس میں راہیں بنائیں کہ جن پر چل کر آدمی منزل مقصود پر پہنچے۔راستہ ہو اور راہنما نہ ہو تو راستہ قطع کرنا دشوار ہو جاتا ہے اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب مدین کا ارادہ فرمایا تو کہا کہ قریب ہے کہ اللہ مجھے راستہ دکھلائے گا۔اسی لیے حدیث میں فرمایا گیا-

(اطلبو الرفیق قبل الطریق) راستہ چلنے سے پہلے رفیق سفر متعین کرلو جو تمہاری رہنمائی کرے۔اب ظاہر ہے کہ راہ رو کی تو ضرورت ہے ہی راستہ چلنے والا ہوگا تو ان چیزوں کا متلاشی اور اگر راہ رو ہی نہ ہوگا تو پھر کون چلے گا؟

جب مادی چیزوں کے لیے ان چار چیزوں کی ضرورت ہے تو اللہ تک پہنچنے والا راستہ جو نہایت طویل اور عظیم ہے اس کے لیے ان چیزوں کی ضرورت کس قدر ہوگی؟ اب اللہ تک پہنچنے کے لیے دنیاوی سڑکیں تو نہیں ہوں گی حق تعالیٰ تو نور مطلق ہیں۔مادیت سے بھی بالا، روحانیت سے بھی بالا ان کی لطافت کے سامنے روحانیت بھی کثیف تو ان کی ذات بابرکات وخبیر ذات تک پہنچنے کے لیے راستے بھی معنوی ہونے چاہیں اور نور بھی معنوی ہونا چاہیے (اس راہ کو قطع کرنے کے لیے) سورج کی روشنی کام نہیں دے سکتی۔سورج کی روشنی دنیا کے ہر خطے میں پہنچا دے گی لیکن عرش عظیم تک نہیں پہنچا سکتی۔عالم برزخ تک نہیں پہنچ سکتی، جنت تک نہیں پہنچ سکتی۔وہ تو کوئی معنوی قوت ہونی چاہیے-تو مادی منزل کے لیے مادی راستے، مادی طریقے، مادی راہنما اور عالم غیب تک پہنچنے اور اللہ سے رابطہ قائم کرنے کے لیے روحانی راستے، روحانی راہنما اور روحانی رہ گزر کی ضرورت پیش آئے گی۔تو حق تعالیٰ تک پہنچانے والی روشنی کون سی ہے؟۔جس میں ہمیں صحیح طور پر نظر آئے کہ راستہ کیسا ہے؟ نشیب وفراز کیسے ہیں؟ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے مادی آفتاب کے بجائے آفتاب نبوت روشن کیا جس کی روشنی میں ہم اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتے ہیں اور وہ ذات ہے جناب رسول خاتم النبیین ﷺ کی آپ خاتم النبیین ﷺ اس حالت میں تشریف لائے جبکہ دنیا میں گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا۔بندوں کو خدا کی صفات تک پہنچا دیا تھا اور خدا کو بندوں کے درجے تک لے آئے تھے۔ایک جماعت کہتی تھی اللہ میں وہ ساری صفات موجود ہیں جو بندوں کی بشری صفات ہیں۔تورات کو پڑھیں لکھا ہے"طوفان نوح جب آیا تو فرشتوں نے جا کر اطلاع کی کہ وہ آپ کا کنبہ ڈوب رہا ہے۔مخلوق ختم ہو رہی ہے جب اور کچھ نہ بن پڑا تو خدا نے رونا شروع کر دیا اور اتنا روئے کہ آنکھیں دکھنے آ گئیں۔فرشتے عیادت کے لیے پہنچے کہ اب مزاج کیسا ہے؟ اور آنکھوں کی سرخی کچھ کم ہوئی یا نہیں"-(نعوذ باللہ)

تو بندوں کی ساری ناقص اور عیب دار صفات خدا میں تسلیم کی ہوئی تھیں جبکہ ایک قوم نے خدا کی صفات بندوں میں مان لیں تھیں۔ نصاریٰ حضرت مسیحؑ کو خدا کا بیٹا کہتے اور اللہ کی بیوی ہونا کہتے۔ خدا کی صفات کو بندوں میں مان لیا تھا۔ گویا خالق اور مخلوق کا فرق مٹ چکا تھا۔ یہود نے آگے بڑھ کر کہا کہ ''ہم سب اللہ کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں۔ ہمارا نسب اللہ سے ملتا ہے۔'' مشرکین مکہ نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہا۔ بہر حال مخلوق اللہ کی قدر نہیں جانتی تھی۔ خالق اور مخلوق کا فرق بھلا دیا گیا تھا۔ جہالت کی ظلمت کا یہ عالم تھا کہ علم کا نشان تک باقی نہیں رہا تھا۔ ان حالات میں جب رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے توحید کامل کا دعویٰ کیا تو مشرکین مکہ نے حیرت سے کہا ''کیا ایک خدا سارے آسمانوں اور زمینوں کا انتظام کرے گا''؟ یہ تو عجیب بات ہے جو پیغمبر کہہ رہا ہے۔ جہالت کی ظلمت میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''دنیا ایک دن تباہ ہو جائے گی۔ یوم آخرت آنے والا ہے۔ قیامت آنے والی ہے سب کو جواب دہی کرنی ہے'' تو حیرت سے سب نے کہا سورۃ یٰسین آیت 78 (مَن يُحيِ العِظامَ وَهِيَ رَمِيم) ترجمہ: ''جب ہماری ہڈیاں گل سڑ جائیں گی پھر کون ہے جو انہیں زندہ کرے گا اور اٹھائے گا''؟۔ تو جہالت کی ظلمت اس حد تک چھا گئی تھی کہ توحید جیسی معقول چیز کو وہ عجیب چیز سمجھتے تھے۔ حالانکہ توحید کا اجمال عقلی ہے اگر انبیاء علیہ السلام بھی دنیا میں تشریف نہ لاتے تو بھی انسان کی فطرت اجمالاً مالک کے ایک ہونے کا تقاضہ کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے کرام کا کہنا ہے کہ اگر کسی قوم یا فرد کو انبیاء علیہ السلام کی دعوت نہ پہنچے، پہاڑوں کی چوٹیوں میں گزر کر رہا ہو کوئی ڈرانے والا پیغام لے کر اس تک نہ پہنچا اور اسی پر اس کی موت آگئی تو قیامت کے دن توحید کا سوال اس سے بھی ہوگا مگر اجمالی طور پر وہ اتنا کہہ دے کہ میں اتنا جانتا تھا کہ اس دنیا کو کوئی پیدا کرنے والا ہے اور وہ ایک ہے تو اس کے لیے کافی ہوگا۔

ظلمت کے اندھیرے میں پیغمبر کی شان اور ذات کو بھی عجیب سمجھا۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذات کے بارے میں انہوں نے کہا ''یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا، پانی پیتا، بازاروں میں گھومتا ہے'' گویا رسول کا تصور ان کے نزدیک یہ تھا کہ بشریت سے بالاتر ہو۔ تو رسول کی ذات کے لیے بشریت کا انکار لازم سمجھتے تھے۔ کہ رسول بشر نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا کہ ''اے نبی خاتم النبیین ﷺ اپنی زبان سے اعلان کر دو:

قُل اِنَّمَآ اَنَا بَشَر ''مِّثلُکُم یُوحٰی اِلَیَّ ترجمہ: "آپ کہہ دیجیئے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں میری جانب وحی کی جاتی ہے''(سورۃ الکھف۔ آیت 110)

تفسیر: "کہہ دو اے پیغمبر کہ میں بشر ہوں اور بشر بھی فقط نہیں بلکہ تمہاری طرح یعنی جو تمہارا طریق پیدائش ہے وہی میرا تھا۔ جو تمہارا طریق وفات ہوگا وہی میرا ہوگا۔ ہاں اللہ نے بزرگی دے کر مجھ پر وحی فرمائی مجھ پر اپنا کلام نازل کیا یہ میری خصوصیت ہے جو تم میں سے کسی کو نہیں دی گئی۔ چنانچہ فرمایا ''میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں میں وحی کی اتباع کرتا ہوں جس طرح وحی خداوندی کے تم پابند ہو میں بھی پابند ہوں جس طرح تم قانون حق کے پابند ہو میں بھی پابند ہوں'' اسی لیے ایک موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' آپ ﷺ اعلان کر دیجئے کہ اگر اللہ میری پکڑ کرے تو کوئی مجھے چھڑانے والا نہیں اس کا فضل و کرم مجھے چھڑا سکتا ہے'' اس کے ساتھ آپ خاتم النبیین ﷺ نے دوسری چیز یہ ارشاد فرمائی ''تم میں سے کسی کا عمل کسی کو نجات نہیں دلا سکتا بجز اللہ کے فضل کے'' تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ ''کیا آپ خاتم النبیین ﷺ کو بھی آپ خاتم النبیین ﷺ کا عمل نجات نہیں دلا سکتا''؟ فرمایا ''مجھے بھی میرا عمل نجات نہیں دلائے گا جب تک اللہ ہی کا فضل دستگیری نہ فرمائے''

تو انبیاءؑ کی زبانوں سے عبدیت کے کلمات اس لیے ادا کروائے جاتے گئے تا کہ ان کی الوہیت کا شبہ نہ ہو۔ ان کی خدائی کا شبہ کسی کو نہ ہو جائے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے دلوں کی طرف نگاہ کی تو غضبناک نگاہ سے دیکھا کوئی شمہ خیر کا باقی نہیں رہ گیا تھا۔ اہل کتاب میں سے چند گنے چنے افراد جو حق کے اوپر قائم تھے پہاڑوں کی چوٹیوں میں بیٹھ کر اپنے دین کو بچا رہے تھے۔ مخلوق سے الگ تھے لوگ پہاڑوں کی کھوہ میں دین کو بچانے کے لیے جاتے تھے۔ عقائد، اعمال، اخلاق اور رسوم کی ظلمت پھیل چکی تھی۔ ہر طرف اندھیریاں تھیں اور ان اندھیروں میں ایک تیز روشنی کی ضرورت تھی تا کہ ان تمام ظلمات کے پردے چاک ہوں تو اس شدید ترین اندھیری کو دفع کرنے کے لیے حق تعالیٰ نے جناب رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کو بھیجا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ اس شان سے دنیا میں آئے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے دائیں ہاتھ میں سورج تھا اور بائیں ہاتھ میں چاند۔ اکٹھی دو روشنیاں لے کر آپ خاتم النبیین ﷺ تشریف لائے یعنی دائیں ہاتھ میں اللہ کی چمکتی ہوئی کتاب اور بائیں ہاتھ میں قلب نبوت تھا جس میں اخلاق کی روشنی بھری ہوئی تھی۔ کتاب اللہ کے اندر الوہیت کا جلال بھرا ہوا تھا۔ اگر فقط کتاب اللہ سامنے آتی اور پیغمبر نہ آتے تو الوہیت کا جلال مخلوق کو بھسم کر دیتا۔ مجال نہ تھی کہ کوئی اس کو سمجھ سکے۔ **اس روشنی کو قلب نبوت میں اتارا گیا تو نبوت کی عبدیت کے ساتھ جب الوہیت کا نور اس پر فائز ہوا تو ٹھنڈک پیدا ہوئی جس کو انسان سہہ سکے۔** اس لیے شریعت مقدسہ میں دونوں شانیں موجود ہیں۔ رحمۃ للعالمین خاتم النبیین ﷺ کی شریعت ہے جس میں عفو و درگزر اور معافیاں بھی ہیں اور ساتھ ساتھ حدود، قصاص اور جہاد بھی ہے۔ چور چوری کرے تو ہاتھ کاٹ دو، زانی زنا کرے تو سنگسار کر دو جہاں شریعت کے اندر جمالی

شانیں ہیں وہاں جلالی شانیں تعزیرات، عقوبات بھی موجود ہیں۔اس لیے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:
''میں اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی رحمت ہوں جس کو اس نے مخلوق کو تحفے کے طور پر دیا ہے۔ میں مخلوق کے لئے اللہ تعالیٰ کا خاص تحفہ ہوں اور اس میں کوئی شک بھی نہیں''۔(حاکم، المستدرک، 91:1، رقم:100)

آپ خاتم النبیین ﷺ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا اور جنگ مجسم بنا کر بھی بھیجا گیا ہے۔آپ خاتم النبیین ﷺ مطیعوں کے لیے رحمت اور مجرموں کے لیے غضب مجسم ہیں۔اسی طرح آپ خاتم النبیین ﷺ بہت زیادہ ہنس مکھ بھی ہیں اور بہت زیادہ قتال کرنے والا بھی ہیں۔

یعنی رحمت کی شان بھی ہے اللہ کی رحمت میرے اندر سرائیت کئے ہوئے ہے اور غضب کی شان بھی ہے کہ خدا کے غضب سے اس کے منکروں کے مقابلے میں غضب مجسم ہوں۔تو جیسی ظلمت آپ خاتم النبیین ﷺ کے سامنے تھی ویسا ہی نور تھا۔جہالت، اخلاق اور عقائد کی ظلمت، جبلت کی شہوتیں جبلت کی ظلمتیں، ایسی ظلمات جن سے حق و باطل کا امتیاز ختم ہو گیا تھا۔حق و باطل کا فرق دنیا کے سورج کی روشنی میں نظر نہیں آتا۔وہ پیغمبر کی روشنی میں نظر آتا ہے۔جو حقیقت میں نبوت نورانی کی روشنی ہوتی ہے علم اور کمالات اخلاق کی روشنی ہوتی ہے۔سورج فقط مکان کو روشن کرتا ہے علم کی روشنی قلوب اور ارواح کو روشن کرتی ہے۔سورج سے فقط زمین اور مکان روشن ہوتے ہیں اور علم سے زماں، مکاں سب روشن ہو جاتے ہیں۔تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نور خداوندی ہیں مگر مادی نور نہیں ہیں، معنوی نور ہیں۔یعنی علم الٰہی کا پر تو (عکس) جو آپ خاتم النبیین ﷺ کی ذات کے اوپر پڑا ہے۔وہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی ذات کے علاوہ کسی اور پر نہیں پڑا۔

قرآن پاک (سورۃ المائدہ آیت 15) میں اللہ نے فرمایا: قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ

ترجمہ:"اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور واضح کتاب آچکی ہے۔"

انبیاء وہ صلاحتیں لے کر آئے ہیں کہ علوم خداوندی ان کے اندر جلوہ گیر ہوتے ہیں۔اخلاق ربّانی ان کے اندر جلوہ گیر ہوتے ہیں تو یہ نور معنوی نور ہے جیسا کہ ظلمت معنوی ظلمت تھی۔نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذات بابرکات نور بن کر آئی آپ خاتم النبیین ﷺ کے آنے کے بعد مخلوق کی سمجھ میں آیا کہ حق یہ ہے باطل یہ ہے۔نیکی اسے کہتے ہیں بدی اسے کہتے ہیں۔آپ کے اعمال اور اخلاق کو دیکھ کر لوگوں کے سامنے معیار آیا اور سمجھا گیا کہ نیکی کیا ہے؟، اخلاق کیا ہے؟، کمال کیا ہے؟، عیب کیا ہے؟۔گویا نبی کریم خاتم النبیین ﷺ حق تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے روشنی تھے۔ان کے بغیر راستہ نظر نہیں آسکتا تھا تو آپ خاتم النبیین ﷺ مشعل نور بن کر آئے اور راہ خداوندی آپ خاتم النبیین ﷺ کے سامنے کھل گئی۔اب دیکھنا یہ ہے کہ راہنما کیا چیز ہے؟

راہنما: حقیقت میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذات تو مشعل نور ہے جس سے راہ کھلی لیکن راہ کے لیے راہنما کی ضرورت ہوتی ہے تو راہنما آپ خاتم النبیین ﷺ کی سنتیں ہیں۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کے افعال اور کردار، اسوۂ حسنہ جس کو سیرت کہا جاتا ہے۔وہ اسوۂ حسنہ جو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے اقوال و افعال اور احوال کا مجموعہ ہے۔فی الحقیقت وہ راہنما ہیں تو ایک نور راہ آیا۔جس نے راستہ روشن کیا اور ایک راہنما آیا۔وہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی زندگی ہے جو راہنمائی کرتی ہے کہ اس طرح چلو۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے آکر جو اعمال کا نمونہ پیش کیا فقط آپ خاتم النبیین ﷺ نے قانون نہیں پیش کیے قانون کے ساتھ اپنا نمونہ بھی پیش کیا۔فرمایا'' نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔''

تو صرف نماز پڑھو نہیں کہا۔اسی طرح آپ خاتم النبیین ﷺ نے وضو فرمایا۔فقط آڈر نہیں دیا وضو کر کے دکھایا۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے وضو کیا تمام اعضاء کو ایک ایک بار دھویا پھر فرمایا یہ وضو ہے جس کے بغیر نماز نہیں۔اس کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے وضو فرمایا، تمام اعضاء کو دو، دو بار دھویا۔فرمایا یہ نور علی نور ہے۔اس کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے تیسری مرتبہ وضو فرمایا تو اعضاء کو تین تین بار دھویا اور فرمایا یہ میرا وضو ہے اور میرے سے پہلے جتنے انبیاء تھے وہ بھی یہی وضو کیا کرتے تھے۔تو کتاب اللہ میں جو چیز علمی شکل میں موجود تھی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ذات میں وہ چیزیں عملی شکل میں موجود تھیں۔اس لیے اللہ کا علمی قرآن وہ ہے جو اوراق اور کاغذوں میں موجود ہے اور عملی قرآن نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذات ہے۔اس لیے حضرت عائشہؓ سے جب یہ پوچھا گیا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی سیرت اور اخلاق کیسا تھا؟۔تو آپؓ نے فرمایا" آپ خاتم النبیین ﷺ کا اخلاق اور سیرت قرآن ہے"۔(صحیح مسلم) یعنی آپ خاتم النبیین ﷺ کی سیرت اور اخلاق دیکھنا ہے تو قرآن پڑھتے جاؤ۔اس سے اندازہ ہوا کہ عمل کے لیے اور دین کی راہ قطع کرنے کے لیے محض کتاب اللہ کافی نہیں ہے جب تک شخصیت کا

ساتھ نہ ہو محض لٹریچر کافی نہیں جب تک کہ کوئی شخصیت راہنمائی نہ کرے۔

قرآن پاک کا ایک لب ولہجہ ہے، اگر قرآن کے ساتھ بیان کرنے والے مربی نہ ہوتے اور وہ لب ولہجہ ماحول اور ہیت کذائی سے نہ سمجھاتے تو قرآن پاک سے اللہ کی مرادیں سمجھنا ہمارے لیے ممکن نہ ہوتیں۔ حدیث میں حضرت عدی بن حاتمؓ کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے کہ جب سورۃ البقرہ آیت نمبر 187 اتری:

وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ص (سورۃ البقرۃ 2:187)

ترجمہ": رمضان کی راتوں میں کھاؤ اور پیو جب تک فجر کا سفید ڈورا سیاہ ڈورے سے ممتاز نہ ہو جائے" جب یہ آیت نازل تو حضرت عدی ابن حاتمؓ نے ایک ڈورا کالا لیا اور ایک سفید اور دونوں کو تکیے کے نیچے رکھ لیا۔ کھاتے رہے اور ڈوروں کو دیکھتے رہے۔ یہاں تک کہ صبح صادق ہوگئی۔ پندرہ بیس منٹ اوپر گزر گئے جب اتنا چاندنا ہو جاتا کہ دونوں ڈورے الگ الگ نظر آتے تب روزے کی نیت کرتے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو اس کی اطلاع دی گئی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے عدی ابن حاتم ؓ کو بلایا۔ انہوں نے کہا حضرت قرآن پاک میں تو یہ اترا ہے۔ تو میں نے کالا اور سفید ڈورا اپنے تکیے کے نیچے رکھ لیا تا کہ دونوں کا فرق دیکھتا رہوں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''تیرا تکیہ بہت لمبا چوڑا ہے کہ کالا سفید دونوں ڈورے اس کے نیچے آگئے۔ بندہ خدا کالے ڈورے سے مراد رات کی تاریکی اور سفید ڈورے سے مراد صبح صادق کی سفیدی ہے۔ تو نے روئی کے دھاگے کا ڈورا سمجھ لیا"۔ تو وہ لغت کے لحاظ سے صحیح سمجھے لیکن اللہ کی وہ مراد نہیں تھی۔

حضرت علیؓ نے جب ابن عباسؓ کو خوارج کے مقابلے میں بھیجا کہ ان سے مناظرہ کرو اور ان کو حق سمجھاؤ تو ابن عباسؓ سے فرمایا ''خوارج کے سامنے قرآن سے دلیل پیش نہ کرنا بلکہ سنت سے دلیل دینا''۔ انہوں نے کہا ''حضرت میں تو عالم قرآن ہوں اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ نے قرآن کے لیے مجھے دعا دی ہے۔ آپ اس سے روک رہے ہیں اس کی کیا مصلحت ہے"؟ فرمایا ''قرآن کی آیات ذی وجوہ ہیں، اصولی جملے کئی معنوں پر ڈھل سکتے ہیں تم اگر عوام کے سامنے ایک آیت پڑھ کر اس کا مطلب بیان کرو گے۔ مخالف اس آیت کے عموم سے فائدہ اٹھا کر اس کے دوسرے معنی بیان کر دے گا۔ عوام کہیں گے کہ یہ بھی قرآن پڑھ رہے ہیں۔ یہ بھی قرآن پڑھ رہے ہیں حق واضح نہیں ہوگا لیکن جب سنت رسول خاتم النبیین ﷺ سے دلیل پکڑو گے تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے قول اور عمل کے بعد کسی چیز کی گنجائش نہیں رہے گی۔ دو رنگی نہیں رہے گی دو معنی نکالنے کی گنجائش ختم ہو جائے گی''۔ دنیا میں بھی کسی کے کلام کا کسی کو مطلب بیان کرنے کا حق نہیں ہوتا جب تک صاحب کلام خود نہ کہے کہ یہ میرا مطلب ہے تو ظاہر ہے کہ مراد ربانی کا تعین اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک حق تعالیٰ اپنی طرف سے کسی کو نہ بھیجیں کہ جا کر میری مراد بتلا دو۔

جب اللہ کا رسول امین ہے اور آزاد نہیں ہے کہ الفاظ و معانی میں ایک شوشہ گھٹا بڑھا سکے تو میں اور آپ کیسے آزاد ہو جائیں گے کہ جو ہمارا جی چاہے کہ ہم وہ مطلب سمجھ لیں؟ قرآن خود دعویٰ کرتا ہے کہ تم انہیں معنی کے اندر مقید ہو جو معنی اور بیان رسول کہتا ہے۔ اسی بیان کو حدیث کہتے ہیں اور اسی کو سنت۔ کسی چیز کا بیان قول سے کیا، کسی کا عمل سے اور کسی کا تقریر سے، کہ عمل دوسرے کا تھا۔ تو آپ خاتم النبیین ﷺ کا قول فعل اور عمل سنت ہے۔

ایک نا تر تیب یافتہ نفس جس میں حرص و ہوس، تکبر و حسد اور انانیت ہے ان اخلاق کے ساتھ جب قرآن میں غور کرے گا تو الٹے سیدھے مطلب نکالے گا اس لیے کہ قلب کا راستہ ٹھیک نہیں ہے وہ نفس کی طرف متوجہ ہے اللہ کی طرف متوجہ نہیں۔ اسی واسطے اس حدیث میں فتنہ انکار حدیث کی خبر دی گئی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''عنقریب ایک وقت آئے گا ایک پیٹ بھرا ہوا آدمی تکیہ لگائے ہوئے مسند پر بیٹھا ہوا ہوگا اور کہے گا (حسبنا کتبہ اللہ) " مجھے کتاب اللہ کافی ہے'' ہم حدیث کو نہیں مانتے جو اس میں حلال ہے اس کو حلال سمجھیں گے جو اس میں حرام ہے اس کو حرام سمجھیں گے''۔ تو جہاں فتنہ انکار حدیث کی خبر دی ہے وہاں یہ خبر بھی دی ہے کہ اس فتنہ کا منشا کیا ہوگا؟ تو فرمایا پیٹ بھرا ہوا آدمی پیٹ بھر کر کھانے والا وہی ہوتا ہے جس کے نفس کے اندر حرص و آرزو زیادہ ہوتی ہے۔ صاحب تقویٰ اور متقی کا کام یہ ہے کہ بقدر ضرورت کھائے اس لیے اللہ نے رسول خاتم النبیین ﷺ کو بھیجا کہ لفظوں کی بھی تلاوت کریں، معنی بھی سمجھائیں، عمل بھی کر کے دکھائیں، نفوس کو بھی مانجھیں اور تزکیہ بھی کریں اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ کے دنیا سے وصال فرما جانے کے بعد یہ چاروں چیزیں موجود رہنی چاہیے تب تو دین کامل موجود ہے اور اگر ان میں سے ایک بھی گھٹ جائے تو کہا جائے گا کہ کمال اسلام باقی نہیں رہا۔

الحمد للہ۔ آج تلاوت آیات موجود ہے۔ لاکھوں حفاظ اُمت کے اندر موجود ہیں۔ دنیا میں روایت کا فن نہیں تھا۔ مسلمانوں نے اس کو اپنایا اور حدیث کے فن کے لحاظ سے اس کو بنایا۔ حدیث کی تاریخ اور رجال حدیث کی تاریخ مرتب کر دی۔ تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو جو چار فریضے دے کر بھیجا گیا تھا۔ وہ چاروں فریضے آج بھی موجود ہیں اور چاروں میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے خلفاء موجود ہیں۔

الفاظ روایت کرنے والے، معانی اور احکام کی روایت کرنے والے، تزکیہ قلوب کے سلسلہ میں نیابت کا فرض انجام دینے والے بھی اور عمل کا نمونہ دکھلانے والے بھی مگر ہاں ان کی تلاش کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے کہ ایسے لوگ لوگوں کے گھروں پر نہیں جایا کرتے۔ علم خود نہیں آتا اسے حاصل کرنے کے لیے اس کے پاس جایا جاتا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے خلیفہ ہارون رشید نے کہا کہ ''میرے دو بیٹے ہیں آپ انہیں موطا (یہ حدیث کی کتاب ہے) پڑھا دیں'' آپ نے کہا کہ ''پڑھا دوں گا''۔ کہا کس وقت تشریف لائیں گے؟ کہا ''علم لوگوں کے دروازوں پر نہیں آیا کرتا۔ ان کو یہاں آنا پڑے گا۔'' کہا ''بہتر ہے مگر ان کو الگ پڑھائیں گے'' فرمایا: ''طالب علمی کی لائن میں سب برابر ہیں، اگر آپ انہیں جاہل رکھنا چاہتے ہیں تو میں امتیازی برتاؤ اختیار کرلوں گا۔ عالم بنانا ہے تو امتیازی برتاؤ نہیں ہوگا'' اس کے بعد فرمایا: ''ہارون رشید یہ علم تمہارے گھر سے نکلا ہے۔ تم بنی عباس ہو تم نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اقارب ہو اگر تم ہی اسے ذلیل کرو گے تو اسے عزت دینے کے لیے کون آئے گا؟'' خلیفہ ہارون رشید پر اس بات کا بے حد اثر ہوا۔ شہزادے آتے رہے اور علم حاصل کرتے رہے۔ ایک دن خلیفہ ہارون رشید وہاں سے گزر رہا تھا۔ مامون رشید امام مالک کے پیروں پر پانی ڈال رہا تھا اور امام مالکؒ پیر مل رہے تھے۔ خلیفہ نے اوپر ہی سے جھڑک کر کہا۔ ''ارے او بے ادب! ایک ہاتھ سے پاؤں مل اور دوسرے سے پانی ڈال''۔

امام ابو یوسف کا مقولہ ہے کہ ''علم ایک ایسی عزت ہے جس میں ذلت کا نشان نہیں مگر ایسی ذلت سے حاصل ہوتا ہے جس میں عزت کا نشان نہیں''۔ غلامی محض کرنی پڑتی ہے اساتذہ کے آگے جھکنا پڑتا ہے تب جا کر چار حرف آتے ہیں۔ ابن عباسؓ سے کسی نے پوچھا "یہ اتنا بڑا علم آپ کو کیسے حاصل ہوا"؟ تو فرمایا "سوال کرنے والی زبان اور عقلمند قلب کے ذریعے۔ میں نے سوال کرنے میں کبھی عار نہیں کیا اگر مسئلہ معلوم نہیں تو چھوٹوں سے بھی سوال کر لیا"۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے صاف لفظوں میں فرمایا "دو وزنی چیزیں تم میں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ "اللہ کی کتاب اور میری سنت"۔ (مستدرک حاکم، رقم 318) میرا طریقہ اور میرا عمل "ان کو وزنی کہا گیا ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے جہاں یہ خبر دی کہ فرقے پیدا ہوں گے۔ منکرین حدیث پیدا ہوں گے وہاں یہ خبر بھی دی کہ حقانی لوگ بھی برابر آتے رہیں گے فرمایا۔ ''میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی۔ خلافت کرنے والے اسے ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔ رسوا کرنے والے اسے رسوا نہیں کر سکیں گے یہاں تک کہ قیامت آجائے گی''۔ اسی طرح آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا اس امت میں ہر سو برس کے بعد مجددین آتے رہیں گے جو دین کو نکھارتے رہیں گے۔ دودھ اور پانی الگ کر کے نکھار کر علم اور مسائل نکالتے رہیں گے۔ صدی کے اخیر میں جو لوگ قلت علم اور کثرت جہل سے کچھ کا کچھ سمجھ جائیں گے۔ من گھڑت رسومات اور عمل پیدا کر دیں گے تو اللہ نے وعدہ کر دیا ہے کہ ہر صدی کے آخر میں مجددین آکر دین کو نکھار دیں گے۔ ہر صدی کے آخر میں علمی اور عملی فتنے پیدا ہوں گے۔ پھر مجدد آجائیں گے۔ خواہ جماعتوں کی صورت میں آئیں یا افراد کی صورت میں۔ غرض امت گمراہ ہونے والی نہیں ہے۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''میری امت پوری کی پوری کبھی گمراہی پر قیامت تک جمع نہیں ہوگی۔ لہٰذا جب تم اختلاف دیکھو تو سواد اعظم (یعنی بڑی جماعت) کو لازم پکڑو''۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 3950)

رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "میں اپنی امت پر گمراہ کن اماموں (حاکموں) سے ڈرتا ہوں" نیز فرمایا: "میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر غالب رہے گی، ان کی مدد نہ کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آجائے"۔ (جامع ترمذی، جلد 2 حدیث نمبر 2229)

تو یہ امت کوئی لاوارث امت نہیں کہ جس کا دل چاہے اس کا حلیہ بگاڑ دے۔ اگر بگاڑنے والے پیدا ہوں گے تو اس بگاڑ کو ختم کرنے والے بھی پیدا ہوں گے۔ تاویل کرنے والے ہوں گے تو تاویلات کو باطل کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔ اسی طرح جہاں یہ خبر دی کہ امت میں تہتر فرقے پیدا ہوں گے اور بہتر ناری ہوں گے۔ وہاں یہ بھی خبر دی کہ ایک فرقہ ناجی (نجات یافتہ) ہوگا۔ اس پر صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ اس فرقے کی کچھ نشانی بتائیں فرمایا۔ "جس پر میں اور میرے صحابہ کرامؓ آج ہیں اس پر چلنے والا فرقہ ناجی (نجات یافتہ) ہوگا"۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر صحابہ کرامؓ کی عظمت اور اطاعت دل میں موجود ہے تو سمجھ لو کہ وہ فرقہ حق پر ہے۔ غرض آپ خاتم النبیین ﷺ کی ذات بابرکات، آفتاب نبوت اور مشعل نور (روشنی) ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو سامنے رکھنا اس کی دلیل یہ ہے کہ حق واضح ہو گیا جو آپ خاتم النبیین ﷺ سے اوجھل ہے۔ وہ ناحق ہے اور جو آپ خاتم النبیین ﷺ میں روشن ہے وہ حق ہے۔ تو راستہ قطع کرنے کے لیے روشنی کی ضرورت پڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے روشنی بھیج دی۔ راہنما کی ضرورت تھی تو آپ خاتم النبیین ﷺ کی سنتیں ہماری راہنما ہیں کہ نماز ایسے پڑھو، جہاد ایسے کرو، روزہ ایسے رکھو گھریلو زندگی ایسے بسر کرو۔ تو ایک ایک سنت ہمارے عمل کے لیے راہنمائی کرتی ہے۔ تو جہاں راستے کے لیے نور کی ضرورت پوری کی وہاں راہنما کی ضرورت بھی اللہ تعالیٰ نے پوری کر دی اور صراط مستقیم اللہ تعالیٰ کی روشن کتاب ہے جس نے ایک لائن بچھا دی جس پر آدمی دوڑتا ہوا اللہ تک پہنچ جائے۔

حدیث میں فرمایا گیا ہے یہ قرآن اللہ کی رسی ہے جو اس نے آسمان سے زمین تک لٹکا دی ہے ہمارا کام کیا ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا　　　ترجمہ:"اللہ کی رسی (کلام) کو تم مضبوط پکڑ لو۔"(سورۃ العمرن، آیت نمبر 103)

جب یہ رسی کھینچی جائے گی تو اس کے ساتھ لپٹنے والے کھینچ کر اوپر پہنچ جائیں گے۔شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے لکھا ہے" قیامت کے دن آسمان سے لے کر ساتوں زمینوں تک یہ سارا علاقہ جہنم ہوگا جس میں آگ، سانپ اور بچھو وغیرہ ہوں گے اور آسمان اول کے اوپر جنتیں ہوں گی۔ویسے جنت ساتوں آسمان کے اوپر ہے لیکن قیامت کے دن اسے آسمان اول کے اوپر لا رکھیں گے۔پانچ سو برس کی مسافت اس کا پل ہوگا جو کہ اعراف ہوگا جس میں کچھ آثار جہنم کے اور کچھ جنت کے ہوں گے"۔تو یہ سارا جہنم کا علاقہ ہے جس میں ہم سب رہ رہے ہیں اللہ نے رسی لٹکائی کہ جسے جہنم سے نکل بھاگنا ہو وہ اس رسی کو پکڑ لے۔اللہ اسے کھینچنے والا ہے جو اسے پکڑے گا وہ اوپر آ جائے گا۔تو حقیقت یہ ہے کہ کفار نے اللہ کی رسی کو نہیں پکڑا تو انہیں جہنم میں داخل کرنے کی ضرورت نہیں وہ ہیں ہی جہنم میں تو اللہ کی رسی ٹوٹ نہیں سکتی البتہ چھوٹ سکتی ہے۔تو غور کرتے رہنا چاہیے، بیدار رہنا چاہیے کہ کہیں یہ رسی چھوٹ نہ جائے۔یہ اللہ کے باطن سے نکل کر آئی ہے (کلام، رسی) جو اسے تھامے گا باطن حق سے اس کا تعلق قائم ہو جائے گا۔حدیث میں فرمایا گیا ہے۔قرآن پاک سے برکت حاصل کرو کیونکہ یہ اللہ کا کلام ہے اور اس کے اندر سے نکل کر آیا ہے۔حق تعالیٰ کا تبرک براہ راست دنیا میں موجود ہے وہ صرف اس امت کے ہاتھ میں موجود ہے کہ اس نے کلام کیا اور وہ کلام بعینہ ہمارے ہاتھ میں موجود ہے ویسے تو زمین و آسمان وغیرہ سب کچھ اس کا تبرک ہیں جس سے ہم فائدہ اٹھاتے ہیں۔مگر یہ سب کچھ مخلوق ہیں اور قرآن کو پیدا نہیں کیا یہ تو کلام ہے باری تعالیٰ کے اندر سے آیا ہے۔جو اس کی صفت ہے تو صفت کو موصوف پیدا نہیں کیا کرتا۔صفت موصوف سے صادر ہوتی ہے۔

ہم یوں نہیں کہیں گے کہ ہم اپنے کلام کو پیدا کر رہے ہیں بلکہ ہم یوں کہیں گے کہ ہم بول رہے ہیں۔یعنی کلام ہم سے صادر ہو رہا ہے۔یا کلام ہم سے سرزد ہو رہا ہے کہ جو چیز ہمارے اندر بھری ہوئی ہے وہ باہر نکل رہی ہے تو یہ نہیں کہیں گے کہ ہم کلام کو پیدا کر رہے ہیں۔تو جو چیز اللہ سے صادر ہو رہی ہے وہ اللہ سے منقطع نہیں ہو سکتی اس کا سرا اوپر اللہ سے لگا ہوا ہے اور نیچے ہمارے ہاتھ میں ہے۔اگر تھامیں گے تو اللہ تک رسائی حاصل ہوگی اس واسطے کثرت تلاوت سے جو ترقی حاصل ہوتی ہے اس سے جو باری تعالیٰ سے وابستگی پیدا ہوتی ہے۔دوسری عبادات سے آدمی صفات باری تعالیٰ تک پہنچتا ہے اور تلاوت کی کثرت سے ذات باری تک (بشرطیکہ مطلب پر تدبر بھی کرتا ہو) بحر حال قرآن کریم اللہ کی ایک رسی ہے جسے اس جہنم سے نکل بھاگنا ہے وہ اس رسی کو مضبوط تھام لے۔

غرض کتاب اللہ صراط مستقیم ہے جس پر چل کر آدمی اللہ تک پہنچتا ہے۔تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ذات مشعل نور اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی سنتیں راہنما اور سیدھا راستہ کتاب مبین اور چلنے والے ہم اور آپ ہیں اگر چلنے کا جذبہ ہے تو راستہ، روشنی، مینار میل فرلانگ کے نشانات موجود ہیں اور منزل بھی سامنے ہے اور اگر چلنے کا ارادہ ہی نہ ہو۔تو اس کے حق میں روشنی اور راستہ سب کچھ بیکار ہے۔سنتیں اور واجبات بھی بیکار۔''تو ہی اگر نہ چاہے تو باتیں ہزار''۔قرآن کریم کی طرف سے کوئی کمی اور کوتاہی نہیں ہے کمی اور کوتاہی چلنے والوں کی طرف سے ہے کہ چلنا ہی نہیں چاہتے۔ورنہ ادھر سے فیضان خداوندی ہر وقت موجود رہتا ہے۔

دین کی بنیاد ادب پر ہے۔جب ادب نہیں تو دین نہیں۔اللہ کا ادب، اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ کا ادب، کتاب کا ادب بیت اللہ کا ادب، اہل علم کا ادب، وسائل علم کا ادب۔یہ تمام جب تک نہ ہوں تو دین نہیں آتا۔عالم کا جوہر یہ ہے کہ اس میں ادب ہو۔خوف الٰہی اور خشیت الٰہی عالم ہی کے اندر ہوتا ہے۔جتنا جس میں علم ہے اتنی ہی اس میں خشیت ہے جتنا علم سے دور ہے اُتنی ہی بے خوفی اور نڈر پن تو بنیادی چیز ادب ہے۔دین اس وقت تک نہیں آتا جب تک ادب نہ کیا جائے۔سب سے پہلے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ادب کہ نام مبارک کے ساتھ ہی درود شریف پڑھیں۔یعنی''راہ رو'' کی جو قید ہے تو اس کے لیے تین چیزیں ہیں۔روشنی، راہ، اور راہنما تو راہ رو بھی ہونا چاہیے تو اس میں شرط یہ ہے کہ مئودب بن کر چلے۔گردن جھکا کر چلے گا تو سر بلند کیا جائے گا اور سینہ ابھار کر چلے گا تو پٹخ دیا جائے گا۔کہا کہ'' جو اللہ کے لیے تواضع اختیار کرے گا اللہ اسے سربلند رکھیں گے''۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا'' ہر رات اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی شان کے مطابق آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے جبکہ رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے۔تو وہ فرماتا ہے:'' کوئی ہے مجھ سے دعا کرنے والا تاکہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ کوئی ہے مجھ سے سوال کرنے والا کہ میں اسے عطا کروں؟ کوئی ہے مجھ سے استغفار کرنے والا تاکہ میں اس کی مغفرت کروں۔''(بخاری شریف، حدیث نمبر 1145)

یعنی بندے کو تکلیف نہیں دی کہ تو اڑ کر آسمان پر آ بلکہ اپنی تجلیات سے آسمان دنیا پر نزول فرمایا، صبح صادق تک یونہی آوازیں لگتی رہتی ہیں جن کو توفیق خداوندی ہوتی ہے وہ

اٹھتے ہیں تہجد پڑھتے ہیں، گڑگڑاتے ہیں، مانگتے ہیں، اوران کو منہ مانگی مرادیں ملتی ہیں۔ پھر تمام عبادت میں اللہ نے آسانی رکھی ہے۔ تہجد میں چاہے آٹھ رکعت پڑھ لو، چاہے چھ، چاہے دو پڑھو، تہجد گزار کہلاؤ گے اور بغیر حساب کتاب کے جنت میں جانے والے تو سب سے پہلے ادب، عظمت پھر محبت۔ محبت کا جذبہ رکھو اور اس کے ساتھ اطاعت کا جذبہ رکھو۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ سے محبت کی وہ میری اطاعت ضرور کرے گا اور جو میری اطاعت کرے گا وہ میرے ساتھ جنت میں جائے گا۔'' تو یہی چند چیزیں ہیں جن کو سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 15-16 میں بیان کیا گیا:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ ''وَّ كِتٰبٌ ''مُّبِيْنٌ'' ۝ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

اللہ تعالیٰ نے بشارت دے دی ترجمہ ''تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور اور واضح کتاب آ چکی ہے۔ اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے اسے جو اللہ کی مرضی پر چلا سلامتی کے ساتھ اور انہیں اندھیریوں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اپنے حکم سے اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے"۔

(نور سے مراد نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذات ہے)۔ آگے فرماتے ہیں فقط روشنی ہی نہیں آئی ہے کتاب مبین بھی آئی ہے (یعنی قرآن پاک) آگے فرماتے ہیں۔ اللہ اسے سیدھے راستے کی ہدایت کرتا ہے (یعنی سلامتی کے راستے اس کے لیے کھلتے ہیں) جو اس کی رضا کی پیروی کرے اور چاہتا ہو کہ اللہ راضی ہو جائے اور مقصد اور نصب العین کیا ہے۔ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ تا کہ اللہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔ تو فرمایا گیا۔ يَهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ

''اللہ تعالیٰ اس آدمی کی رہنمائی کرے گا جو ہماری رضا کی پیروی کرے گا"۔ (اور رضا اس کو حاصل ہوگی جو قلب کو متوجہ کرے گا) گویا ابتدا باطن سے ہوگی۔ جیسے بدن پر بیماریاں آتی ہیں دل اور نفس پر بھی آتی ہیں۔ بدن کی بیماریوں کے لیے طبیب کے پاس جاتے ہیں جو کہتا ہے وہی کرتے ہیں تا کہ بدن کی بیماری جاتی رہے۔ روح کی بیماری کے لیے روحانی طبیب کے پاس جانا ہوگا جو وہ کہے گا کرنا پڑے گا۔ وہ بھی دوا، غذا اور پرہیز بتائے گا یہ بھی دوا، غذا اور پرہیز بتلائے گا۔ روزانہ کے اعمال شریعت کی غذا ہیں۔ ذکر اللہ دوا ہے، معصیت سے پرہیز بتایا جائے گا تو دوا، غذا اور پرہیز سب ہی کچھ ہے اور مقصد کیا ہے؟

یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

مقصد نور میں یا روشنی میں لانا ہے تو جیسی ظلمت تھی ویسا ہی نور لایا گیا۔ تو آپ خاتم النبیین ﷺ کی سیرت کے یہ عناصر اربعہ ہیں۔

1۔ تلاوت الفاظ 2- تعلیم کتاب 3۔ تعلیم حکمت 4۔ تزکیہ نفس

اس کے ساتھ یہ بھی صحیح ہے کہ:

1۔ آپ خاتم النبیین ﷺ مشعل نور 2۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی سنتیں راہنما
3۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کا بتایا ہوا راستہ قرآن 4۔ اور اس پر چلنے والے مسلمان

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس راستے پر چلیں۔ ان عناصر سے اپنے عنصر کو بنائیں۔ اپنے بدن اور روح کا علاج کریں۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی سنتوں پر عمل کریں رب چاہی زندگی گزاریں اور کتاب وسنت کا مقام ہمارے قلوب میں سما جائے (آمین)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عظمتِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ

1) جب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ ہجرت فرمائی اور قریش کو علم ہوا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ ان کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اپنے گھر سے نکل چکے ہیں تو قریش نے آپ خاتم النبیین ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کو پکڑ کر لانے کے لئے سو اونٹ انعام دینے کا اعلان کروایا۔ انعام کے لالچ میں سراقہ بن مالک گھوڑے پر سوار ہو کر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے دوڑا۔

صحیحین میں حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ سراقہ بن مالک خود وہ کیفیت بیان کرتا ہے کہ قریش کفار کے قاصد ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے "جو شخص محمد خاتم النبیین ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کو گرفتار کر کے لائے گا یا قتل کر دے گا (معاذ اللہ) اسے پورے 100 اونٹ انعام دیا جائے گا"۔ ایک شخص نے مجھے آ کر کہا "سراقہ میں نے ابھی ابھی ساحل پر چند اشخاص دیکھے ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ وہی ہیں۔ انعام کے لالچ میں گھوڑے پر سوار ہوا اور ان کے قریب جا پہنچا۔ اسی وقت گھوڑے نے ٹھوکر کھائی میں گر پڑا۔ اٹھا اور دوبارہ اس گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ لیکن میرے گھوڑے کے اگلے دونوں پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ بہت کوشش کے بعد بھی وہ اپنے پاؤں زمین سے باہر نہ نکال سکا۔ اسی اثنا میں حضرت ابو بکرؓ نے سراقہ کو دیکھا ان پر اضطراب اور بے چینی طاری ہو گئی۔ انہوں نے کہا ''یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سراقہ نے ہمیں دیکھ لیا ہے اور وہ پیچھے آ رہا ہے''۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے انتہائی اطمینان سے جواب دیا۔ ''فکر نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔ سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں زمین کے اندر تھے نا گہاں اس کے پاؤں کے نشان سے دھوئیں کی مانند غبار آسمان کی طرف اٹھا۔ سراقہ نے کہا ''میں نے بارگاہ نبوی ﷺ میں فریاد کی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے دعا فرمائی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی دعا کی برکت سے میرے گھوڑے کے پاؤں زمین سے نکل آئے۔ میں گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے قسم کھائی کہ جو کوئی آپ دونوں کو تلاش کرنے ادھر آئے گا میں انہیں واپس کر دوں گا۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے امان چاہی اور واپس چلا گیا"۔ (صحیحین)

2) بیہقی نے روایت کی ہے کہ سراقہ بن مالک سفر ہجرت میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو گرفتار کرنے کے لئے تعاقب میں نکلا تھا۔ جب سراقہ بن مالک کے گھوڑے کے پاؤں باذن خداوندی زمین میں دھنس گئے تو اس نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے عاجزی سے کہا "میرے لئے دعا کیجئے"۔ سراپا رحمت نے اس پر رحم فرمایا اور اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی اور اسی دعا کی برکت سے اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین سے نکل آئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے نہ صرف رحم فرمایا بلکہ اس کے حق میں امن و امان کا پروانہ لکھ دیا اور یہ بشارت بھی دی کہ ''اے سراقہ'' تیرا کیا حال ہو گا جب تجھے کسریٰ (بادشاہ) شاہ فارس کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اے سراقہ اگرچہ تو ابھی تک ایمان نہیں لایا لیکن اللہ کی شان نرالی ہے میں تمہارے ہاتھ میں ایران کے بادشاہ نوشیرواں کے کنگن دیکھ رہا ہوں"۔ اس کے بعد رسول پاک خاتم النبیین ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ مدینے کے لئے روانہ ہو گئے اور سراقہ واپس مکہ چلا گیا جب رحمت عالم خاتم النبیین ﷺ طائف وحنین کی جنگوں سے واپس تشریف لائے تو سراقہ نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت حسنؓ سے روایت ہے اور صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ عہد فاروقیؓ میں جب فارس (ایران) فتح ہوا اور کسریٰ ہرمند کے کنگن اموال غنیمت کے ساتھ حضرت عمرؓ کے ہاتھ آئے تو انہوں نے قول رسول خاتم النبیین ﷺ کی تصدیق و تحقیق کے لئے سراقہ کو بلا کر اس کے ہاتھوں میں کنگن پہنا دیئے۔ پھر فرمایا: ترجمہ: ''سب ستائش اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے کسریٰ جیسے بادشاہ عجم کے کنگن سراقہ جیسے غریب بدوی کو پہنا دیئے"۔ سراقہ نے حضرت عثمانؓ کے عہد میں وفات پائی۔ یوں عہد فاروقی میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

3) سراقہ کی طرح بریدہ اسلمی بھی ستر آدمیوں کے ساتھ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی تلاش میں 100 اونٹ حاصل کرنے کے لئے نکلا جب ان لوگوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو دیکھا تو اس طرح بات چیت ہوئی۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ "من انت" (تم کون ہو؟) بریدہ اسلمی "انا بریدہ" (میں بریدہ ہوں) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ سے متوجہ ہو کر فرمایا "بردت امرنا" (ہمارا کام ٹھنڈا ہو گیا ہے)۔ یہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے بطور شگون فرمایا کہ لفظ بریدہ میں ''بروت'' (ٹھنڈک) کا مادہ پایا جاتا ہے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ "تمہارا تعلق کس قبیلے سے ہے"؟ بریدہ اسلمی "قبیلہ اسلم سے"۔
حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "سلمنا" (ہم سلامت رہے) حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "قبیلہ اسلم کی کس شاخ سے"؟ بریدہ اسلمی "من بنی سھم یعنی بنی سھم سے" حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''خرج سھمک'' تیرا حصہ نکل آیا یعنی تجھے اسلام سے حصہ ملے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بریدہ اسلمی "لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ کون ہیں"؟ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "انا محمد بن عبداللہ رسول اللہ"

یہ سنتے ہی اس پر ایسا رعب طاری ہوا کہ بریدہ اسلمی اور اس کے ستر سوار ساتھیوں نے کلمہ پڑھ کر آپ خاتم النبیین ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ قبول اسلام کے بعد بریدہ اسلمیؓ عرض کرتے ہیں۔ یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت آپ خاتم النبیین ﷺ کے آگے آگے جھنڈا ہونا چاہیے۔ چنانچہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنی دستار اتاری اور نیزہ پر باندھ دی۔ اب سفر طیبہ جاری ہے۔ بریدہ اسلمی جھنڈا لیے آگے آگے چل رہے ہیں۔ (حوالہ جات) زرقان علی المواہب۔ سیرت مصطفیٰ ﷺ ڈاکٹر طاہر قادری، خلاصۃ الوفاص 131)

4) شرح السنہ میں جیش بن خالد ام معبدؓ کے بھائی سے روایت ہے کہ مدینہ کی طرف ہجرت فرماتے ہوئے رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ، حضرت ابوبکرؓ اور ان کے غلام بن فہیرہ کا گزر ام معبد عائشہ بنت خولہ خزاعیہ کے ہاں ہوا۔ ام معبد کی قوم قحط زدہ تھی۔ وہ اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھا کرتی، آنے والوں کو پانی پلاتی اور کھانا کھلاتی۔ اس سے گوشت اور کھجوریں خریدنے کا قصد کیا۔ مگر اس کے پاس کچھ نہ تھا کیونکہ سارا قبیلہ قحط سالی کا شکار تھا۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے خیمے کے چوب سے ایک بکری بندھی ہوئی دیکھی تو فرمایا۔ ''ام معبد'' یہ بکری کیسی ہے؟ اور یہاں کیوں باندھ رکھی ہے؟ ام معبد نے جواب دیا۔ یہ بیچاری کمزور اور بیمار ہے اور ریوڑ کے ساتھ نہیں جاسکتی۔ جائے بھی تو اپنی لاغری کے باعث ریوڑ سے پیچھے رہ جاتی ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے دریافت فرمایا۔ یہ دودھ دیتی ہے۔ ام معبد نے فرمایا یہ کیا دودھ دے گی؟۔ میرے ماں باپ آپ خاتم النبیین ﷺ پر قربان اگر آپ خاتم النبیین ﷺ اس کے نیچے دودھ دیکھتے ہیں تو دھولیں۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے بکری کے تھنوں پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ بسم اللہ پڑھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بکری کے خشک تھنوں میں دودھ اتر آیا۔ بکری آپ خاتم النبیین ﷺ کے سامنے جگالی کرنے لگی۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک برتن طلب فرمایا اور دودھ دھونا شروع کردیا یہاں تک کہ وہ بھر گیا اس کے اوپر جھاگ آ گیا۔ برتن اتنا بڑا تھا کہ پورے قبیلے کو کافی ہوسکتا تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے سب سے پہلے ''ام معبد'' کو دودھ پلایا یہاں تک کہ وہ سیر ہوگئی۔ پھر اپنے ساتھیوں کو پلایا سب سیر ہوگئے۔ سب کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے خود دودھ پیا۔ بعد از دوبارہ دودھ دھویا اور برتن بھر دیا (بطور نشان) ام معبد کے پاس چھوڑا اور آخر حدیث میں درج ہے کہ پھر وہ سب مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے اور ام معبد مسلمان ہوگئیں۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کا خاوند بکریوں کا ریوڑ لے کر گھر آیا دودھ دیکھا تو حیران ہو کر کہنے لگا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ حالانکہ گھر میں تو کوئی ایسی بکری نہ تھی جو ایک قطرہ دودھ دیتی؟ ام معبد نے جواب دیا ایک مقدس اور مبارک شخص گھر میں آیا تھا۔ جس کا حلیہ ایسا تھا۔ وہ بولا وہی تو قریش کے سردار ہیں جن کا چرچا ہو رہا ہے۔ مکہ میں معبوث ہوئے ہیں۔ مجھے موقعہ ملا تو ضرور ان کی خدمت میں حاضری دوں گا اور ان کی صحبت اختیار کروں گا۔ اس حدیث کو ہشام نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ، طبرانی، بیہقی)

5) بیہقی نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ ہجرت کی۔ راستے میں ایک عرب قبیلے کی آبادی میں پہنچے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ ایک گھر کی طرف تشریف لے گئے۔ اس گھر میں ایک عورت موجود تھی۔ شام کا وقت تھا اس کا بیٹا چراگاہ سے آ گیا۔ اس عورت نے اپنے بیٹے سے کہا ایک ایسی بکری پکڑ کر لاؤ جو نہ دودھ دیتی ہو اور نہ بچے دیتی ہو۔ پھر ایک چھری لاؤ اور مہمانوں کو دو کہ وہ یہ بکری ذبح کریں اس کو پکائیں اور کھائیں۔ لڑکا بکری اور چھری لے کر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ چھری واپس لے جاؤ اور ایک پیالہ (کاسا) لے کر آؤ۔ لڑکے نے کہا کہ یہ بکری تو بوڑھی اور لاغر ہے۔ دودھ دینے والی نہیں ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا تم جا کر پیالہ لے کر آؤ۔ لڑکا گیا اور پیالہ لے کر آیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنا دست مبارک بکری کے تھنوں پر پھیرا تو دودھ سے بھر گیا۔ دودھ دھو کر پیالہ اس لڑکے کو دیا کہ پہلے اپنی والدہ کو پلاؤ۔ دوسرا پیالہ دودھ دھو کر اس لڑکے کو دیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کو دیا پھر آخر میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے خود نوش فرمایا۔ رات وہاں قیام فرمایا اور صبح کو روانہ ہوگئے۔ (بیہقی)

اس عورت نے آپ خاتم النبیین ﷺ کا نام ''مبارک'' رکھا۔ اس کی بکریوں اور بکریوں کے دودھ میں برکت ہوگئی۔ وہ عورت اور اس کا بیٹا کچھ عرصے کے بعد مدینہ آئے۔ راستے میں لڑکے نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو پہچان لیا۔ اس نے اپنی ماں سے کہا یہ وہ آدمی ہیں جو ''مبارک'' کے ساتھ ہمارے گھر آئے تھے اور رات کو قیام فرمایا تھا۔ وہ عورت حضرت ابوبکرؓ سے پوچھنے لگی۔ اے اللہ کے بندے تیرے ساتھ وہ کون تھے؟ جو اس رات ہمارے گھر ٹھہرے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ وہ اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ تھے اس عورت نے کہا کہ ہمیں ان کے پاس لے چلو۔ حضرت ابوبکرؓ ان دونوں کو حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے پاس لے آئے اس عورت نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو کچھ تحفے پیش کئے اور اسلام قبول کرلیا۔ سید دو عالم خاتم النبیین ﷺ نے انہیں کپڑے اور نقدی عطا فرمائی اور رخصت کیا۔ (حجتہ

اللہ علی العالمین، کنزل الاعمال معجزات مصطفیٰ ص 88)

6) عبداللہ بن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں عقبہ بن ابی معیط کا ریوڑ چرایا کرتا تھا۔ ایک روز سید دو عالم خاتم النبیین ﷺ تشریف لائے۔ حضرت ابوبکرؓ بھی ساتھ تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا۔ ''لڑکے کیا تیرے پاس دودھ ہے؟ میں نے کہا ''ہاں مگر میں امین ہوں''۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ ''کیا تیرے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس کے تھن نہ ہوں؟'' ''میں نے کہا ہاں ہے۔'' پس میں نے ایک بکری آپ خاتم النبیین ﷺ کو پیش کی جس کے نہ تھن تھے اور نہ کبھی اس نے دودھ دیا تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے تھن کی جگہ پر اپنا دست مبارک پھیرا ناگہاں اس کے تھن نمودار ہوئے جو دودھ سے بھرے ہوئے تھے۔ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے دودھ دُوھیا۔ پھر تھن سے فرمایا سکڑ جائیں تھن ویسے ہی ہو گئے اور کوئی نشان تک باقی نہ رہا۔ یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا ''اے اللہ تعالیٰ کے رسول خاتم النبیین ﷺ مجھے کچھ تعلیم دیجئے''۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے میرے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور مجھے برکت کی دعا دی اور فرمایا ''تم سیکھنے والے لڑکے ہو''۔ پس میں نے اسلام قبول کر لیا۔ میرے اسلام لانے کا سبب یہی معجزہ تھا۔ میں نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے 70 سورتیں سیکھیں۔ (صحیح بخاری، مسند احمد، مشکوۃ، طبقات ابن سعید)

7) حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لئے کھانا تیار کروایا۔ کھانا دو آدمیوں کے لئے تھا۔ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے ابوایوب انصاریؓ سے فرمایا انصار میں سے 30 اشراف کو بلا لاؤ۔ چنانچہ تیس انصاریؓ آ گئے ان سب نے کھانا کھایا اور باقی چھوڑ دیا۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: 60 انصار کو اور بلاؤ انہوں نے بھی کھانا کھا لیا اور باقی چھوڑ دیا۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا ستر انصار کو اور بلا لاؤ انہوں نے بھی سیر ہو کر کھایا اور باقی چھوڑ دیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کا یہ معجزہ دیکھ کر سب ایمان لے آئے اور نبی طیب وطاہر اکمل و اجمل خاتم النبیین ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی ان میں سے کوئی بھی شخص ایسا نہ تھا جو بغیر اسلام لائے وہاں سے باہر آیا ہو اور جس نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی بیعت نہ کی ہو۔ حضرت ابوایوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ محبوب خاتم النبیین ﷺ خدا کی دعا کی برکت سے میرا دو آدمیوں کا کھانا 180 افراد نے پیٹ بھر کر کھایا۔

یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب ہجرت کر کے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ مدینہ پہنچے تھے اور حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر قیام فرمایا تھا۔ اس وقت تک تمام انصار مسلمان نہ ہوئے تھے۔ یہ معجزہ دیکھ کر جتنے لوگ موجود تھے سب مسلمان ہو گئے۔

7) ایک عالم دین جو سرکار دو عالم خاتم النبیین ﷺ کی شان اور عظمت کے بارے میں شکوک میں مبتلا تھے۔ ایک مرتبہ ایک بزرگ کے پاس آئے وہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی شان وعظمت پر بحث کرنا چاہتے تھے بزرگ نے فرمایا "تم میں اور اُس میراثی میں جو میرے گھر میں کام کرتا ہے کیا فرق ہے"؟ وہ عالم دین بہت ناراض ہوا اور کہا" حضرت آپ ایک عالم دین کو ایک میراثی سے ملا رہے ہیں"۔ شاہ صاحب نے فرمایا"غور کرنے کے لیئے کہہ رہا ہوں کہ بظاہر تم اور میرا میراثی ایک جیسے ہو۔ مگر چند حروف پڑھ لینے سے تمہارا مقام اِس قدر بلند ہو گیا کہ تم عالم دین کہلانے لگے۔ پھر وہ ہستی جس کو علم اللہ تعالیٰ نے سکھایا ہے۔ اُن کی عظمت اور مقام کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے"؟ پھر فرمایا" **اہل فراست نے جھگڑے کا نام مباحثہ رکھ دیا ہے۔ اہل محبت مباحثہ اِس لیئے نہیں کرتے کہ اُنہیں برتری جتانے کا شوق نہیں ہوتا ہے**"۔ جھگڑا ہمیشہ برتری جتانے کے شوق سے پیدا ہوتا ہے۔ جو بیج زمین میں فنا ہو جاتا ہے وہ ضرور پھولتا پھلتا ہے لیکن اگر کوئی اپنی ذات قائم رکھنا چاہے تو پھر پھلنا پھولنا مشکل ہے۔ مسلمان کے گھر میں پیدا ہونا اِس بات کی دلیل نہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ "جب تک جان، مال، اولاد اور دنیا کی ہر شے سے بڑھ کر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے محبت نہ ہو گی ایمان نہ ہو گا"۔ (بخاری، مسلم، ابن ماجہ)

خیمہ افلاک کا استادہ اِسی نام (ﷺ) سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اِسی نام (ﷺ) سے ہے

****

صاحبِ تصرف وصاحبِ اختیار خاتم النبیین ﷺ

حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ اللہ تعالیٰ کے نائب اعظم اور خلیفہ اکبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو مالک ومختار بنایا۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "اَللّٰہُ یُعْطِی وَ اَنَا قَاسِمٌ" " اللہ مجھے دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں" ۔(صحیح بخاری)

ہمارے لئے صحابہ کرامؓ معیار حق ہیں۔ صحابہ کرامؓ کو جب بھی کوئی دینی یا دنیاوی مسئلہ پیش آتا تھا وہ حضور کریم خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ ہی سے حل کرواتے تھے۔ ان کے نزدیک قول رسول خاتم النبیین ﷺ وحی الٰہی کے مترادف (برابر) تھا۔ وہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے تصرف اا ور اختیارات پر ایسا یقین رکھتے تھے جس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہ تھی۔

قرآن پاک سورہ لانبیاء، آیت نمبر 197: وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ '' اور ہم نے آپ (ﷺ) کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔''

قرآن پاک، سورہ فاتحہ، آیت نمبر 1: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کا''۔

علماء نے اٹھارہ ہزار عالم بتائے ہیں۔ صحیح تعداد اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہر جاندار کا ایک الگ جہان ہے- ہر جاندار کی الگ دنیا ہے۔ جانداروں میں جانوروں کو لیں۔ شیروں کی الگ دنیا ہے، ہرن کی الگ دنیا ہے، ہاتھی اپنی دنیا میں مگن ، اسی طرح ہر جاندار سمندروں میں اپنی اپنی الگ دنیا رکھتا ہے۔ بڑی مچھلیاں، چھوٹی مچھلیاں، مگرمچھ ، مینڈک غرض یہ کہ نہ ہم جانداروں کو گن سکتے ہیں اور نہ ہی یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ سب کہاں کہاں رہتے ہیں؟ ہاں یہ معلوم ہے کہ کوئی جاندار بھوکا نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: ترجمہ: ''میں تمام جہانوں کو پالنے والا ہوں ''-(سورہ فاتحہ، آیت نمبر 1)

تو روزی مہیا کرنے کا کام اور جانداروں کو پالنے کا کام اس کے پاس ہے اب ایک بات اس پالنے والے نے ہی اپنے محبوب حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے لئے بھی فرمائی ہے اور وہ یہ ہے کہ:

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ '' ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ''(سورہ الانبیاء، آیت نمبر 107)

اب اللہ تعالیٰ خود پالنے والے انسانوں اور جانوروں کو اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ رحمت تمام جہانوں کے لئے۔ تو سوچنے اور غور کرنے والی بات یہ ہے کہ کیا کوئی عالم رحمت کے بغیر قائم رہ سکتا ہے؟ یہاں اللہ تعالیٰ نے ہمیں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے وسعت اختیار کو ایک زبردست لفظ ''رحمت'' استعمال کر کے ہمارے جیسے ناقص عقل لوگوں کے لئے سمندر کو کوزے میں رکھ دیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب خاتم النبیین ﷺ کو تمام عالمین کے لئے---کیا جنات؟ کیا انسان؟ کیا فرشتے؟ کیا حیوانات؟ کیا جمادیات؟ کیا معدنیات؟ سب جہانوں کے ذرے ذرے کے لئے باذن اللہ! رحم کرنے والا، یعنی حاجت روائی کرنے والا، مشکل کشائی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ کیونکہ رحمت کے معنی راحم بھی ہیں (حواشی جلالین) اگر آپ خاتم النبیین ﷺ کسی کی حاجت روائی یا مشکل کشائی نہ کر سکیں تو پھر رحمت کیسی؟ پھر رحمت کا کیا مطلب ہے؟ یہ تو یوں ہوا کوئی شخص پلاسٹک کا شیر بنا کر چوراہے پر رکھ دے اور بورڈ لگا دے ''خبردار بہت بہادر شیر ہے سب کچھ کر سکتا ہے''۔

تو کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے نائب اعظم اور اپنے خلیفہ اکبر کو بغیر کچھ اختیارات دیئے ہی ''رحمت للعالمین '' بنا دیا۔ یہ تو بالکل ایسے ہی ہے جیسے خدانخواستہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب خاتم النبیین ﷺ کو پلاسٹک کا بنا کر ''رحمت للعالمین'' لکھ دیا ہے کہ نہ وہ کسی کے کام آ سکتے ہیں اور نہ کسی کی مشکل حل کر سکتے ہیں۔ (لا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم)

صحابہ کرامؓ کو جب کوئی مشکل پیش آتی تو وہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے در اقدس پر حاضری دیتے اور اپنی حاجتیں اور مشکلیں حل کرواتے۔

غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ جب کبھی صحابہ کرامؓ آپ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت اقدس میں کسی حاجت روائی کے لئے آتے تو رسول کریم خاتم النبیین ﷺ نے کبھی ان سے یہ نہیں کہا "میرے پاس کیوں آتے ہو؟ مشکل کشاہ اور حاجت روا تو اللہ ہے۔ مسجد میں جاؤ سر سجدے میں رکھو اور اپنی حاجت طلب کرو۔ میں کیا کر سکتا ہوں"؟ نہیں بلکہ سب کی مشکلیں حل کیں- قرآن پاک سورہ الانبیاء، آیت نمبر 174 میں فرمان الٰہی ہے: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا

ترجمہ: ''اے لوگوں بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا"۔

یہاں دلیل سے مراد نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذات اقدس ہے اس دلیل کا صدق اس دلیل کی سچائی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے معجزات ہیں، آپ خاتم النبیین ﷺ کے تصرفات اور اختیارات ہیں۔

ذیل میں چنداحادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں۔

حدیث نمبر1: سیدنا حرام بن حراش اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں:"جب ہجرت کے دن سید دوعالم رسول پاک خاتم النبیین ﷺ سیدنا صدیق اکبرؓ اور عامر بن فہیرہ اورعبداللہ لیثیؓ کی معیت میں مدینہ منورہ کی طرف جارہے تھے۔تو ایک خیمہ دیکھا۔دیکھا کہ ایک بڑھیا وہاں بیٹھی ہوئی ہے۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "مائی صاحبہ کیا آپ کے پاس گوشت اور کھجوریں ہیں"؟ یہ بڑھیا اُم معبد تھیں۔انہوں نے عرض کیا "ہمارے ہاں کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں ہے" ۔اچانک نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی نظر مبارک ایک چھوٹی اور کمزور بکری پر پڑی جو ایک طرف بیٹھی تھی۔نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا:"مائی صاحبہ کیا یہ بکری دودھ دیتی ہے"؟اس نے عرض کیا"نہیں" ۔نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا" کیا اجازت ہے ہم اس بکری کا دودھ دوھ لیں"؟اس نے کہا"میرے ماں باپ آپ خاتم النبیین ﷺ پر قربان۔اگر یہ دودھ دے تو آپ خاتم النبیین ﷺ دوھ لیں" ۔یہ سن کر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے بسم اللہ شریف پڑھ کر اس بکری کے پستانوں پر دست مبارک پھیرا تو دودھ اتر آیا۔فرمایا"ایک بڑا برتن لاؤ۔جس میں سے پورا قبیلہ سیر ہو کر دودھ پی لے"۔دودھ دوہا تو وہ گاگر کناروں تک بھر گئی۔اس دودھ میں سے آپ خاتم النبیین ﷺ نے اُم معبد کو پلایا۔پھر ساتھیوں کو پلایا۔پھر خود نوش فرمایا۔پھر دوبارہ دودھ دوہا وہ برتن پھر بھر گیا۔اس کے بعد سرکار دوعالم خاتم النبیین ﷺ آگے تشریف لے گئے۔(شرح السنۃ،مشکوٰۃ شریف)

ایسا کیوں نہ ہو جبکہ:"اللہ دینے والا ہے اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ تقسیم کرنے والے ہیں"۔

حدیث نمبر2: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا بھر کے خزانے عطا کر دیئے ہیں''۔(صحیح بخاری)

حدیث نمبر3: سیدنا جابرؓ کے والد ماجد جنگ میں شہید ہو گئے اور ان کے سر پر بہت سارے لوگوں کا قرضہ تھا۔حضرت جابرؓ کا کھجوروں کا ایک باغ تھا جب کھجوریں پک گئیں۔اور اتار دی گئیں۔تو حضرت جابرؓ نے دیکھا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔انہوں نے کہا" قرضہ بہت زیادہ تھا میں بہت غمگین تھا پریشانی میں سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کروں؟ قرضہ والوں سے کہا ساری کھجوریں لے لو اور قرضہ معاف کر دو۔مگر وہ نہ مانے۔اس پریشانی کے عالم میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔جن کو اللہ تعالیٰ نے سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے" ۔عرض کرنے پر فرمایا''اے جابرؓ تو جا کر اپنی کھجوروں کی تین ڈھیریاں بنادے۔اعلیٰ الگ ،درمیانی الگ،اورردی الگ۔پھر مجھے بتانا" جب میں تین ڈھیریاں بنا کر حاضر ہوا تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ میرے ساتھ ہو لئے۔اور جا کر جو اعلیٰ قسم کی ڈھیری تھی اس پر جلوہ فرما ہو گئے۔اور فرمایا''اے جابر جن جن کا قرضہ ہے سب کو بلاؤ''وہ سب آ گئے تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا''اپنا اپنا قرضہ لیتے جاؤ''سب نے اپنا اپنا قرضہ وصول کرلیا تو سیدنا جابرؓ فرماتے ہیں''اللہ تعالیٰ نے ساری ڈھیریوں کو سلامت رکھا حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ جس ڈھیری پر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ تشریف فرما تھے۔اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی تھی"۔(صحیح بخاری جلد دوئم،مشکوٰۃ شریف)

حدیث نمبر4: حضرت انسؓ نے بیان کیا ہے کہ میرے سوتیلے والد گھر آئے اور میری والدہ سے پوچھا" کچھ کھانے کو ہے کیونکہ میں محسوس کر رہا ہوں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو بھوک لگی ہوئی ہے"۔میری والدہ اُم سلیم نے کہا" کچھ جو کی روٹیاں ہیں"۔میری والدہ نے وہ روٹیاں نکالیں اور ڈوپٹے میں لپیٹ کر میری بغل میں دبا کر باقی حصہ دوپٹے کا میری گردن کے گرد لپیٹ دیا(تا کہ روٹیاں راستے میں گر نہ جائیں۔کیونکہ اس وقت میں بچہ تھا)اور مجھے فرمایا" مسجد میں لے جاؤ اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر کر دو"۔میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ کافی صحابہ موجود ہیں۔میں نے سلام عرض کیا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا ''تجھے ابوطلحہؓ نے بھیجا ہے؟''میں نے کہا''جی ہاں''۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''تجھے کھانا دے کر بھیجا ہے"؟ میں نے عرض کیا''جی ہاں''حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے تمام صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے فرمایا" چلو ابوطلحہ کے گھر چلتے ہیں"۔یہ سن کر میں جلدی جلدی گھر آیا اور حضرت ابوطلحہؓ سے تمام ماجرہ عرض کر دیا۔وہ گھبرا گئے۔اور جلدی سے میری والدہ سے کہا" کیا بنے گا"؟ میری والدہ نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔"اللہ ورسولہ اعلم"۔یعنی وہ جانتے ہیں(وہی انتظام کریں گے)یہ سن کر ابوطلحہ خوش ہو گئے۔اور آنے والوں کا استقبال کیا اور جب حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے گھر میں قدم رکھا تو فرمایا ''اے ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ لے آئیں"۔تو میری والدہ نے وہی جو کی روٹیاں حاضر کر دیں۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا"ان کو بھور دو"۔پھر گھی کا ڈبہ نچوڑا اور وہ ملیدہ بن گیا۔پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے کچھ پڑھا اور فرمایا"ابوطلحہ دس آدمیوں کو بلاؤ تا کہ وہ آ کر کھائیں"۔وہ کھا چکے تو فرمایا"دس اور کو بلاؤ"۔یوں کرتے کرتے ستر اسی آدمیوں نے کھانا سیر ہو کر کھایا(میں جھک کر دیکھتا تھا کہ کھانا کدھر سے آتا ہے)آخر میں نبی پاک خاتم النبیین ﷺ نے خود تناول فرمایا۔پھر گھر والوں نے کھایا اور کھانا تبرک

کے طور پر چھوڑ کر چلے گئے۔(صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی، مشکوٰۃ شریف، دارمی)

حدیث نمبر5: سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان فرمایا کہ "تبوک کی جنگ بڑی کٹھن تھی۔ یہاں تک کہ توشہ دان راستے میں ہی خالی ہو گئے۔ بھوک کی شدت تھی۔ صحابہ کرامؓ نے آپس میں مشورہ کیا کہ اجازت لے کر اونٹ ذبح کر کے کھاتے ہیں۔ اجازت مل گئی۔ تو صحابہ کریمؓ چھریاں نکال کر تیز کرنے لگے۔ اتنے میں حضرت عمرؓ کی نظر پڑھ گئی۔ پوچھا" یہ کیا کر رہے ہو"؟ ساتھیوں نے کہا" کوئی چیز کھانے کو نہیں بچی ہے اب کیا کریں؟ اونٹ ذبح کر کے کھا لیتے ہیں"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا" ٹھہر جاؤ"۔ پھر حضرت عمرؓ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے پاس آئے اور کہا" آپ خاتم النبیین ﷺ حکم فرمائیں جو کچھ بھی کسی کے پاس ہے وہ لے آئیں۔ اور آپ خاتم النبیین ﷺ دعا فرما دیں۔ اونٹ ذبح کرنے کی نوبت نہیں آئے گی"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" چلو پھر یونہی سہی"۔ حضرت عمرؓ نے اعلان کروا دیا" کسی کے پاس کھانے کی کوئی بھی چیز ہے تو لے آؤ"۔ دیکھا تو کوئی مٹھی بھر کھجوریں لا رہا ہے کوئی روٹی کا ٹکڑا پکڑے لے آ رہا ہے۔ پھر تمام چیزیں دستر خواں پر جمع ہو گئیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے دعا فرمائی پھر حکم دیا" پہلے بار باری توشہ دان بھر لو سب توشہ دان بھر لئے گئے"۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" اب کھاؤ"۔ پورے لشکر نے سیر ہو کر کھا لیا۔ اور کھانا پھر بھی بچ گیا۔(ترمذی، مشکوٰۃ، مستدرک شریف)

حدیث نمبر6: جب رسول پاک خاتم النبیین ﷺ لشکر لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ کیا وہاں موجود کنوئیں میں تھوڑا سا پانی تھا۔ وہ ختم ہو گیا۔ سیدنا جابرؓ نے فرمایا" پانی کا صرف ایک پیالہ تھا۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اس سے وضو فرمایا تو لشکر والے عرض گزار ہوئے" یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ پانی صرف اتنا ہی ہے ہم لوگ کہاں سے وضو کریں۔ اور پانی کہاں سے پئیں گے۔؟ یہ سن کر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اپنا دست مبارک اس پیالے میں رکھ دیا۔ تو پانی نے جوش مارنا شروع کر دیا اور انگلیوں مبارک کے درمیاں یوں پانی نکل رہا تھا جیسے چشمے بہہ رہے ہوں۔ حتیٰ کہ سب نے پانی پیا، وضو کیا، اونٹوں نے پانی پیا۔ پانی ختم نہیں ہوا۔ یہ سن کر کسی نے حضرت جابرؓ سے پوچھا" تم کتنے لوگ تھے"؟ حضرت جابرؓ نے جواب دیا" اگر ہم لاکھ بھی ہوتے تو پانی ختم نہ ہوتا لیکن ہم صرف پندرہ سو لوگ تھے"۔(بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف)

حدیث نمبر7: سیدنا عمران بن حصینؓ نے فرمایا کہ "ہم لوگ سفر میں تھے اور ساتھ ہی رسول کریم خاتم النبیین ﷺ بھی تھے۔ راستے میں ساتھیوں نے پیاس کی شکایت کی تو آپ خاتم النبیین ﷺ ٹھہر گئے۔ پھر حضرت علیؓ اور ایک دوسرے صحابی سے فرمایا" تم جاؤ اور فلاں جگہ تمہیں ایک عورت ملے گی جو کہ اونٹ پر دو مشکیزے لے کر پانی رکھے جا رہی ہوگی۔ اس عورت کو اونٹ سمیت یہاں لے آؤ"۔ وہ دونوں صحابی وہاں پہنچے تو دیکھا کہ واقعی ایک عورت اونٹ پر دو مشکیزے لے کر جا رہی ہے۔ ان دونوں صحابیؓ نے اس عورت کو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے کہا اس نے کہا" کون رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ؟ وہ جو باپ دادا کے دین سے پھر گیا ہے"؟ فرمایا" ہاں جس کو تو ایسے کہہ رہی ہے وہ اللہ کے سچے رسول ہیں"۔(حاصل کلام) دونوں اس عورت کو اس کے اونٹ اور مشکیزوں سمیت حضور کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" دونوں مشکیزے اتار لو" اور یہ پانی ایک برتن میں ڈال دیا گیا۔ پھر فرمایا" اب ان مشکیزوں کے منہ کھول دو اور سب لوگ باری باری پانی پیو"۔ سب نے پانی پیا اور اپنے برتن بھی بھر لئے۔ وہ عورت حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ مشکیزے اسی طرح بھرے ہوئے ہیں۔ بلکہ وہ پہلے سے زیادہ پُر نظر آ رہے تھے۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے حکم دیا" اس عورت کے لئے کچھ کھانے کی چیزیں اکٹھی کرو"۔ کپڑا بچھا دیا گیا۔ اس میں سب لوگ اشیاء خوردنی ڈالتے گئے۔ وہ کپڑا بھر گیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے سب کچھ عورت کو دے کر فرمایا" بی بی ہم نے تیرے پانی میں سے کچھ نہیں لیا بلکہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے پانی عطا کیا ہے"۔ وہ عورت جب روانہ ہو کر اہل خانہ کے پاس پہنچی تو سارا ماجرہ کہہ سنایا تو وہ سارے کے سارے لوگ حاضر خدمت ہوئے اور اسلام قبول کر کے صحابی بن گئے"۔(صحیح بخاری، مشکوٰۃ شریف)

حدیث نمبر8: سیدنا انسؓ راوی ہیں کہ "جب رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے حضرت زینبؓ کے ساتھ نکاح کیا تو میری والدہ ام سلیمؓ نے کھجور، پنیر اور گھی سے حلوہ تیار کیا اور اس کو ایک برتن میں ڈال کر مجھے فرمایا" بیٹا انسؓ یہ لے جاؤ اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں پیش کرو اور کہنا کہ یہ میری والدہ نے حاضر کیا ہے کہ یہ حقیر سا ہدیہ قبول فرمائیں"۔ جب میں لے کر حاضر ہوا اور عرض پیش کی تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اسے رکھ دو اور فلاں فلاں صحابی کو دعوت دو اور جو بھی راستے میں ملے اسے بھی دعوت دے دینا" میں گیا جن جن کے نام لئے تھے انہیں دعوت دی اور جو بھی صحابی راستے میں ملتا گیا میں دعوت دیتا گیا۔ جب واپس آیا تو دیکھا کہ سارا گھر لوگوں سے بھرا ہوا ہے۔ راوی سے پوچھا گیا" کل کتنے لوگ تھے"؟ حضرت انسؓ نے جواب دیا" تین سو کے نزدیک تھے"۔ پھر نبی کریم خاتم

النبیین ﷺ نے کچھ پڑھا پھر لوگ دس دس کر کے بلائے گئے۔اور حلوہ کھلائے گئے۔سب نے پیٹ بھر کر کھایا بعد ازاں فرمایا ''اے انس! اٹھا اپنا حلوہ لے جا" اور جب میں نے اٹھایا تو میں نہیں جان سکا کہ پہلے زیادہ تھا یا اب زیادہ ہے"۔(مشکوٰۃ شریف)

حدیث نمبر 9: حضرت سیدنا ابو ہریرہؓ نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا" یارسول اللہ ﷺ میں جو کچھ سنتا ہوں ہو بھول جاتا ہوں"۔یہ سن کر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''اے ابو ہریرہؓ اپنی اوپر والی چادر پھیلاؤ"۔انہوں نے چادر پھیلا دی۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس چادر میں دونوں ہاتھوں سے کچھ ڈالا (وہ کچھ ڈالا جو ہمیں نظر نہیں آتا) اور پھر فرمایا" اس کو اٹھاؤ اور سینے کے ساتھ لگاؤ"۔میں نے ایسا ہی کیا۔اس کے بعد سے اب تک کوئی بات نہیں بھولتی بلکہ پچھلی تمام بھولی ہوئی باتیں یاد ہو گئیں۔(صحیح بخاری، حجۃ اللہ علی العالمین)

حدیث نمبر 10: سیدنا عبداللہ بن عتیکؓ کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور ساتھیوں نے پگڑی کے ساتھ باندھ دی اور ان کو اٹھا کر دربار رسالت میں حاضر ہو گئے۔حضور کریم خاتم النبیین ﷺ نے اس ٹانگ پر اپنا دست مبارک پھیرا تو اسی وقت ٹھیک ہو گئی۔یعنی دست مبارک پھیرا تو وہ ٹھیک ہو گئی۔جیسے اس ٹانگ کو کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔(صحیح بخاری، مشکوٰۃ شریف، حجۃ اللہ علی العالمین)

حدیث نمبر 11: سیدنا حضرت قتادہؓ احد کی جنگ میں کفار کے ساتھ لڑ رہے تھے۔ان کی نظر پڑی کہ پیچھے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کھڑے ہیں۔پہلے کفار کے ساتھ لڑ رہے تھے۔اب سوچا کہ کوئی تیر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی طرف نہ آجائے۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے سامنے ڈھال بن گئے۔ایک ناگہانی تیر آیا۔اور حضرت قتادہؓ کی آنکھ میں آکر لگا۔جس سے حضرت قتادہؓ کی آنکھ لٹک گئی۔جنگ کے بعد صحابہ کرامؓ نے سوچا لٹکی ہوئی آنکھ کو کاٹ کر الگ کر دیتے ہیں۔لیکن حضرت قتادہؓ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا" یارسول اللہ ﷺ میرے ساتھی آنکھ الگ کرنے کا کہہ رہے تھے۔کیونکہ یہ ایک پٹھے سے لٹک رہی ہے۔یارسول اللہ ﷺ مجھے اپنی بیوی سے محبت ہے میں کانا نہیں کہلوانا چاہتا"۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''اے قتادہ اگر تو صبر کرے تو تیرے لئے جنت ہے"۔حضرت قتادہؓ نے فرمایا ''یارسول اللہ ﷺ جنت بہت بڑی جزا اور عطا ہے آپ خاتم النبیین ﷺ مجھے میری آنکھ واپس کر دیں اور جنت کے لئے بھی دعا فرمادیں"۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" اے قتادہؓ میرے قریب آؤ"۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے آنکھ پکڑ کر اسی جگہ پر رکھ کر عرض کیا" یااللہ قتادہ اپنے چہرے کے ساتھ تیرے نبی کا چہرا بچاتا رہا ہے لہذا اس کی آنکھ ٹھیک کر دے۔'' آپ خاتم النبیین ﷺ نے جب اپنا ہاتھ مبارک آنکھ پر سے اٹھایا تو آنکھ بالکل ٹھیک تھی۔جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہ ہو"۔(سیرت حلبیہ، الخصائص الکبریٰ، مجمع الزوائد)

حدیث نمبر 12: حضرت عکاشہؓ فرماتے ہیں کہ" دوران جنگ میری تلوار ٹوٹ گئی۔نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے مجھے ایک لکڑی پکڑا دی۔میں نے دیکھا کہ وہ تلوار بن گئی ہے پھر میں اس سے مشرکوں کو قتل کرتا رہا"۔(الخصائص الکبری، البدایہ والنھایہ، حجۃ اللہ علی العالمین)

حدیث نمبر 13: یوں ہی حضرت سیدنا عبداللہ بن جحشؓ کی تلوار جنگ احد میں ٹوٹ گئی۔وہ فرماتے ہیں" میں نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے عرض کیا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے مجھے کھجور کی ایک ٹہنی پکڑا دی میں نے دیکھا کہ وہ تلوار بنی ہوئی ہے۔میں نے اسی سے جنگ کی"۔(الخصائص الکبری، البدایہ والنھایہ، حجۃ اللہ علی العالمین)

مندرجہ بالا واقعات کو پڑھ کر غور کریں کہ وہ بکری جس نے ابھی دودھ دیا ہی نہیں اس کے پستانوں میں اتنا دودھ کہاں سے آگیا؟ پیالے میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی انگلیوں کے رکھ دینے سے پانی کے چشمے کیسے جاری ہو گئے؟ سیدنا قتادہؓ کی لٹکی ہوئی آنکھ آپ خاتم النبیین ﷺ کے دست مبارک کے چھونے سے کیسے ٹھیک ہو گئی؟ دو افراد کا کھانا اسی افراد کے لئے کیسے کفایت کر گیا؟ سیدنا عبداللہ بن عتیکؓ کی ٹانگ کیسے جڑ گئی؟

میانوالی کا ایک واقعہ ہے کہ ایک سنی صحیح العقیدہ اور دوسرا دوسرے عقیدے کا دونوں کے درمیان عقائد پر چپقلش چلتی رہتی تھی۔ایک وقت آیا دونوں کے درمیان مناظرہ کئی دنوں تک چلتا رہا۔ایک دن جب مناظرے کے لئے دونوں علماء اپنی اپنی سٹیج پر آئے تو سنی عالم دین کھڑے ہوئے اور کہا" لوگو دیکھو ہار جیت تو نہ معلوم کس کے حصے میں ہے لیکن میری قسمت دیکھو کہ میں دن بھر مناظرہ کرتا ہوں اور رات بھر کتابوں کی ورق گردانی کرتا ہوں کہ کہیں سے مجھے یہ حوالہ مل جائے کہ میرے آقا حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کو فلاں چیز کا بھی علم تھا اور فلاں چیز کا اختیار تھا۔میں تمام رات نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے کمالات تلاش کرتا ہوں اور یقینا میرا مد مقابل بھی رات کو سوتا نہیں گا۔وہ بھی کتابوں کی ورق گردانی کرتا ہوگا اور وہ پوری رات اللہ کے نبی خاتم النبیین ﷺ کے عیب تلاش کرتا ہوگا کہ نبی کریم خاتم

النبیین ﷺ کو فلاں چیز کا علم نہیں تھا۔فلاں چیز کا اختیار نہیں تھا۔اب آپ لوگ غور کر کے بتائیں کہ قسمت کس کی اچھی ہے میری یا میرے مدمقابل کی"؟ یہ بات جب دوسرے مناظرے نے سنی تو ان کے کان کھڑے ہو گئے۔اور قسمت جاگ اٹھی کہ میرے جیسا بدبخت اور بدقسمت کون ہو سکتا ہے؟ واقعی میں تو عیب ہی تلاش کرتا رہا۔لیکن اب میں توبہ کرتا ہوں۔پھر اس نے سب کے سامنے اپنے تائب ہونے کا اعلان کیا اور مناظرہ بھی ختم ہو گیا۔

اس لئے یہ جملہ کہ اللہ ہی حاجت روا اور مشکل کشا ہے یہ حق ہے، یہ سچ ہے، یہ لا ریب ہے۔مگر یاد رکھیں اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر، ازلی طور پر مختیار کل ہے۔داتا ہے نوازنے والا ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ، تمام انبیاء کرام علیہ السلام اور تمام اولیاء کرام رحمۃ اللہ عطائی طور پر اللہ کے بنانے سے مختار ہوئے۔

یہودیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو حاجت روا اور مشکل کشا نہیں بنا سکتا۔ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے۔

سورہ آل عمران، آیت نمبر 26 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ:''اے اللہ! بادشاہت کے مالک تو جسے چاہتا ہے بادشاہت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہت چھین لیتا ہے۔اور تو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے تیرے ہاتھ میں ہر بھلائی ہے۔بے شک تو ہی ہر چیز پر قادر ہے''۔

اس لئے ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو نبی، کسی کو صحابی، کسی کو تابعی، کسی کو قطب، کسی کو غوث، کسی کو داتا، کسی کو سلطان العارفین بنایا۔اے اللہ تیرے ہی دست کرم میں خیر ہے۔چونکہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔اللہ نے جس کو اپنے کرم سے عطا کر دیا یہ اس کی عطاء ہے اور اس کی تائید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

حدیث قدسی:

''میرا بندہ نوافل کی زیادتی سے میرے قریب آجاتا ہے۔اور جب وہ میرا مقرب بن جاتا ہے تو میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں کہ وہ میری قدرت سے دیکھتا ہے۔اس کا کان بن جاتا ہوں کہ وہ میری قدرت سے سنتا ہے۔اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں کہ وہ میری قدرت سے پکڑتا ہے۔میں اس کا پاؤں بن جاتا کہ وہ میری قدرت سے چلتا ہے۔اگر وہ میرا مقرب بندہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں"۔(مشکوۃ المصابیح، جلد 2، حدیث نمبر 2266)

اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے حضرت امام رازی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں" جب اللہ تعالیٰ کی قدرت بندے کے کان میں آتی ہے۔تو وہ قریب سے بھی سن لیتا ہے۔اور دور سے بھی سن سکتا ہے اور جب اللہ کی قدرت بندے کے ہاتھ میں آتی ہے تو وہ نرمیوں اور سختیوں نیز دور اور نزدیک سے بھی تصرف کر سکتا ہے"۔

حاصل کلام یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو قرآن پاک میں سند دے کر رحم کنندہ (مشکل کشاء) بنا کر بھیجا ہے۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں بھی بے شمار لوگوں کی حاجت روائی کی اور اب بھی آپ خاتم النبیین ﷺ امت کا غم رکھتے ہیں۔ان کو سنتے اور ان کو دیکھتے ہیں۔آپ خاتم النبیین ﷺ یہ بھی جانتے ہیں کہ کونسا حجاب کس امتی کی راہ میں رکاوٹ ہے؟

''بے شک اللہ دینے والا ہے اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ تقسیم کرنے والے ہیں''۔(صحیح بخاری)

****

میلاد النبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میلاد مصطفی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی قانون کی نگاہ میں، کتاب اللہ کی نگاہ میں، اور سنت رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اجماع وقیاس کی روشنی میں کیا حیثیت بنتی ہے؟ اگر اس کا منانا قانونی حیثیت میں قابل اعتراض ہے تو ہمیں منانا چھوڑ دینا چاہیے ورنہ پھر معترض کو توبہ کر لینی چاہیے۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کے وقت کون سے ''ارہاصات'' نمودار ہوئے؟ ''ارہاصات'' ان معجزات کا نام ہے جو نبی کے اعلان نبوت سے قبل نبی سے ظہور میں آتے ہیں۔ جو چیزیں خلاف عادت ہوتی ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ سے خلاف عادت صادر ہوں اس کا نام ''قدرت'' ہے۔

2۔ نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اعلان نبوت کے بعد خلاف عادت صادر ہوں اس کا نام ''معجزہ'' ہے۔

3۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اعلان نبوت سے قبل کوئی چیز عادت کے خلاف صادر ہو اس کا نام ''ارہاصات'' ہے۔

4۔ اگر کسی غیر نبی سے کوئی چیز اس کی طبیعت کے خلاف صادر ہوئی تو دیکھنا ہوگا کہ وہ ''صحیح العقیدہ ہے یا بدعقیدہ ہے''۔ اگر صحیح عقیدہ ہے تو پھر اس کی دو حالتیں ہیں۔ عام درجے کے خلاف عادت ہوں۔ جیسے کسی کو دم کیا اور آرام آ گیا اس کا نام ''معونت'' ہے۔ معونت ہر مومن کیلئے ممکن ہے۔ اگر بڑے درجے کی ہوں تو اس کا نام ''کرامت'' ہے۔ جو اولیاء کرام کے ہاتھوں رونما ہوتی ہیں جیسے حضرت والی بغداد شہنشاہ جیلان نے مری ہوئی مرغی زندہ کر دی تھی۔

5۔ اگر غیر مسلم سے خلاف عادت باتیں ثابت ہوں تو اس کا نام ''استدراج'' ہے۔

6۔ اگر کسی جھوٹے مدعی نبوت سے خلاف عادت بات نکلے تو اس کا نام ''اہانت'' ہے۔ جیسا مسلمہ کذاب سے کیا گیا۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو بڑے بڑے کام کئے نابینا کو بینا کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نابیناؤں کو بینائی عطا کی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاند کے ٹکڑے کئے۔ طرح طرح کے معجزات سے مریض کو ٹھیک کیا۔ مسلمہ کذاب سے لوگوں نے کہا کہ'' اگر تو واقعی نبی ہے تو ہم تیرے پاس ایک کانا لاتے ہیں جس کی ایک آنکھ خراب ہے۔ دوسری ٹھیک ہے تو مہربانی کر اور اس کی خراب آنکھ کو ٹھیک کر دے''۔ اب مسلمہ کذاب نے جو پھونک ماری تو جو آنکھ ٹھیک تھی وہ بھی جاتی رہی۔ اس کا نام ''اہانت'' ہے۔ اہانت کی مثالیں مرزا قادیانی کی بھی ہیں۔ مثلاً اس نے پیشن گوئی کی ہوئی تھی "میں اس مدت میں مقدمہ ضرور جیت جاؤں گا"۔ لیکن اس کو جرمانہ بھی ہوا اور مقدمہ بھی ہار گیا۔ ایک کیس میں آ کر پیش ہوا اور کہنے لگا" جو میرے عمامہ کو دیکھے گا اس کے ضمیر میں تبدیلی آ جائے گی"۔ تو جب عمامہ پہن کر کچہری میں پیش ہوا تو قاضی پوچھتا ہے کہ مرزا جی یہ سر پر کیا باندھا ہوا ہے؟ اس نے چاہا کچھ اور تھا اور بجائے عمامے کے پجامہ نکل آیا اس کو ''اہانت'' کہتے ہیں تو جھوٹے مدعی نبوت سے جو اس کی طبیعت کے خلاف صادر ہو۔ وہ چاہے کچھ اور ہو کچھ اور۔ اس کا نام ''اہانت'' ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کی ولادت کا تذکرہ بار بار خود قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بار بار حضرت آدمؑ کی تخلیق کا ذکر فرمایا اور اس کی تفصیلات بیان کیں۔ جنت میں ان کے قیام وطعام اور زمین پر آنے کے واقعات بیان کئے۔ حضرت اسحاقؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی ولادت اور ان کے بچپن کا تذکرہ فرمایا۔ حضرت موسیٰؑ کی ولادت اور بچپن کے حالات بیان فرمائے۔ حضرت مریم علیہ السلام اور ان کے بچپن کے حالات، حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت اور ان کے بچپن کے حالات کا ذکر فرمایا اور پھر نفخ روح کے ذریعے حضرت مریم علیہ السلام کے حمل سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا پورا واقعہ بیان فرمایا۔ بوقت ولادت حضرت مریم علیہ السلام کے دردِزہ، پریشانی اور جملہ کیفیات کا ذکر کیا۔ جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تولد ہوئے اس مقام کا بیان فرمایا۔ جس محراب میں کھڑے ہو کر حضرت ذکریا علیہ السلام نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لیے دعا فرمائی اس کا بیان فرمایا۔ حضرت مریم علیہ السلام کو حالت حمل میں جو خوراک کھجوریں، پانی وغیرہ میسر ہوتی تھیں ان کا بیان کیا حتیٰ کہ ان کی قوم کے طعنے، ان کی خاموشی اور ارشادات، اشارے، جواب، الغرض حضرت عیسیٰؑ کا بولنا، حضرت عیسیٰؑ کا ابتدائی کلام جو آپؑ نے گہوارے میں کیا سب بیان فرمایا۔

اگر اللہ چاہتا تو دو جملوں میں حضرت عیسیٰؑ کے مخلوق ہونے اور متولد ہونے کا پورا واقعہ بیان فرما سکتا تھا۔ مگر اس نے اپنے پیاروں کی ولادت کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور اس عمل کو ہمارے لیے قرآنی حکم اور اپنی سنت بنا دیا۔ پھر کائنات میں حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا پیارا اور کون ہو سکتا ہے؟ اس لیے انبیاء کرامؑ کی ولادتوں کا فقط بیان فرمایا گیا مگر حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مطہرہ کی نسبت کی قسم کھائی اور ارشاد فرمایا: (سورہ البلد آیت نمبر 3-1)

ترجمہ: ''میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں اور آپ اس شہر میں رہتے ہیں اور قسم ہے باپ کی اور اس کی اولاد کی۔''

ان آیات میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے شہر ولادت ''مکہ'' کی قسم کھائی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے قیام اور رہن سہن کی قسم کھائی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے والد ماجد یا جد امجد (دادا جان) کی قسم کھائی ہے اور بالآخر آپ خاتم النبیین ﷺ کے متولد ہونے کی قسم کھائی ہے۔ گویا حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے پورے نسب مبارک اور میلاد پاک کا بیان بصورت قسم آگیا۔ یہی سنت ہم نے پیش نظر رکھی ہے۔ اگر قلب سلیم ہو تو اس قدر قسم کافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اور صحابہ کرام سے لے کر موجودہ زمانے تک ہر دور میں اسلاف اور بزرگان دین اپنے اپنے طریقے اور ذوق وتحقیق کے مطابق حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ولادت مبارکہ کا ذکر کرتے رہے ہیں اور اس پر رسائل اور کتابیں لکھتے رہے ہیں۔

ولادتِ مطہرہ کے واقعات وعجائبات بیان کرتے رہے ہیں۔ محافل اور مجالس میں انہیں پڑھ کر سن کر ایمان ومحبت کی تازگی کا سامان فراہم کرتے رہے ہیں۔ تاریخ اسلام کا کوئی زمانہ اس مبارکہ اور محبوب عمل سے خالی نہیں رہا۔ اس لیے ہم اللہ تعالیٰ کے حضور میں التجا کرتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی ولادت کے ذکر پاک کی برکت سے ہمارے ایمان میں بھی اضافہ فرمائے اور ہمیں بھی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی محبت کی دولت عظمیٰ میں سے خیرات عطا فرمائے (آمین)

آپ خاتم النبیین ﷺ نور ہیں:

1۔ امام عبدالرزاقؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت کیا ہے کہ:

"میں نے اپنے آقا خاتم النبیین ﷺ سے عرض کیا کہ "میرے ماں، باپ آپ خاتم النبیین ﷺ پر قربان مجھ کو خبر دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کونسی چیز پیدا کی"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''اے جابرؓ! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا، نہ بہشت تھی نہ دوزخ، نہ فرشتہ تھا نہ آسمان، نہ زمین تھی نہ سورج تھا نہ چاند تھا نہ جن اور نہ انسان تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ پہلے حصے سے قلم بنایا، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش، پھر چوتھے حصے کو 4 حصوں میں تقسیم کیا، پہلے حصے سے عرش اٹھانے والے فرشتے بنائے، دوسرے سے کرسی اور تیسرے حصے سے باقی فرشتے۔ پھر چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کیا پہلے سے آسمان بنائے، دوسرے سے زمین اور تیسرے سے جنت اور دوزخ، پھر چوتھے کو چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے سے مومنین کی آنکھوں کا نور بنایا، دوسرے سے ان کے دلوں کا نور بنایا جو معرفت الٰہی ہے اور تیسرے اور چوتھے سے ان کا نور انس پیدا کیا اور وہ توحید ہے جس کا خلاصہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' ہے"۔ (المواھب الدنیا 9:1، السیرۃ الحلبیہ 50:1، زرقانی علی المواھب 46:1، نشر الطیّب:5)

اس حدیث کے مخرج امام عبدالرزاقؒ ہیں جو امام احمد بن حنبلؒ جیسے اکابر آئمہ دین کے استاد ہیں۔ ایک بات یاد رہے کہ یہاں پر اس حدیث میں نور سے مراد یہ نہیں ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا نور اللہ کے نور کا کوئی حصہ یا ٹکڑا ہے بلکہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتی تجلی فرمائی جو حسن الوہیت (اللہ تعالیٰ کا حسن) کا ظہور اوّل تھی۔ یہ کیفیت متشابہات میں سے ہے۔ جس کا سمجھنا ہمارے لیے ایسا ہی ہے کہ جیسا کہ قرآن پاک کے باقی متشابہات کا سمجھنا مشکل ہے۔ البتہ نکمے پن سے مادی طور پر سمجھانے کے لیے اس طرح سمجھایا جا سکتا ہے کہ جس طرح سورج کی روشنی شیشے پر پڑے تو شیشہ اس سورج کی روشنی کے نور سے روشن ہو جاتا ہے لیکن سورج کی ذات، یا اس کی نورانیت اور روشنی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی اور ہمارا یہ کہنا بھی ٹھیک ہوتا ہے کہ شیشے کا نور سورج کے نور سے ہے۔ اس طرح حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا نور اللہ تعالیٰ کی ذات سے پیدا ہوا اور آئینہ محمدی ﷺ نورِ ذات احدی سے اس طرح منور ہوا کہ نور محمدی ﷺ کو نور خداوندی قرار دینا صحیح ہوا۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ذات پاک یا اس کی عفت میں کوئی نقصان اور کمی واقع نہیں ہوئی۔ جیسے شیشہ سورج سے روشن ہوا اور اس ایک شیشے سے تمام شیشے منور ہو گئے نہ پہلے شیشے نے سورج کے نور کو کم کیا اور نہ دوسرے شیشوں نے پہلے شیشے کے نور میں کمی کی۔ یعنی فیض اللہ تعالیٰ کی ذات سے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو پہنچا اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے تمام ممکنات کو فیض پہنچ گیا۔ یعنی حدیث جابرؓ میں جو بار بار تقسیم نور کا ذکر آیا ہے تو اس کے معنی یہ نہیں کہ معاذ اللہ نور محمدی ﷺ تقسیم ہوتا رہا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جب نور محمدی ﷺ پیدا فرمایا تو اس میں شعاع در شعاع بڑھتا گیا اور یہی شعاعیں مزید تقسیم ہوتی رہیں۔

2۔ حضرت کعب الاحبارؓ (جو پہلے یہودی تھے اور بعد میں ایمان لائے تھے) نے فرمایا:

"جب اللہ تعالیٰ نے محمد عربی خاتم النبیین ﷺ کو پیدا کرنے کا حکم (ارادہ) فرمایا تو حضرت جبرائیلؑ کو حکم دیا کہ "ایسی مٹی میرے پاس لے کر آؤ جو میرے محبوب کے جسم

اقدس اور جسد اطہر کی تخلیق کے لائق ہو" -تو وہ سفید مٹی کی ایک مٹھی روضہ اطہر کی جگہ سے لے کر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوئے ۔ پھر امر خداوندی سے اس کو تسنیم کے پانی سے گوندھا گیا، جنت کی نہروں میں دھویا، پھر انوار نبوت اس میں رکھ کر اس کو عرش و کرسی، لوح وقلم اور آسمانوں اور زمینوں میں پھرایا گیا۔ تاکہ ہر شے آپ خاتم النبیین ﷺ کے شرف اور فضل کو پہچان لے"۔

3- احکام ابن القطان میں حضرت امام زین العابدینؒ سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ امام حسینؓ اور وہ ان کے جد امجد یعنی حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ "میں آدمؑ کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں نور کی صورت میں موجود تھا"۔

4- حضرت میسرہؓ سے منقول ہے کہ "نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا کہ " یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ آپ خاتم النبیین ﷺ کب شرف نبوت سے مشرف ہوئے"؟ تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا اور آسمانوں کی طرف قصد کیا اور ان کو سات طبقات کی صورت میں تخلیق فرمایا اور عرش کو ان سے پہلے بنایا تو عرش کے پائے پر میرا نام نامی لکھا۔ پھر جنت کو پیدا فرمایا جس میں بعد ازاں حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کو ٹھہرایا تو میرا نام جنت کے دروازوں پر، اس کے درختوں کے پتوں اور اہل جنت کے خیموں پر لکھا۔ حالانکہ ابھی حضرت آدمؑ کی روح اور جسم کا باہمی تعلق نہیں ہوا تھا۔ پس جب ان کی روح کو جسم میں داخل فرمایا گیا اور زندگی عطا فرمائی تو انہوں نے عرش عظیم کی طرف نگاہ اٹھائی تو میرے نام کو عرش پر لکھا دیکھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ یہ تمہاری اولاد کے سردار ہیں''۔(اخرجہ الحاکم فی المستدرک 672/2 رقم 4228، البیہقی فی دلائل النبوۃ 489/5، القاضی عیاض فی الشفاء 227/1)

5- حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ آپ ختم النبیین ﷺ نے فرمایا "جب حضرت آدمؑ سے بھول ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا ''اے میرے پروردگار میں آپ سے بواسطہ محمد خاتم النبیین ﷺ درخواست کرتا ہوں کہ میرے مغفرت کر دی جائے " -اللہ تعالیٰ نے فرمایا "تم نے محمد خاتم النبیین ﷺ کو کیسے جانا"؟ تو حضرت آدمؑ نے جواب دیا "اے میرے رب! جب آپ نے مجھ میں میری روح پھونکی میں نے آنکھ کھول کر عرش کے پایہ پر لکھا ہوا دیکھا ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' سو میں نے معلوم کر لیا کہ آپ نے اپنے نام کے ساتھ ایسی ہستی کا نام ملایا ہے جو آپ کو ساری مخلوق سے زیادہ پیارا ہے"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے آدم تم سچے ہو اور جب تم نے ان کے واسطے سے مجھ سے درخواست کی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کی اور اگر محمد خاتم النبیین ﷺ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا''۔ پھر فرمایا کہ ''وہ تمہاری اولاد میں سے سب انبیاء میں آخری نبی خاتم النبیین ﷺ ہوں گے''۔ (مستدرک علی الصحیحین، تاب تواریخ المتقدمین من الانبیاء والمرسلین، حدیث نمبر:4194)

جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا تو نور محمد خاتم النبیین ﷺ تخلیق آدم کے بعد ان کی پشت میں ودیعت کیا گیا۔ پھر جب حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت اماں حوّا کے بطن اطہر میں حضرت شیث علیہ السلام منتقل ہوئے تو وہ نور بھی حضرت حوّا کے بطن اطہر میں منتقل ہو گیا۔ حضرت اماں حوّا ہر دفعہ دو بچوں کو جنم دیتی تھیں، ماسوائے حضرت شیث کے کیونکہ وہ آنحضرت خاتم النبیین ﷺ کے جد امجد ہونے کی برکت سے تنہا پیدا ہوئے اور سب بھائیوں سے مرتبہ وکمال کے لحاظ سے یکتا تھے۔

6- آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ " ہمیشہ اللہ تعالیٰ مجھے پاک مَردوں کی پشتوں سے پاکیزہ بیبیوں کے شکموں میں منتقل کرتا رہا"۔(السنن الکبریٰ 190:7)(کتاب الشفاء)

7- حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ "جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو خانہ کعبہ کی تعمیر پر مامور کیا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ساتھ شریک کیا تب تعمیر کعبہ کے وقت دونوں نے مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی (مفہوم سورۃ البقرۃ۔ آیت نمبر 128-127)

ترجمہ: "اے ہمارے رب ہماری مزدوری قبول فرما اور ہماری نسل میں وہ امت مسلمہ جو خیر الامم ہے پیدا فرما اور ہماری نسل میں سے اس نبی آخر الزماں خاتم النبیین ﷺ کو مبعوث فرما۔"

سو اولاد ابراہیم علیہ السلام میں ہی سے اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا خانوادہ صرف حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے لیے چن لیا اور حضرت اسحاق علیہ السلام جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے صاحبزادے تھے ان کا خانوادہ ان کے صاحبزادے حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد اور دوسرے انبیاء علیہ السلام کے لیے خاص فرما دی۔ یہ بنی اسرائیل کہلائے۔ بعد ازاں تمام انبیاء حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے آئے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پوری نسل صرف اور صرف ایک اور سب سے آخری اور افضل نبی حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے لیے مخصوص کر دی گئی۔

8- حافظ ابو سعید نیشاپوریؒ نے ابو بکر بن ابن مریمؒ اور سید حیدر بن عمرو انصاریؓ کے ذریعے سے حضرت کعب الاحبارؓ سے روایت کیا ہے کہ:

"جب حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک حضرت عبدالمطلب میں منتقل ہوا اور وہ جوان ہو گئے تو ایک دن حطیم میں سو گئے۔ اٹھے تو آنکھ میں سرمہ اور بالوں میں تیل لگا ہوا تھا اور حسن و جمال میں بڑا اضافہ ہو چکا تھا انہیں بڑی حیرت ہوئی ان کے والد انہیں قریش کے کاہنوں کے پاس لے گئے اور سارا ماجرا بیان کیا انہوں نے سن کر کہا" اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کی شادی کا حکم دیا ہے"۔ چنانچہ انہوں نے پہلا نکاح قیلہ سے کیا- پھر ان کی وفات کے بعد دوسرا نکاح آمنہؓ سے کیا تو ان کے نصیب میں نور محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیا اور ان کے بطن سے حضرت عبداللہ متولد ہوئے۔ حضرت عبدالمطلب کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ " جب قریش میں قحط ہوتا تھا تو وہ عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل شبیر پر لے جاتے اور ان کے واسطے اور وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرتے اور بارش کی دعا کرتے تو اللہ تعالیٰ اس نور محمدی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے باران رحمت سے نوازتا تھا"۔

9- ابو نعیم اور ابن عساکر نے بطریق عطاء حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ:

"ایک مرتبہ حضرت عبدالمطلب اپنے فرزند عبداللہ کو لے کر ایک کاہنہ کے پاس سے گزرے جو تورات انجیل اور سابقہ کتب کی عالمہ تھی۔ اس کا نام فاطمہ شمعہ تھا- اس نے حضرت عبداللہ کے چہرے (پیشانی) پر نور محمدی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چمکتا دیکھا تو حضرت عبداللہ کو نکاح کی دعوت دی مگر آپ نے انکار کر دیا۔ پھر مذکور ہے کہ آپ کا نکاح حضرت آمنہ سے ہو گیا اور نور محمدی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے بطن میں منتقل ہو گیا تو ایک روز حضرت عبداللہ اسی فاطمہ نامی کاہنہ کے پاس سے گزرے اس نے توجہ نہ دی۔ حضرت عبداللہ نے پوچھا" کیا بات ہے؟ اس وقت تو مجھے دعوت نکاح دے رہی تھی اب توجہ بھی نہیں دے رہی"۔ اس خاتون نے جواب دیا کہ " جس نور کی خاطر میں آپ کی طرف متوجہ ہوئی تھی وہ کوئی اور خوش نصیب لے گئی، میری خواہش تھی کہ وہ نور میرے نصیب میں آتا لیکن اب ایسا ممکن نہیں وہ اب آپ سے جدا ہو گیا ہے"۔

10- سیرت ابن ہشام میں ابن ہشام سے مروی ہے کہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ:

"جب حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بطن میں تشریف لائے تو مجھے خواب میں بشارت دی گئی کہ آپ اس امت کے سردار اور ایک روایت کے مطابق تمام انسانوں کے سردار کے ساتھ حاملہ ہوئی ہیں اور جب وہ پیدا ہو تو ان کا نام محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھنا"۔

حضرت آمنہؓ کے حمل کو صرف 2 ماہ ہوئے تھے کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ شام کے قافلہ قریش کے ساتھ تجارت کو گئے اور وہاں سے واپسی پر مدینے میں اپنے ماموں کے پاس بیمار ہونے کی وجہ سے ٹھہر گئے اور وہاں پر ہی وفات پائی۔ جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ برس کے ہوئے تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہؓ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینے شریف اپنے اقارب سے ملنے کیلئے لے کر گئیں وہاں سے واپس آتے ہوئے مکہ اور مدینہ کے درمیان موقع ابواء میں انہوں نے وفات پائی- پھر آ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دادا عبدالمطلب کی پرورش میں آ گئے جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آٹھ برس کے ہوئے تو عبدالمطلب بھی وفات پا گئے (سیرت ابن ہشام)

حضرت عبدالمطلب نے حضرت ابو طالب (جو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھے) کو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کی وصیت کر دی تھی۔ اس لیے پھر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو طالب کی پرورش میں رہے۔ سات روز تک آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی والدہ کا دودھ پیا تھا۔ پھر حضرت ثوبیہ ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی کا اور پھر حضرت حلیمہ سعدیہ کا۔ 25 برس کی عمر میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح حضرت خدیجہ سے ہوا۔ جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 40 برس کے ہوئے تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلوت محبوب ہوئی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حرا میں تشریف لے گئے پھر وہاں اچانک ایک دن 8 ربیع الاول کو پیر کے دن حضرت جبرائیلؑ سورۃ العلق کی ابتدائی آیات لے کر نازل ہوئے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرف بانبوت ہو گئے۔

جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سعدیہؓ کے پاس تھے تو ایک مرتبہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بھائی (رضائی) کے ساتھ مویشی چرا رہے تھے کہ یہ بھائی دوڑتا ہوا آیا اور گھر آ کر بتایا کہ "میرے قریشی بھائی کو دو سفید کپڑے پہنے ہوئے آدمیوں نے لٹایا ہے اور شکم چاک کر دیا ہے"۔ حضرت سعدیہؓ کہتی ہیں کہ یہ سن کر ہم گھبرا گئے اور وہاں گئے دیکھا تو آپ کھڑے تھے اور رنگ متغیر تھا ہم نے پوچھا کہ " کیا ہو" کہا کہ ''دو لوگ آئے تھے مجھے لٹایا اور پیٹ چاک کیا پھر کچھ دیر ڈھونڈ کر نکالا معلوم نہیں کیا تھا''۔ (سیرت ابن ہشام)

محمد بن اسحاق نے ثور بن یزید سے شق صدر کے بعد کا ایک اور واقعہ مرفوعاً ذکر کیا ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان سفید پوش افراد میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ "ان کو امت کے دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو"۔ چنانچہ وزن کیا میں تولا گیا پھر اسی طرح 100 کے ساتھ پھر 1000 کے ساتھ کیا۔ پہلے نے کہا"بس کرو اگر ان کو ان کی تمام امت کے ساتھ بھی وزن کیا جائے گا تو یہ ہی ہر وزن میں بھاری ہوں گے"۔(سیرت ابن ہشام)

اس جملے میں آپ خاتم النبیین ﷺ کو یہ بشارت سنائی گئی کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نبی ہونے والے ہیں۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کا شق صدر ہونا (سینہ کھلنا) اور قلب اطہر کا دھلنا چار بار ہوا:

1۔ ایک تو یہی جو اوپر ذکر کیا گیا ہے-(صحیح مسلم،حدیث نمبر 413)(مشکٰوۃ المصابیح، جلد-3،حدیث نمبر 5852)

2۔ دوسری بار 10 سال کی عمر میں صحرا میں ہوا۔(مسندِ احمد، حاکم، ابنِ عساکر، ابونعیم)

3۔ تیسری بار بوقت بعثت ماہ رمضان غار حرا میں ہوا-(دلائل بیہقی، دلائل ابونعیم)

4۔ چوتھی بار شب معراج میں ہوا۔(صحیح بخاری)

شب معراج میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے شرح صدر کے کئے جانے میں بے شمار حکمتیں مضمر ہیں جن میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ قلب اطہر میں ایسی قوت قدسیہ بالفضل ہو جائے جس سے آسمانوں پر تشریف لے جانے اور عالم سمٰوٰت کا مشاہدہ کرنے بالخصوص دیدار الٰہی سے مشرف ہونے پر کوئی دقت اور دشواری نہ پیش آئے۔حضرت جبرائیل علیہ السلام نے شقِ صدر کے بعد قلب اطہر کو زم زم کے پانی سے دھویا اور فرمایا کہ :''یہ قلب مبارک ہر قسم کی کجی (کمی یا خرابی) سے پاک ہے اور بے عیب ہے اس میں دو آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں اور دو کان ہیں جو سنتے ہیں''۔(فتح الباری جلد 13 صفحہ 410)

قلب مبارک کی یہ آنکھیں اور کان عالم محسوسات سے وراء الورحقائق کو دیکھنے اور سننے کیلئے ہیں۔جیسا کہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سن سکتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے''۔(جامع ترمذی)

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ:

"فرشتوں نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا سینہ اوپر سے نیچے تک چاک کیا-قلب مبارک باہر نکالا پھر اس میں شگاف کیا اور اس میں سے جمے ہوئے خون کا ایک لوتھڑا نکال کر باہر پھینک دیا اور کہا کہ "آپ خاتم النبیین ﷺ کے اندر شیطان کا حصہ اگر ہوتا تو یہ ہوتا"۔(مسلم شریف)

اب شقِ صدر میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ صحابہ کرامؓ کیلئے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے حیات کے بعد الموت پر دلیل قائم ہوگی۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ عادتاً بغیر روح کے انسان کے بدن میں زندگی نہیں رہتی۔لیکن انبیاء کرامؑ کے اجسام مقدسہ روح نکل جانے کے بعد زندہ رہتے ہیں چونکہ روح حیات کا ٹھکانہ قلب ہے لہٰذا جب کسی انسان کا دل ہی اس کے سینے سے باہر نکال لیا جائے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔جبکہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا دل سینہ مبارک سے باہر نکال دیا گیا اور اسے شگاف دیا گیا اور وہ منجمد خون جو جسمانی اعتبار سے دل کیلئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔نکال دیا گیا۔اس کے باوجود آپ خاتم النبیین ﷺ زندہ رہے۔جو اس بات کی دلیل ہے کہ روح قبض ہونے کے بعد بھی آپ خاتم النبیین ﷺ زندہ رہے اور اب بھی زندہ ہیں۔جس کا دل بدن سے باہر ہو اور وہ پھر بھی زندہ رہے اگر اس کی روح باہر نکل جائے تو وہ کب مردہ ہو سکتا ہے؟اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی خلقت نور سے ہے اور بشریت ایک لباس ہے اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ جب چاہے اپنی حکمت کے مطابق بشری صفات کو نورانیت پر غالب کر دے اور جب چاہے نورانیت کو بشری احوال پر غالب کر دے-بشریت نہ ہوتی تو دنیا کی زندگی وتعلیم وتبلیغ کیسے ہوتی؟اور نورانیت نہ ہوتی تو سینہ چاک کرنے کے لیے آلہ بھی درکار ہوتا اور خون بھی ضرور نکلتا-کبھی بشریت غالب نورانیت مغلوب اور کبھی نورانیت غالب اور بشریت مغلوب اس لیے جب کبھی آپ خاتم النبیین ﷺ کا خون بہا (جیسے غزوہ احد میں) تو وہاں احوال بشریہ کا غلبہ تھا اور جب خون نہ بہا جیسے شقِ صدر میں تو وہاں نورانیت کا غلبہ تھا۔

****

جشنِ عید میلاد النبی خاتم النبیین ﷺ اور تصور بدعت

بدعت کا لغوی مفہوم: بدعت عربی زبان کا لفظ ہے۔ جو بدع سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں نئی بات، نئی چیز، نیا قانون یا رسم ورواج، نیا بنانا یعنی جس چیز کا وجود پہلے نہ ہو اُسے عالمِ وجود میں لانا۔

اصطلاحِ شریعت میں بدعت کا مفہوم: فقہا اور آئمہ حدیث نے اس کی تعریف یوں کی ہے۔

"ہر وہ کام جس کی کوئی اصل بالواسطہ یا بلاواسطہ نہ قرآن میں ہو، اور نہ سُنت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں ہو"۔

کیا ہر نیا کام ناجائز ہے؟؟ اگر شرعی اصول کا معیار یہ قرار پائے کہ ہر نیا کام بدعت ہے تو دین اسلام اور شریعت مطہرہ کی تعلیمات میں سے کم وبیش 70 سے 80 فیصد حصہ ناجائز ٹھہرتا ہے کیونکہ اِجتہاد کی ساری صورتیں اور قیاس، استحسان، استنباط، استدلال وغیرہ کی جملہ شکلیں ناجائز کہلائیں گی۔

اسی طرح دینی علوم وفنون مثلاً اصولِ تفسیر وحدیث، فقہ، اصولِ فقہ ان کی تدوین وتدریس، ان کو لکھنے کے لیے صرف ونحو، معانی، منطق، فلسفہ اور دیگر معاشرتی علوم جو تفہیمِ دین کے لیے ضروری ہیں، ان تمام کا سیکھنا اور سکھانا حرام قرار پائے گا کیونکہ ان کی اصل نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں اور نہ ہی صحابہؓ کے عمل سے ان کی تصدیق وتوثیق ہوتی ہے۔ انہیں تو بعد میں ضروریات کے پیشِ نظر علما ومجتہدین اسلام نے وضع کیا تھا۔

لہذا اگر ہر نیا کام بدعت ٹھہرا اور ہر بدعت ضلالت اور گمراہی، تو اِس معنی کے اعتبار سے تو درس نظامی کی تمام تعلیم وتدریس بھی گمراہی قرار پائی۔ کیونکہ موجودہ ضابطے کے تحت تدریس نہ تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے زمانہ اقدس میں تھی اور نہ ہی کسی صحابیؓ یا تابعیؒ نے اِس طرح تعلیم حاصل کی تھی بلکہ قرآن پاک کا موجودہ صورت میں جمع کیا جانا اور اس پر اعراب ونقاط لگانا بھی گمراہی ہوگا۔ مسجدیں پختہ کرنا، لاؤڈ اسپیکر لگانا، مسجدوں کی تزئین اور آرائش کے جملہ انتظامات بھی ناجائز اور حرام ٹھہریں گے۔

شریعت اسلامی اور فلسفہ حلال وحرام: شریعت مطہرہ میں ہر چیز اُس وقت حرام اور ناجائز قرار پائے گی جب اُس کو "قرآن وسُنت" یا "اجماع" ازروئے شرع ناجائز قرار دیں اور جس کو اللہ اور اُس کے رسول خاتم النبیین ﷺ اور شریعت نے صراحت کے ساتھ ناجائز نہیں کہا اُسے ازروئے شرع بھی ناجائز تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اِس لیے کہ شریعت اسلامیہ کا وجود جائز اور حلال چیزوں کے گنوانے پر مبنی نہیں ہے بلکہ شریعت نے ناجائز اور حرام چیزوں کی فہرست مہیا کر دی ہے۔ جو اللہ رب العزت اور اُس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کے مقرر کردہ واضح احکام پر مشتمل ہے۔ مثلاً خنزیر، بہتا ہوا خون، مردار، یا بتوں کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانور وغیرہ کو بالصراحت حرام قرار دے دیا۔ اسی طرح دیگر مشروبات، معقولات، رشتے، معاملات، عقائد میں جملہ ناجائز اور حرام چیزیں گنوا کر باقی تمام چیزوں کو حلال اور جائز قرار دے دیا ہے۔ کسی شے کا محض پرانا یا نیا ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اس کے معنی تب متعین ہوتے ہیں جب وہ شے قرآن کی نص سے متعارض ہو یا سُنت رسول خاتم النبیین ﷺ یا صحابہؓ کے مخالف ہو۔ ایسی چیز بحر حال ناجائز اور قابل رد ہوگی اور اگر کوئی شے قرآن وحدیث اور اجماع صحابہؓ کے مخالف نہیں ہے یا اس پر بالصراحت "نہی" وارد نہیں ہوئی تو وہ شے جائز ہوگی۔ اِس لیے کسی شے کے حرام کرنے کا اختیار اللہ اور اُس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کے علاوہ کسی کو نہیں۔

تصورِ بدعت آثارِ صحابہؓ کی روشنی میں: اَب یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ لغتاً اور اداً بدعت نئی چیز کو کہتے ہیں۔ اَب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اِس کا تصور صحابہ کرامؓ کے آثار میں بھی موجود ہے یا نہیں۔ اس کی وضاحت کے لیے سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا عمل بیان کرتے ہیں کیونکہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے بعد اُمت کے لیے ان کا عمل سب سے زیادہ معتبر ہے۔

(1) **جمع قرآن اور شیخین کا عمل:** سیدِ دو عالم حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ منصبِ خلافت پر متمکن ہوئے۔ اُس وقت جھوٹی نبوت کے دعوے دار مسلمہ کذاب کے ساتھ جنگ یمامہ میں تقریباً 700 صحابہؓ قرآن پاک کے حافظ شہید ہوگئے۔ حضرت سیدنا عمرؓ نے جب یہ دیکھا تو اِن کو فکر دامن گیر ہوئی اور انہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے عرض کیا! "یا خلیفہ الرّسول خاتم النبیین ﷺ! حُفّاظ صحابہ کرامؓ جنگوں میں شہید ہو رہے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کل حفاظت قرآن مسلمانوں کے لیے ایک مسئلہ بن جائے۔ اس لیے میری تجویز یہ ہے کہ قرآن کو ابھی سے ایک کتابی صورت میں لکھ دیا جائے" سیدنا صدیقِ اکبرؓ نے فرمایا کہ "ایسا کام کیونکر کریں جسے رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے نہیں کیا"؟ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا "یہ دُرست ہے کہ یہ کام نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے نہیں کیا لیکن اِسی میں بھلائی ہے"۔ اس بحث وتمحیص کے دوران حضرت ابوبکر صدیقؓ کا سینہ مبارک کُھل گیا اور فرمایا "عمرؓ اللہ تیری قبر کو روشن کرے تُو نے اپنی گفتگو سے

میرے سینے کو روشن کر دیا"۔

اس حدیث کے راوی حضرت زید بن ثابتؓ انصاری فرماتے ہیں "حضرت ابوبکرؓ نے یہ ذمہ داری مجھ پر ڈال دی کہ قرآن پاک کو مختلف مقامات سے تلاش کر کے ایک جگہ جمع کر دوں"۔حضرت زید بن ثابتؓ کو جب اتنی بڑی ذمہ داری سے عہدہ برا ہونا پڑا تو فرمانے لگے۔"اللہ کی قسم ابوبکرؓ اگر مجھے کسی پہاڑ کو منتقل کرنے کی تکلیف دیتے تو یہ میرے لیے قرآن جمع کرنے سے زیادہ آسان ہوتا "۔ پھر حضرت زید بن ثابتؓ نے لوگوں کے سینوں سے، درختوں کی چھالوں سے، درختوں کے پتوں سے، درختوں کے تنوں سے، پہاڑوں سے، اور پتھروں سے، قرآن پاک کو جمع کرنا شروع کیا اور اس طرح تیار کیے گئے قرآن پاک کے چند نسخے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد حضرت عمرؓ اور حضرت عمرؓ کے بعد اُن کی بیٹی حضرت حفصہؓ کے پاس موجود رہے۔حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں جب فتنوں نے زور پکڑا اور ہر شخص اپنی مرضی کے مطابق قرآن پاک کی آیات کا مطلب نکالنے لگا تو حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ سے مشورہ کرنے کے بعد قرآن پاک کے وہ نسخے جو حضرت حفصہؓ کے پاس تھے، منگوائے اور اُن پر اعراب اور نقاط لگائے اور اس طرح قرآن پاک کو وہ شکل دی جو موجودہ صورت میں آج تک ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اس طرح تیار کیے ہوئے قرآن پاک حضرت عثمانؓ نے تمام عاملوں (گورنروں) کے پاس بھجوائے۔اگر ہر نیا کام بدعت ہے تو تاریخ اسلام میں سب سے پہلی بدعت جو وجود میں آئی وہ نعوذ باللہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور اُن کے بعد حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے ہاتھ سے وجود میں آئی۔

(2) **باجماعت نمازِ تراویح کی ابتداء:** جمع تدوینِ قرآن کی طرح یہ عمل بھی حضرت فاروق اعظمؓ کے کہنے پر باقاعدہ وجود میں آیا۔روایات میں مذکور ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے رمضان المبارک میں تین راتیں نمازِ تراویح باجماعت پڑھائی۔اس کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے نمازِ تراویح اپنے طور پر حجرہ مبارک ہی میں ادا کی (اپنے گھر میں)۔آپ خاتم النبیین ﷺ کو یہ خوف ہوا کہ کہیں یہ نماز امت پر فرض نہ کر دی جائے۔صحابہ کرامؓ کچھ دنوں تک آپ خاتم النبیین ﷺ کے انتظار میں مسجد میں اکٹھے ہوتے اور جب آپ خاتم النبیین ﷺ تشریف نہ لاتے تو اپنی اپنی نماز پڑھ کر لوٹ جاتے۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ کا یہی معمول رہا کہ خود ہی نمازِ تراویح پڑھ لیا کرتے۔جب حضرت عمر فاروقؓ کا دور آیا اور آپؓ نے دیکھا کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں میں عبادات، ریاضات اور قیام اللیل کا جذبہ کم ہوتا جا رہا ہے اور اگر صورت حال یہی رہی تو عین ممکن ہے کہ کسی دور میں لوگ نمازِ تراویح پڑھنا ہی ختم کر دیں۔حضرت عمرؓ چونکہ مجتہد تھے اس لیے انہوں نے یہاں اجتہاد فرمایا۔چنانچہ صحیح بخاری میں "حضرت عبدالرحمٰنؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اِس قصد کو پختہ فرمایا اور سب کو حضرت ابی ابن کعبؓ کے پیچھے (جو حافظ قرآن تھے) نمازِ تراویح باجماعت پڑھنے کا حکم دیا-"

(3) **تعمیرِ مسجد کا مسئلہ زیرِ غور لائیں:** حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے زمانے کی مسجدیں اور بعد کی مسجدیں دیکھیں۔وجہ یہ تھی کہ اسلام کے ابتدائی دور میں پختہ مکانات بنانے کو ناپسند کیا جاتا تھا۔لہذا مسجدیں بھی از روئے شرع پختہ بنانا ناجائز تصور کیا جاتا تھا۔پھر ایک وقت آیا کہ اسلامی سلطنت کی حدود مشرق سے مغرب تک پھیل گئیں۔مسلمانوں نے فلک بوس عمارات اور محلات بنانا شروع کر دیئے تو علمانے وقت کے تقاضوں کے مطابق اللہ کے گھروں کی تعمیر کو بھی اسی طرح نہ صرف جائز بلکہ عظمت اسلام کے پیشِ نظر ضروری قرار دیا۔

(4) **اسی طرح قرآن پاک کو لیں:** ہر زبان میں اِس کی تعلیمات کو لوگوں کے گھروں تک پہنچانے کے لیے ضروری تھا کہ اِس کے ترجمے اور تفاسیر بھی مختلف ممالک کے لوگوں کی زبان اور فہم کے مطابق کئے جائیں۔چنانچہ جب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے ہندوستان میں پہلی مرتبہ ضرورت کے پیشِ نظر قرآن پاک کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا تو وہاں کے ظاہر بین علماء نے بہت شور مچایا اور فتوے صادر کیے کہ " قرآن پاک کو عربی زبان سے فارسی زبان میں منتقل کیا جا رہا ہے لیکن آنے والے زمانے اور آنے والے وقت نے ثابت کر دیا کہ یہ نئی بدعت مصلحت وقت اور عین تقاضہ تبلیغ تھی۔

(5) **جشنِ عیدمیلاد النبی خاتم النبیین ﷺ کی موجودہ نوعیت اور عہدِ نبوی خاتم النبیین ﷺ سے مثالیں:** میلاد النبی خاتم النبیین ﷺ کی خوشی اور محافل میلاد کی موجودہ صورتوں کی اصل خود عہدِ نبوی خاتم النبیین ﷺ سے ملتی ہے جس سے صاف دلیل ملتی ہے کہ ان محفلوں کا منعقد کرانا اصولاً جائز ہے۔ہر دور میں ہر چیز کی ہیّت اور صورت حالات کے مطابق ہوتی ہے۔فریضہ حج ہی کو لیں اس کی ادائیگی کے انداز اور ذرائع آمد و رفت بتدریج بدلتے جا رہے ہیں۔ضروری نہیں کہ آج کے لوگ پیدل چل کر حج کریں یا اونٹوں اور گھوڑوں پر حج کیا جائے یا حج کے لیے آیا جائے اور وہ فاصلے جواب گھنٹوں میں ہو جاتے ہیں اُن کے لیے کئی ماہ لگا دیں۔اب حج پر جہازوں سے جانا بھی کسی صحابیؓ سے ثابت نہیں ہے۔اِس لیے کیا یہ بھی بدعت ہوئی؟

اگر میلاد النبی خاتم النبیین ﷺ کی موجودہ صورت کو دیکھیں تو یہ اپنی اصل کے اعتبار سے بالکل حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی سُنت ہے۔ اِسی طرح کی محفلیں جن میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے فضائل وکمالات کا ذکر ہوتا تھا، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے زمانے میں بھی منعقد ہوتی تھیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ خود محفل میں بیٹھتے اور اپنی نعت منعقد فرماتے۔ سیدنا حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو نعت سُنانے کی فرمائش کرتے۔ چنانچہ حضرت حسّان رضی اللہ عنہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی شان اور کُفّار کی مذمت میں نعتیہ اشعار کہتے۔ حدیث صحیح ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ دُعا فرماتے کہ "یا اللہ جب تک حسّان رضی اللہ عنہ میری نعت پڑھتا رہے، جبرائیل امین علیہ سلام کو اس کی مدد کے لیے مقرر فرما دے"۔ (مشکوٰۃ)

محفلِ میلاد کے علاوہ جلوس وغیرہ نکالنا بھی دورِ رسالت خاتم النبیین ﷺ سے ثابت ہے۔ چنانچہ باب الہجرت میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے جانے والے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے نقل کیا گیا ہے کہ:

"جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آمد مدینہ منورہ میں متوقع تھی تو ہر روز مدینہ منورہ کے لوگ (جو ایمان لا چکے تھے) جلوس کی شکل میں آپ خاتم النبیین ﷺ کا انتظار کرتے تھے۔ آخرکار آپ خاتم النبیین ﷺ نے اُن کو شرفِ میزبانی بخشا تو اُس دن ہر فرد خوشی سے مدینہ کی گلیوں میں نکل آیا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا مکہ سے مدینہ میں آمد کا یہ ایسا پرجوش جلوس تھا جسکا موجودہ دَور میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا"۔ حدیث صحیح کے الفاظ ہیں کہ جب لوگ اجتماعی صورت میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا استقبال کر رہے تھے تو مرد عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور خدّام راستوں میں پھیل گئے۔ (یہ سب لوگ باآواز بلند) کہہ رہے تھے۔" یا محمد یا رسول اللہ" یا محمد یا رسول اللہ" (مسلم)

اِن چند واقعات کے بیان کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ یہ سب کام جو جشنِ عید میلاد النبی خاتم النبیین ﷺ پر آج کل کئے جاتے ہیں۔ متفرق طور پر اسی طرح دورِ رسالت میں بھی کئے جاتے تھے۔ یا یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ جس طرح قرآن پاک پہلے متفرق صورت میں موجود تھا اور موجودہ شکل میں نہ تھا اسی طرح عید میلاد النبی خاتم النبیین ﷺ پر کئے جانے والے سب جائز امور بھی الگ الگ صورت میں پہلے بھی موجود تھے۔ لہٰذا اَب بھی یہ جلسے جلوس، محفل نعت خوانی اور تقاریب از روئے شرع جائز اور مباح ہیں۔

بعض لوگ ایک اعتراض یہ بھی کرتے ہیں کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ولادت باسعادت اور وصال مبارک ایک ہی دن اور ایک ہی ماہ میں ہوئے ہیں۔ لہٰذا حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ولادت کی خوشی منانے کی بجائے اُنکے وصال پر افسوس منایا جائے۔ ان کے لیے اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ **غم کرنا اُمّت مسلمہ کا شیوہ نہیں ہے**۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے بدلے شُکر کرنا، خوشی منانا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی غم کرنے اور افسوس کرنے کا حکم نہیں فرمایا۔ بلکہ ایسا کرنا تو نعمت کی ناقدری کرنا ہے۔ اور ناقدری کرنا تو کفرانِ نعمت ہے۔ جس کے لیے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: (سورہ ابراہیم، آیت ۷)

ترجمہ: "اگر تم میری نعمت کی ناقدری کرو گے تو بیشک میرا عذاب سخت ہے"۔

دوسرے یہ کہ **غم تو نعمت کے خاتمے پر کیا جائے**۔ ہم تو جب غم کریں جب ہم یہ خیال کریں کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی رحمت کا سایہ ہم پر سے اُٹھ گیا ہے یا رابطہ اور تعلق منقطع ہو گیا ہے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ تو آج بھی امت کے احوال سے واقف ہیں اور اب بھی قدم قدم پر رہبری فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے حبیب خاتم النبیین ﷺ کی آمد پر خود جشن منایا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی آمد پر ساری زمین کو سرسبز کر دیا اور روئے زمین کے خشک اور گلے سڑے درختوں کو پھلوں سے بھر دیا۔ قحط زدہ علاقوں میں رزق کی اتنی کشادگی فرما دی کہ وہ سال ہی خوشی اور فرحت والا سال کہلایا اور اہلِ قریش اس طرح سے خیرِ کثیر آنے سے خوش ہو گئے---- جو لوگ ہر بات میں قرآن وسُنت سے دلیل طلب کرتے ہیں ان سے گزارش ہے کہ

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

اتنی بڑی نعمت کے آنے پر شُکرانہ کرنے پر ثبوت طلب کرتے ہیں، لیکن زندگی میں ہزار ہا خوشیاں مناتے وقت بھی کبھی قرآن وحدیث کو اُٹھا کر دیکھا ہے کہ اِس کا ثبوت ہے کہ نہیں؟ خدارا کبھی سوچو تو سہی کہ جب کسی کے ہاں اولاد پیدا ہوتی ہے تو ہم مٹھایاں بانٹتے ہیں، پارٹیاں کرتے ہیں، کیا اُس وقت بھی حدیث کی کتاب اُٹھا کر یہ ثبوت طلب کرتے ہیں کہ آیا حضور پاک خاتم النبیین ﷺ یا اُن کے کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں کی پیدائش پر مٹھائی بانٹی تھی؟

ہر سال اپنے بچوں کی سالگراؤں پر لاکھوں روپیہ خرچ کرتے ہیں، ضیافتیں ہوتی ہیں، کیک کٹتے ہیں، کیا یہاں کبھی قرآن وحدیث سے ثبوت طلب کئے جاتے ہیں؟ ہمارے ہاں جب کسی کی شادی ہونے لگتی ہے تو کئی کئی مہینے اِس کی تیاری میں لگ جاتے ہیں۔ کپڑے، زیورات پر لاکھوں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ مہندی تیل کی فضول رسم پر ہزاروں روپیہ اور بارات کے کھانوں پر ہزاروں روپے خرچ کیے جاتے ہیں۔ کارڈ وغیرہ چھپتے ہیں۔ کیا اس موقع پر بھی ہم نے کبھی قرآن اور حدیث کی کتاب کھول کر دیکھا ہے کہ کیا شادیوں پر ہمارے آقا و مولا خاتم النبیین ﷺ یا اُن کے کسی ساتھی نے یا اُن کے غلاموں نے ایسی خوشیاں منائیں؟ اور اتنے روپے لگائے یا انہوں نے کبھی ایسے مہنگے اور پُر تکلف کھانے تیار کروائے تھے؟ یہاں پر لوگ ثبوت طلب نہیں کرتے کیونکہ یہ بیٹے اور بیٹی کا معاملہ ہوتا ہے مگر عید میلاد النبی خاتم النبیین ﷺ پر ثبوت یاد آ جاتا ہے۔ کیونکہ یہ محسنِ انسانیت خاتم النبیین ﷺ کی پیدائش کا معاملہ ہے۔

ہمیں جب آزادی کی نعمت ملی یعنی 14 اگست 1947ء کو ہم غیروں کے تسلط سے آزاد ہوئے تو 14 اگست کو ہر سال پاکستان کو دلہن کی طرح سجایا جاتا ہے۔ بے پناہ ملکی اور قومی دولت خرچ کی جاتی ہے۔ 14 اگست کو آزادی کے حصول پر توپوں کی سلامی دیتے ہیں، راتوں کو بڑی بڑی عمارتوں، شاہراؤں اور نمایاں مقامات پر چراغاں کرتے ہیں اور جشن مناتے ہیں، اور یہ سب اِس لیے کرتے ہیں کہ پتا چلے کہ یہ دن ہماری آزادی کا دن ہے جبکہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی آمد تو پوری کائنات کے مظلوم انسانوں کے لیے جبر وتشدد اور ظلم سے آزادی کا سبب بنی تھی۔ اس دن تو ہمیں ایمان، اسلام اور قرآن جیسی نعمت ملی۔ تو ایسا محبوب جس نے ہمیں یہ سب کچھ دیا، ان کی آمد پر خوشیاں اور جشن کیوں نہ منائیں؟ یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ ملکی اور قومی تہواروں پر منائی جانے والی خوشیاں جائز اور حلال ہوں لیکن آقائے نامدار، تاجدارِ کائنات، فخرِ موجودات اور باعثِ تخلیق کائنات کی ولادت کے دن خوشی اور جشن کو حرام، ناجائز اور مذموم ٹھہرایا جائے۔

23 مارچ کو جبکہ اِس آزادی کے حصول کے لیے صرف مشورہ ہوا تھا اور جدوجہد آزادی کا آغاز ہوا تھا، ہر سال ملک میں سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر تقریبات منائی جاتی ہیں۔ یہ سب کچھ ٹھیک ہے لیکن یہاں پر عہدِ رسالت خاتم النبیین ﷺ اور عہدِ صحابہ؄ سے ثبوت تلاش نہیں کیے جاتے، اُس وقت بھی تو بے شمار ملک فتح ہوئے تھے۔ فتح مکہ کے وقت کونسا جشن منا کر آتش بازی کی گئی تھی اور کونسا چراغاں ہوا تھا؟ قیام پاکستان کی تحریکوں کی قیادت کرنے والے اور حصولِ آزادی میں کام کرنے والے راہنماؤں کے یومِ ولادت پر پورے ملک میں عید کا سماں ہوتا ہے، دفاتر بند، تعلیمی ادارے بند، ہر جگہ جلوسوں کا انعقاد کیا گیا، اُنکی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی، اُن کی شان میں منقبتیں پڑھی گئیں، لیکن یہاں بھی قرآن وحدیث واُسوہ صحابہ؄ سے کسی ثبوت کی ضرورت محسوس نہ ہوئی، اِس لیے کہ یہ ہماری قوم کے محسنوں کا حق ہے کہ اُنکی خدمت کو سراہا جائے۔ اور جب پوری انسانیت بلکہ پوری کائنات کا محسن اعظم خاتم النبیین ﷺ اِس دُنیا کے ہر خاص وعام کو رحمتیں، نعمتیں اور شرف بزرگی عطا کرنے کے لیے آئے تو ان کی یاد میں محفل میلاد اور خوشی کرنے پر ہمیں ثبوت مانگنا بھی یاد آ جاتا ہے اور دلیلیں طلب کرنا بھی ضروری سمجھا جاتا ہے۔

غرض زندگی کی ساری خوشیاں خواہ وہ ذاتی ہوں یا خاندانی ہوں، ملکی ہوں یا قومی، بے تحاشہ خوشیاں منائی جاتی ہیں اور کسی کو اُس وقت ثبوت طلب کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی لیکن آقائے دوجہاں رحمت للعالمین خاتم النبیین ﷺ کی آمد کا دن آیا تو خوشی مناتے وقت دلائل اور ثبوت مانگے جاتے ہیں۔

آزادیٔ افکار سے ہے ان کی تباہی
رکھتے نہیں جو فکر وتدبر کا سلیقہ

بڑے بڑے مشائخ، بلند پایہ محدثین اور عادل بادشاہ اپنے اپنے وقت پر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی میلاد کی خوشی بڑے دھوم دھام سے منایا کرتے تھے۔ سلطان صلاح الدین ایوّبی کا بہنوئی ملک ابوظفر سلطان سعید وہ شخص تھا جو سرکاری سطح پر اپنی جیب سے تین لاکھ دینار خرچ کر کے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا میلاد منایا کرتا تھا۔ ہر سال علماء ومشائخ کو بلواتا اور حرم مکہ میں عظیم الشان محفل میلاد منعقد کرواتا۔ علماء کو انعام وکرام سے نوازتا اور غرباء میں صدقہ وخیرات تقسیم کرتا جبکہ اُس کی ذاتی زندگی کا یہ عالم تھا کہ اپنے لیے وہ آٹھ درہم کی قمیض پہننا پسند نہیں کرتا تھا۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ یہ اُس وقت کی بات ہے جب بالعموم ایسی خوشیوں کا کوئی وجود اور تصور نہیں تھا جو ہم نے آج کل بڑے اہتمام وانصرام سے منانا شروع کر دی ہیں مثلاً سالگرہ کی خوشیاں، بچوں کی سالگرہ تو کیا کہنا، آج کل تو شادی کی سالگرہ پر بے شمار روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ یہاں صحابہ کرام؄ اور آپ خاتم النبیین ﷺ کا عمل نہیں دیکھا جاتا۔

اے اہلِ نظر، ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے، وہ نظر کیا؟

اَب ہم بخاری شریف کی اس حدیث کی طرف آتے ہیں جس میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ایک چچا کا ذِکر ہے کہ اُسے بھی اللہ تعالی نے میلا د النبی خاتم النبیین ﷺ کی خوشی میں اَجر سے محروم نہ رکھا، حالانکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اسکی مذمت میں پوری سورۃ (سورۃ لہب) اُتاری ہے "ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہوا اور اُس کا مال اُس کے کچھ کام نہ آیا اور نہ ہی اُس کی کمائی، اُس کو عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں دھنسا دیا جائے گا"۔

کون نہیں جانتا کہ اُس نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو کس کس طرح سے اذیتیں دیں۔ چنانچہ احادیث میں آیا ہے کہ اُس کی ایک لونڈی تھی جس کا نام ثوبیہ تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی ولادت کے وقت ابولہب نے اپنی اس لونڈی ثوبیہ کو اپنی بھاوج آمنہ کے پاس بھیج دیا تھا۔ جب حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ولادت ہوگئی تو یہ لونڈی دوڑی دوڑی ابولہب کے پاس گئی اور بھتیجے کی خوشخبری سنائی۔ ابولہب اتنا خوش ہوا کہ اُس نے اُسی وقت اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں سے اشارہ کیا کہ " جا میں نے تجھے آزاد کیا" (پیدائش کی خوشی میں)۔

حضرت اِبنِ عباسؓ فرماتے ہیں "ابولہب مر گیا تو میں نے ایک سال کے بعد اُسے خواب میں بہت ہی بُرے حال میں دیکھا اور یہ کہتے ہوئے پایا" تمہاری جدائی کے بعد آرام نصیب نہ ہوا بلکہ سخت عذاب میں گرفتار ہوں لیکن جب سوموار کا دن آتا ہے تو میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔ میری اُن دو انگلیوں کے درمیان سے پانی نکلتا ہے جن سے میں نے ثوبیہ کو حضور خاتم النبیین ﷺ کی ولادت کی خوشی میں آزاد کیا۔"

عقل کی منزل ہیں وہ، عشق کا حاصل ہیں وہ

حلقۂ آفاق میں، گرمیٔ محفل ہے وہ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ " جب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے اور وہاں یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے اُن سے پوچھا "تم عاشورہ کا روزہ کیوں رکھتے ہو "؟ انہوں نے کہا "یہ دن نہایت مقدس اور مبارک ہے۔ اِس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اُن کے دُشمن فرعون سے نجات بخشی تھی "۔ تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا!" ہم موسیٰ علیہ السلام کی فتح کا دن منانے میں تم سے زیادہ حق دار ہیں" حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہؓ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (صحیح بخاری شریف)

اَب ذرا غور کریں جس دن بنی اسرائیل فرعون کے ظلم سے نجات پائیں، اُس دن کی تعظیم کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ بدعت نہ کہیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے خود بھی یہ دن منایا اور صحابہ کرامؓ کو بھی یہ دن منانے کا حکم فرمایا۔ اب اگر مسلمان یومِ بدر اور فتح مکہ کا دن منائیں یا آپ خاتم النبیین ﷺ کی پیدائش کا دن منائیں تو وہ کس طرح بدعت ہوگا؟

میں کارِ جہاں سے نہیں آگاہ، و لیکن

اربابِ نظر سے نہیں پوشیدہ کوئی راز

غور تو کریں جس نے یا رسول اللہ کہہ دیا وہ بدعتی، جس نے کسی ولی کے ایصالِ ثواب کے لیے جانور ذبح کر دیا وہ بدعتی، جس نے کسی ولی کے ہاتھ چوم لیے وہ مشرک، جس نے کسی قبر کو بوسہ دیا وہ مشرک، جس نے محفل میلاد منعقد کی وہ بدعتی، جس نے آذان کے بعد دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے وہ بدعتی، جس نے صلوٰۃ وسلام پڑھا وہ بدعتی، جس نے محبت بھرا پُر تعظیم دُرود پاک، دُرود تاج، پڑھا وہ بدعتی، جس نے دُرود اکبر پڑھا وہ بدعتی، اور جس نے اللہ کی حمد میں دُعائے گنج العرش پڑھی وہ بدعتی۔

یقین کیجیے "شرک" اور "بدعت" کی اس مشین سے جاری ہونے والے فتنوں کا اگر اعتبار کیا جائے تو نہ کوئی مسلمان رہے گا اور نہ ہی اسلام باقی رہے گا۔

لہذا حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ولادت کو اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان سمجھتے ہوئے اِس عظیم احسان کے حصول پر خوشی منانا اور اسے باعث مسرت جان کر تحدیث نعمت کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے اِسے بطور عید منانا قابلِ تحسین اور قابلِ تقلید عمل ہے۔

رخ مصطفی ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ

نہ بزم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

اللہ تعالیٰ ہمیں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے اچھی، سچی اور پکی محبت عطا فرمائے (آمین)

****

گستاخِ رسول خاتم النبیین ﷺ کا انجام

اللہ تعالیٰ سورۃ التوبہ، آیت نمبر 65 اور 66 میں فرماتا ہے:

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ

ترجمہ: ''اگر آپ ان سے پوچھیں تو صاف کہہ دیں گے کہ ہم تو یونہی آپس میں ہنس بول رہے تھے کہہ دیجئے کہ اللہ، اسکی آیتیں اور اسکا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کیلئے رہ گئے ہیں۔تم بہانے نہ بناؤ یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد بے ایمان ہو گئے''۔

پس منظر:۔ اس آیت مبارکہ کا شان نزول یہ ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر بعض منافقین نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا "حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کہتے ہیں کہ ہم روم پر غالب آجائیں گے لو بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اور پھر اس پر خوب ہنسے کہ یہ دیکھو یہ لوگ روم پر غالب آئیں گے"۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ان کو بلایا اور پوچھا "تم نے ایسا کیوں کہا"؟ تو انہوں نے جواب دیا "ہم تو بس ویسے ہی آپس میں ہنسی مذاق کر رہے تھے۔اور بہانے بنانے لگے"۔جس کو قرآن پاک بیان کر رہا ہے کہ ''انہوں نے کہا کہ ہم تو صرف اپنا وقت گزارنے کے لئے آپس میں ہنسی مذاق کر رہے تھے''۔

اس پر آیت نازل ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

ترجمہ: ''کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ ہنسی مذاق کر رہے ہو؟ جاؤ تم اسلام لانے کے بعد کافر اور مرتد ہو گئے ہو''۔

اب اس آیت میں یہ بات قابل غور ہے کہ منافقین نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی مذاق نہیں کیا تھا۔ بلکہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے علم غیب اور اس کی آیتوں کا مذاق اڑا رہے تھے۔معلوم ہوا کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا مذاق اڑانا دراصل اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں کا مذاق اڑانا ہی ہے۔

اس آیت نے بتادیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسی توحید قابل قبول نہیں ہوتی جس میں اس کے پیاروں کی توہین ہو۔اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں صاف فرمادیا کہ "میرے نبی کی گستاخی درحقیقت میری ہی گستاخی ہے۔وہ موحد اور توحید پرست نہیں بلکہ جو میرے محبوب کا گستاخ ہے وہ میرا بھی گستاخ ہے"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اس گستاخی پر (میرے محبوب اور میری آیتوں کا مذاق اڑانے پر) جو لوگ بظاہر مسلمان ہو گئے تھے (منافقین) وہ کافر اور مرتد ہو گئے"

اس سے معلوم ہوا کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ادنی سی گستاخی پر بھی انسان ایمان اور اسلام سے نکل جاتا ہے اور ایمان نہ رہا تو پھر کسی نیک عمل کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔کیونکہ اچھے اعمال کا ثواب تو اسی کو ملے گا جس کا ایمان سلامت ہو ایک کافر کتنے ہی ہسپتال بنائے، غریبوں کی مدد کرلے۔دنیا میں تو اس کے ان کاموں کا اجر مل جائے گا لیکن آخرت کے لئے اس کے نامۂ اعمال میں کوئی ثواب نہیں لکھا جائے گا۔

لہٰذا اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو نبی خاتم النبیین ﷺ کی گستاخی کرتے ہیں۔"گستاخیِ رسول خاتم النبیین ﷺ" کے باعث وہ کافر اور مرتد ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آخرت میں عذاب سے دوچار ہوں گے اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے علم غیب سے انکار کرنا اور اعتراض کرنا منافقوں کا طریقہ ہے اور ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگا۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''لَا تَعْتَذِرُوْا'' ''بہانے نہ بناؤ'' تمھارا کوئی بہانہ نہیں چلے گا۔

معلوم ہوا کہ شان رسالت میں گستاخی اتنا بڑا جرم اور گناہ ہے کہ ہر بڑے سے بڑے گناہ کا عذر اللہ تعالیٰ قبول فرما کر معافی دے دیتا ہے۔لیکن اس جرم کے لئے کوئی عذر قبول نہیں فرمایا جائے گا اور ہر حال میں اس جرم کے مرتکب افراد کو سزا دے گا۔

گستاخِ رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی علامات: حضور نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی گستاخی اور اہانت کا ارتکاب کرنے والے کے لیے قرآن حکیم نے جہاں چند علامات اور نشانیاں بیان کی ہیں وہاں یہ بھی واضح کیا ہے کہ ایسے شخص کا بارگاہ الوہیت میں کیا درجہ وحیثیت ہے۔

سورہ قلم، آیت نمبر 10_13: وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ﴿۱۰﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ ﴿۱۱﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿۱۲﴾ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ﴿۱۳﴾

ترجمہ: "اور آپ ہر ایسے کی بات نہ سننا جو کسی کی قسم کھانے والا، جھوٹا، ذلیل، بہت طعنے دینے والا، چغلی کھاتا رہتا ہے، جو نیک کام سے لوگوں کو روکتا ہے، حد سے بڑھا ہوا ہے، جو بدزبان ہے، اس پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا (یعنی حرام زادہ) ہے"۔

یہ آیت کریمہ ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی جو گستاخ رسول (خاتم النبیین ﷺ) تھا اور وہ درج ذیل رزائل کا مرقع تھا۔

1- كُلَّ حَلَّافٍ۔ بہت زیادہ جھوٹی قسمیں کھانے والا　2- مَّهِينٍ۔ کمینہ وذلیل　3- هَمَّازٍ۔ بہت زیادہ طعن وتشنیع اور عیب جوئی کرنے والا

4- مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيمٍ۔ بہت زیادہ چغلخور　5- مَّنَّاعٍ لِّلۡخَيۡرِ۔ خیر سے بہت زیادہ منع کرنے والا

6- مُعۡتَدٍ۔ بہت بڑا ظالم اور حد اعتدال سے تجاوز کرنے والا　7- اَثِيمٍ۔ بہت زیادہ معصیت وگناہ کا مرتکب

8- عُتُلٍّ۔ سخت جھگڑالو　9- زَنِيمٍ۔ والد الزنا (حرام زادہ)

ولید کے ولد الزنا ہونے کی تصدیق: جب آپ خاتم النبیین ﷺ نے بذریعہ وحی الہی ولید کی نو صفات بیان کی تو ولید ننگی تلوار لیے کر اپنی ماں کے پاس آیا اور کہا" بے شک مسلمانوں کے نبی (خاتم النبیین ﷺ) نے کبھی جھوٹ نہیں بولا- انہوں نے میری نو صفات بیان کیں ہیں- وہ ساری کی ساری مجھ میں پائی جاتی ہیں- آٹھ کا فیصلہ میں خود کر سکتا ہوں لیکن نویں ولد الزنا اور نکاح حرام ہونے کا فیصلہ بذات خود نہیں کر سکتا- اس کی تصدیق تجھ سے ہی ممکن ہے- اس لیے بتا، بات کہاں تک درست ہے؟ ورنہ تیری گردن تن سے اڑا دوں گا"- اس نے کہا کہ "تیرا باپ اس قابل نہ تھا کہ اس کے نطفہ سے اولاد ہوتی- مجھے اولاد نہ ہونے کے باعث مال ودولت کے ضائع ہونے کا خدشہ تھا تو میں نے ایک چرواہے کو اپنے نفس پر قدرت دی- پس تو درحقیقت اسی چرواہے کا بیٹا ہے"-

ارتکاب اہانت رسول خاتم النبیین ﷺ پر رسواکن عذاب ہے: اللہ رب العزت نے شاتمان رسول خاتم النبیین ﷺ کی سزا کو فقط لعنت یعنی اپنی رحمت سے محرومی پر ہی محصور نہیں کیا ہے بلکہ انہیں ذلیل ورسوا کرنے والے شدید عذاب کی وعید سنائی اور ارشاد فرمایا: (سورہ الاحزاب، آیت نمبر 57)

اِنَّ الَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا مُّهِيۡنًا ﴿۵۷﴾

ترجمہ: "بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (خاتم النبیین ﷺ) کو اذیت دیتے ہیں اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اُس نے ان کے لئے ذِلّت انگیز عذاب تیار کر رکھا ہے"-

عذاب مھین بڑی ہی تکلیف دہ، اذیت رساں اور دردانگیز سزا کو کہتے ہیں جو مجرم کو ہر جگہ ذلیل وخوار کر کے رکھ دے اور اس کے وجود کو اتنی تکلیف پہنچائے کہ دوسرے بھی عبرت حاصل کرنے لگ جائیں-

اہانت رسول خاتم النبیین ﷺ اہانت الہی ہے: یہ حقیقت ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی توہین وتنقیص درحقیقت اللہ رب العزت کی اہانت ہے- زیر بحث آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے امام ابن تیمیہ نے اس بات کو بڑے جامع اور حسین وشستہ انداز میں ثابت کیا ہے اور رقمطراز ہیں" اللہ رب العزت نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی اذیت کو اپنی اذیت کے ساتھ متصل کیا جس طرح حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا"- (الصارم المسلول:40)

امام ابن تیمیہ اسی بات کی مزید توضیح وتشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "پس جس نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی اذیت دی اس نے اپنے اللہ کو اذیت دی- یہ بات منصوص ہے کہ جو اللہ کو اذیت دیتا ہے وہ کافر ہے اور حلال الدم یعنی واجب القتل ہے- یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اللہ نے اپنی محبت اور اپنے رسول خاتم النبیین ﷺ کی محبت کو، اپنی رضا اور اپنے رسول خاتم النبیین ﷺ کی رضا، اپنی اطاعت اور اپنے رسول خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت کو ایک ہی شے بنایا ہے"-

امام ابن تیمیہ اپنے مذکورہ بالا استدلال پر قرآن حکیم سے دلائل وحجت پیش کرتے ہوئے یہ آیت کریمہ نقل کرتے ہیں: (سورہ توبہ، آیت نمبر 24)

قُلۡ اِنۡ كَانَ اٰبَآؤُكُمۡ وَاَبۡنَآؤُكُمۡ وَاِخۡوَانُكُمۡ وَاَزۡوَاجُكُمۡ وَعَشِيۡرَتُكُمۡ وَاَمۡوَالُ ۨاقۡتَرَفۡتُمُوۡهَا وَتِجَارَةٌ تَخۡشَوۡنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرۡضَوۡنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيۡكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَجِهَادٍ فِىۡ سَبِيۡلِهٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ

ترجمہ: "(اے نبی مکرم!) آپ فرما دیں: اگر تمہارے باپ (دادا) اور تمہارے بیٹے (بیٹیاں) اور تمہارے بھائی (بہنیں) اور تمہاری بیویاں اور تمہارے (دیگر) رشتہ دار اور تمہارے اموال جو تم نے (محنت سے) کمائے اور تجارت وکاروبار جس کے نقصان سے تم ڈرتے رہتے ہو اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو، تمہارے نزدیک اللہ اور اس کے رسول (خاتم النبیین ﷺ) اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکمِ (عذاب) لے آئے، اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں فرماتا"----- (سورہ آل عمران، آیت نمبر 132)　وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۱۳۲﴾

ترجمہ: "اور اللہ کی اور رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی فرمانبرداری کرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے"-

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: (سورہ النساء، آیت نمبر 80) مَن یُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَن تَوَلّٰی فَمَا اَرسَلنٰکَ عَلَیھِم حَفِیظًا

ترجمہ: "جس نے رسول (خاتم النبیین ﷺ) کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ (ہی) کا حکم مانا، اور جس نے روگردانی کی تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا"۔

آئمہ وفقہا کی طرف سے گستاخ رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی سزا:- عیب ونقص کا انتساب کفر اور سزائے قتل کا باعث ہے-

1- **قاضی عیاض تفصیل بیان کرتے ہیں کہ " وہ شخص جس نے حضور خاتم النبیین ﷺ کو گالی دی یا آپ خاتم النبیین ﷺ کی طرف عیب منسوب کیا یا آپ خاتم النبیین ﷺ کی ذات اقدس کے متعلق اور حسب ونسب اور آپ کے لائے ہوئے دین اسلام یا آپ کی عادات کریمہ میں سے کسی عادت کریمہ کی طرف کوئی نقص وکمی منسوب کی یا اشارۃً وکنایۃً آپ کی شان اقدس میں نامناسب ونا موضوع بات کہی یا آپ کو کسی شے سے گالی دینے کے طریقے پر تشبیہ دی یا آپ خاتم النبیین ﷺ کی شان کی عظمت وتقدس اور رفعت کی تنقیص وکمی چاہیے یا آپ خاتم النبیین ﷺ کے مقام ومرتبے کی کمی کا خواہش مند ہوا یا عیب جوئی کی تو فرماتے ہیں یہ شخص سب وشتم کرنے والا ہے اس میں گالی دینے والے کا حکم ہی جاری ہوگا اور وہ یہ ہے کہ اسے قتل کردیا جائے"-**

2- **امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ** فرماتے ہیں" کوئی بھی مسلمان جو رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو گالی دے یا آپ خاتم النبیین ﷺ کی تکذیب کرے یا عیب جوئی کرے یا آپ خاتم النبیین ﷺ کی شان میں کمی کرے اس نے یقیناً اللہ کا انکار کیا اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی یعنی جدا ہوگئی"-

3- **امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ** فرماتے ہیں" ہر وہ شخص جو حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کو سب وشتم کرے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی تنقیص وتحقیر کرے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر اس پر سزائے قتل لازم ہے"-

4- **امام مالک رحمۃ اللہ علیہ** فرماتے ہیں" جس شخص نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو گالی دی یا آپ خاتم النبیین ﷺ کی طرف کوئی عیب منسوب کیا یا آپ خاتم النبیین ﷺ کی شان اقدس میں تنقیص وتحقیر کا ارتکاب کیا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ بھی قبول نہیں کی جائے گی"-

5- **علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ** مختلف ائمہ کرام کے اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں" تمام مکاتب فکر کے علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی طرف عیب ونقص منسوب کرنے والا کافر اور مباح الدم ہے اس میں یہ فرق نہیں کیا جائے گا کہ اس نے عیب کا ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ مقصد کوئی اور بات تھی اور گستاخی تبعاً ہوگئی یا اس نے عیب جوئی کا ارادہ ہی نہیں کیا بلکہ طنز ومزاح وغیرہ کیا ہے"- (الصارم المسلول) **اشارۃً اور کنایۃً بھی زبان طعن دراز کرنا کفر ہے-**

6- **امام احمد بن سلیمان رحمۃ اللہ** نے فرمایا" جس شخص نے کہا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کا رنگ سیاہ ہے تو وہ قتل کیا جائے گا"- (الشفاء)

غرض یہ کہ وہ وجود اقدس جو انوار الٰہیہ کا مظہر اتم ہے اس کے بارے میں کوئی شخص عداوت ودشمنی حسد بغض اور کینہ کی وجہ سے آپ خاتم النبیین ﷺ کی نسبت کوئی گری ہوئی بات منسوب کرے تو اس پر بھی آئمہ کرام کا اجماع ہے کہ اس کے قتل کا فتویٰ دیا جائے گا-

وجودِ مصطفی خاتم النبیین ﷺ کو نعمت عظمیٰ تسلیم کرنے سے انکار: امت مسلمہ کو دوسری امم پر جس قدر فضیلت برتری اور فوقیت حاصل ہے یہ سب کچھ حضور خاتم النبیین ﷺ کی وجہ سے ہے اللہ رب العزت کا امت مسلمہ پر احسان عظیم ہے کہ اس نے اپنے حبیب خاتم النبیین ﷺ کو خاتم النبیین کی خلعت پہنا کر اس امت میں مبعوث فرمایا----سورہ آل عمران، آیت نمبر 164 لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِینَ اِذْ بَعَثَ فِیھِمْ رَسُولًا مِّنْ اَنفُسِھِمْ

ترجمہ: "بیشک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول (خاتم النبیین ﷺ) بھیجا"-

پروردگار عالم نے امت مسلمہ کو ان گنت اور نعمتوں سے نوازا ہے لیکن کبھی نعمت پر احسان نہیں جتلایا جس طرح حضور خاتم النبیین ﷺ کی ذات اقدس کی صورت میں انہیں نعمت عظمیٰ قرار دیا ہے اب اگر کوئی فرد حضور خاتم النبیین ﷺ کو اللہ کی نعمت عظمیٰ تسلیم نہیں کرتا تو وہ درحقیقت آیت قرآن کا انکار کرکے کفر وضلالت کر رہا ہے-

مختصر یہ کہ وہ امت جس کی غیرت وحمیت نے اپنے نبی کی شان اقدس میں گستاخی وبے ادبی، توہین وتحقیر اور استخفاف وتنقیص کے مرتکب گستاخ کا زندہ رہنا گوارا کرلیا- اللہ کی عزت کی قسم، خدا کی غیرت اس امت کا حمیت وغیرت اور عزت کے ساتھ جینا گوارہ نہیں کرے گی- ایسی امت کو ذلیل ورسوا کردیا جائے گا-

امت کا عزت وغیرت اور حمیت ووقار کے ساتھ جینا اس بات پر منحصر ہے کہ وہ اپنے نبی خاتم النبیین ﷺ کی عزت وحرمت، عظمت وتقدس اور ادب و احترام پر نہ صرف مر مٹے بلکہ اپنے تن، من، دھن کی بازی لگا کر اپنے ایمان کی بقاء اور تحفظ کا سامان بھی کرے----اللہ رب العزت ہمارے اذہان وقلوب کو حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی عزت ناموس کے تحفظ کے لئے کٹ مرنے کی توفیق عطا فرمائے- (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

معجزات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے پہلے اور بعد میں رونما ہونے والے کچھ معجزات۔

1- معجزہ: ابونعیم اور ابن عسا کر نے ایک شخص سے روایت کیا کہ عرب حرام وحلال کی پہچان نہیں کیا کرتے تھے اور بتوں کے پیٹ میں سے جو آواز آتی اس پر عمل کیا کرتے تھے اور جب آپس میں کوئی اختلاف ہوتا تو بتوں کے پاس جا کر حال بیان کرتے اور بتوں کے کہنے پر عمل ہوتا۔ بنی خشعم کے اس آدمی نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ ہم ایک مرتبہ آپس میں جھگڑا کر کے فیصلے کے لیے بتوں کے پاس گئے اور جا کر چڑھاوا قربانی کی اور بت کے پاس بیٹھ گئے۔ اچانک اس بت کے پیٹ سے آواز آئی: ''اے گوشت پوست والے انسانوں تم پتھروں کے بتوں سے فیصلہ چاہتے ہو یہ کتنی بیوقوفی کی بات ہے۔ یہ پیغمبر تمام انسانوں کے سردار ہیں اور تمام حاکموں میں سب سے زیادہ منصف اور انصاف والے یہ نور اور اسلام کو نمایاں کر کے لوگوں کو گناہوں سے بچاتے ہیں"۔ بنو ہاشم کا وہ آدمی کہتا ہے "یہ سن کر ہم بھاگے اور ہر مجلس میں اس قصہ کا چرچا رہا، کچھ دنوں کے بعد ہمیں خبر مل گئی کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں پیدا ہوئے ہیں اور مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی ہے یہ سنتے ہی ہم سب نے اسلام قبول کرلیا"۔ (دلائل النبوت)

2- معجزہ: خاکہی نے اخبار مکہ میں حاضرین ربیعہ سے ابونعیمؒ نے ابن عباسؓ سے اور دوسرے محدثین نے عبدالرحمن بن عوفؓ اور دیگر صحابہؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ مکہ کے پہاڑ ابوقبیس سے بلند آواز کے ساتھ چند اشعار اسلام کی برائی میں سنے گئے یہ جن کی آواز تھی اس میں یہ مضمون تھا کہ ''مسلمانوں کو جلا کر مار ڈالو، شہر سے نکال دو اور بت پرستی مت چھوڑو''۔ اس پر کفار بہت خوش ہوئے اور اترا کر کہنے لگے۔ غیب سے ہمیں بھی تمہیں قتل کرنے اور شہر بدر کرنے کا حکم ہوگیا ہے۔'' مسلمانوں کو اس سے بڑا صدمہ ہوا اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں جا کر سارا قصہ بیان کیا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم لوگ اطمینان رکھو یہ آواز مسعر نامی ایک جن کی تھی اللہ بہت جلد اس کو سزا دے گا''۔ تیسرے روز نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو یہ خوش خبری سنائی کہ آج ایک بہت بڑے جن سمجونامی نے اسلام قبول کیا ہے۔ میں نے اس کا نام عبداللہ رکھ دیا ہے۔ اس نے مجھ سے مسعر کو قتل کرنے کی اجازت چاہی ہے۔ میں نے اسے اجازت دے دی ہے۔ آج مسعر مارا جائے گا۔ مسلمان خوش ہو کر انتظار میں تھے کہ شام کے وقت اسی پہاڑ سے چند اشعار بلند آواز کے ساتھ سننے میں آئے جن کا مطلب یہ تھا کہ

ترجمہ: ''ہم نے مسعر کو اس وجہ سے قتل کیا کہ اس نے سرکشی کی، حق کی توہین کی اور برائیوں کا راستہ بتایا اور رسول پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کی میں نے ایک چمکتی ہوئی تیز تلوار سے اس کا کام تمام کردیا''۔

3- معجزہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری کی عیادت فرمائی۔ جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم مکان کے قریب گئے تو اندر سے کسی سے باتیں کرتے ہوئے سنا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اندر کوئی نہیں تھا۔ اس نے عرض کیا یا نبی اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص آیا تھا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد میں نے اس کو بہترین گفتگو کرنے والا پایا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جبرائیل امینؑ تھے اور تم لوگوں میں کئی ایسے بھی ہیں کہ ان میں سے کوئی اللہ کی قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کو پورا کردیں۔ (بیہقی)

4- معجزہ: سید دو عالم کا قلب مبارک: بخاری شریف میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رحمت کائنات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھنے سے پہلے سوجاتے ہیں تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا ینام قلبی ''میرا دل نہیں سوتا''۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سو رہی ہوتی ہیں لیکن دل بیدار ہوتا ہے۔ ہر شخص کی بیداری اس کے حال کے مطابق ہے کوئی بھی نبی پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے رتبے کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں شامل ہوسکتا ہے۔ مواہب لدنیہ میں نقل کیا کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک تو سوتا ہی نہ تھا۔ دائیں پہلو سوتے ہوئے نہ بائیں پہلو سوتے ہوئے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دائمی خصوصیات ثابت ہیں۔ سید کائنات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا''۔ (صحیح بخاری ترجمہ جلد دوئم)

گرہ جنات سے ملاقات کے وقت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، جنات سے ملاقات کے بعد آدھی رات کو جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم واپس حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس تشریف لائے تو فرمایا آج شب میں سویا ہی نہیں یہ کہا اور میرے زانوں پر سر مبارک رکھ کو سو گئے۔ اتنے میں کچھ لوگ اجلے اجلے کپڑے پہنے ہوئے جن کے حسن و جمال کا حال اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے آ کر پاس بیٹھ گئے۔ کچھ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے بیٹھ گئے۔ کچھ

آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاؤں کی طرف بیٹھ گئے۔انہوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی نبوت و رسالت کی تمثیل بیان کی (مثال) اور کہنے لگے ’’یہ وہ پیغمبر ہے جن کی آنکھیں سوتی ہیں مگر دل ہوشیار اور بیدار رہتا ہے‘‘۔اس کے بعد وہ چلے گئے۔بیدار ہو کر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ان لوگوں نے جو باتیں کہیں وہ میں نے سنیں۔کیا تم جانتے ہو یہ کون تھے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خاتم النبیین ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔فرمایا ’’وہ فرشتے تھے‘‘۔

5- معجزہ: جب لبید بن اعصم یہودی نے نبی پاک خاتم النبیین ﷺ پر جادو کیا۔حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں "نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر جادو کیا گیا آپ خاتم النبیین ﷺ کی حالت یہ ہوگئی کہ آپ خاتم النبیین ﷺ یہ خیال کرتے کہ یہ کام کرلیا ہے حالانکہ نہیں کیا ہوتا تھا"۔مسند احمد میں بھی اسی طرح آیا ہے اور حافظ ابن حجرؒ کا بھی یہی قول ہے "ایک یہودی نے نبی طیب و طاہر خاتم النبیین ﷺ پر جادو کیا تھا اور ذات اقدس خاتم النبیین ﷺ میں اس کا اثر ہوا۔حدیبیہ سے واپسی کے بعد 14 ہجری ماہ ذالحج میں یہ واقعہ ہوا تھا"۔ایک قول کے مطابق 40 روز تک اس کی تاثیر رہی۔دوسری روایت کے مطابق چھ ماہ اور ایک قول کے مطابق ایک سال تک اس کا اثر رہا۔حافظ ابن حجرؒ کا قول ہے کہ تیسری روایت صحیح ہے (یعنی ایک سال)

ایک شب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ حضرت عائشہؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے۔نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے دعا فرمائی اور خوب دعا فرمائی بعد ازاں آپ خاتم النبیین ﷺ حضرت عائشہؓ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا ’’عائشہؓ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جس بارے میں میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی تھی میری وہ دعا اللہ تعالیٰ نے قبول کرلی اور مجھے وہ بات بتادی گئی جس میں میری شفا ہے"۔پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اے عائشہؓ میرے پاس خواب میں دو فرشتے آئے۔ایک میرے نزدیک بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف رہا" ایک نے دوسرے سے کہا "یہ کیا کیفیت ہے اور کس قسم کا درد ہے"؟ دوسرے نے جواب دیا" آپ خاتم النبیین ﷺ سحر زدہ ہیں"۔پہلے نے کہا" پھر جادو کس نے کیا ہے"؟ دوسرے نے کہا" لبید بن اعصم یہودی نے کیا ہے"۔پھر پہلے نے پوچھا" جادو کس چیز پر کیا گیا ہے"؟ دوسرے نے کہا" کنگھی اور ان بالوں پر جادو کیا گیا ہے جو کنگھی کرتے وقت نیچے گر جاتے ہیں۔روئی کے گالوں میں اور تر چھوہارے کی کلی کے اوپر والے چھلکے میں"۔ ’’دعائے شگوفہ نقل‘‘ میں درج ہے کہ۔پھر پوچھا" یہ چیزیں کہاں پر رکھیں ہیں"؟ جواب ملا" یہ زردان کے کنویں میں رکھی گئیں ہیں"۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" اے عائشہؓ مجھے وہ کنواں بھی دکھا دیا گیا ہے۔اس کنویں کے پانی کا رنگ سرخ تھا جیسے کنویں میں مہندی گھول دی گئی ہو۔ اس کنویں کے ساتھ جو درخت ہیں ان کے سر شیاطین کے سروں کی طرح ہیں"۔اس کے بعد اس کنویں سے جادو والی چیزوں کو باہر نکالا گیا اور کنویں کو بند کر دیا گیا۔آپ خاتم النبیین ﷺ جادو کے اثر سے بیمار ہوگئے تھے۔صحیحین میں درج ہے کہ اس کے بعد جسم کے درد میں آرام و سکون اور راحت حاصل ہوگئی۔

صوفیاء کرام کا قول ہے کہ اس جادو کے واقعے میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے تسلیم و رضا کی راہ پر عمل کیا تھا اور اس مصیبت پر صبر فرما کر اللہ تعالیٰ سے اجر کے خواہاں ہوئے تھے۔یہ عرصہ لمبا ہوگیا تھا اس کی طوالت سے یہ خدشہ لاحق ہوگیا کہ کہیں دعوت تبلیغ اور توبہ الی اللہ میں سستی غالب نہ آجائے تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی۔اس موقعہ پر سورہ فلق اور سورہ الناس نازل ہوئیں تھیں (بخاری شریف، مسلم شریف)

6- معجزہ: قصیدہ بردہ شریف: عربی قصائد میں قصیدہ بردہ شریف بہت مشہور ہے۔اس میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی مختلف انداز میں تعریف کی گئی ہے۔اس قصیدے کے مصنف امام شرف الدین بن سعید بوصیریؒ ہیں۔یہ اپنے زمانے کے عاشق رسول خاتم النبیین ﷺ تھے۔ایک دفعہ امام صاحب پر فالج کا حملہ ہوگیا۔علاج معالجے سے کچھ افاقہ نہ ہوا۔بیماری طول پکڑ گئی۔دوست احباب سب ساتھ چھوڑ گئے اور بیزار ہوگئے۔ایک دن ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ آقا و مولا کے وسیلے سے دعا کی جائے۔چنانچہ امام صاحب نے نہایت ہی بے بسی کی حالت میں نعتیہ قصیدہ لکھا اور بارگاہ رسالت میں عقیدت مندی کے پھول پیش کئے۔کچھ عرصہ تک یہی قصیدہ بار بار پڑھتے رہے حتیٰ کہ ایک روز پڑھتے اور روتے روتے سو گئے۔نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے خواب میں امام بوصیریؒ کے جسم پر اپنا دست مبارک پھیرا۔مفلوج حصہ پر اپنا دست شفقت پھیر کر اپنی چادر مبارک ان کے اوپر ڈال دی۔آنکھ کھلی تو اپنے آپ کو تندرست پایا اور ان کا مرض بھی جاتا رہا اور جسم مبارک پر وہ دھاری دار چادر مبارک ابھی تک موجود پائی۔(عربی میں بردہ دھاری دار چادر کو کہتے ہیں)۔امام شرف الدین بوصیریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس قصیدہ کا کسی سے ذکر نہ کیا تھا مگر جب صبح ہوئی تو میں گھر سے نکلا راستے میں ایک درویش نے مجھ سے کہا وہ قصیدہ مجھے عنایت فرمائیے جو آپ نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی مدح میں لکھا ہے اور بحالت مرض لکھا ہے اور اس کا مطلع بھی بتا دیا اور یہ بھی فرمایا خدا کی قسم یہ قصیدہ میں نے دربار نبوی خاتم النبیین ﷺ میں سنا ہے۔جب یہ پڑھا جا رہا تھا تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اس کو سن کر یوں جھوم رہے تھے جیسے باد نسیم کے جھونکوں میں میوہ دار درخت کی شاخیں۔پھر یہ خواب مشہور ہوگیا اس قصیدہ کی برکت لوگوں میں

ظاہر ہوگئی۔قصیدہ بردہ شریف کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ قصیدہ 660ء میں لکھا گیا تھا اور صدیاں گزرنے کے بعد آج تک بالکل ایسے ہی محسوس ہوتا ہے جیسے ابھی ابھی لکھا گیا ہے۔اس قصیدہ بردہ شریف کو خلوص دل سے پڑھنے سے عشق رسول خاتم النبیین ﷺ پیدا ہوتا ہے۔صوفیا کرام کے یہاں خاص طریقے سے اس قصیدہ کا ورد کیا جاتا ہے۔ **هو الحبیب الذی ترجی شفاعته لکل هول من الاهو المقتهم** ترجمہ:''آپ خاتم النبیین ﷺ اللہ تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں کہ ہر قسم کی مصیبت اور خطرے میں اس کی شفاعت کی امید کی جاسکتی ہے۔'' (تھانوی نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب 299،300)

7۔ معجزہ: یہ زبان: نویں صدی کے مشہور معروف علامہ عبدالعزیز مکیؒ عارف باللہ سیدی عبداللہ ابن اسعد یافعیؒ کی کتاب ''نشر المحاسن'' کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ یہ واقعہ مجھے اسناد کے ساتھ پہنچا ہے اور اس زمانے میں بہت مشہور تھا واقعہ یہ ہے کہ عارف باللہ شیخ ابن الزغب یمنیؒ کی عادت تھی کہ ہمیشہ اپنے وطن سے سفر کر کے اول حج ادا کرتے پھر زیارت روضہ اقدس کے لیے حاضر ہوتے اور وہاں والہانہ اشعار قصیدہ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے صاحبین حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی شان میں لکھ کر روضہ اقدس کے سامنے پڑھا کرتے تھے۔ایک مرتبہ حسب عادت قصیدہ پڑھ کر فارغ ہوئے تو ایک رافضی (شعیہ) حاضر خدمت ہوا اور درخواست کی آج میری دعوت قبول کیجئے۔حضرت شیخ نے اتباع سنت دعوت قبول کر لی۔آپ کو اس کا علم نہ تھا کہ یہ رافضی ہے اور حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کی مدح (تعریف) سے ناراض ہے۔آپ حسب وعدہ اس کے مکان پر تشریف لے گئے۔داخل ہوتے ہی اس نے اپنے دو حبشی غلاموں کو اشارہ کیا۔جن کو پہلے سمجھا رکھا تھا وہ دونوں آپ سے لپٹ گئے اور زبان کاٹ ڈالی۔اس کے بعد اس کم بخت رافضی نے آپ سے کہا کہ' جاؤ یہ زبان ابوبکرؓ اور عمرؓ کے پاس لے جاؤ جن کی مدح کیا کرتے تھے وہ اسے جوڑ دیں گے''۔آپ کٹی ہوئی زبان کو ہاتھ میں لے کر روضہ اقدس میں حاضر ہوئے۔آنسوؤں کے ذریعے داستان غم کہہ سنائی۔اس عالم میں آنکھ لگ گئی۔نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔آپ خاتم النبیین ﷺ کے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔جو اس واقعے کی وجہ سے غمگین تھے۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے شیخ کے ہاتھ سے کٹی ہوئی زبان اپنے دست مبارک میں لی اور شیخ کو اپنے قریب کر کے زبان ان کے منہ میں اس کی جگہ رکھ۔شیخ یہ خواب دیکھ کر بیدار ہو گئے۔دیکھا تو زبان صحیح سالم اپنی جگہ پر ہے۔دربار نبوت خاتم النبیین ﷺ کا یہ کھلا معجزہ دیکھ کر اپنے وطن لوٹ آئے۔دوسرے سال پھر حج کے بعد مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔حسب عادت قصیدہ روضہ اقدس کے سامنے پڑھا۔پڑھ کر فارغ ہوئے تو ایک شخص نے دعوت کے لیے درخواست کی۔شیخ نے قبول کر لی اور اس کے ساتھ تشریف لے گئے۔مکان میں داخل ہوئے تو جانا پہچانا سا لگا۔خدا پر بھروسہ کر کے اندر داخل ہو گئے۔اس شخص نے نہایت عزت واحترام کے ساتھ بٹھایا۔بہت خاطر تواضع کی کھانے کے بعد وہ شخص آپ کو ایک کوٹھری میں لے گیا۔دیکھا وہاں پر ایک بندر بیٹھا ہے۔اس شخص نے کہا''آپ جانتے ہیں یہ بندر کون ہے''؟ یہ وہی شخص ہے جس نے آپ کی زبان کٹوائی تھی۔اللہ تعالیٰ نے اسے بندر کی صورت میں مسخ کر دیا ہے۔یہ میرا باپ ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ آپ سید الانبیاء خاتم النبیین ﷺ جس طرح روضہ اقدس میں زندہ ہیں اسی طرح آپ خاتم النبیین ﷺ کی سیرت و معجزات کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ (نشر المحاسن)

8۔ معجزہ: شام کا سفر: ابونعیم کی روایت میں ہے کہ جب سرور کائنات کی عمر 25 برس کی ہوئی تو آپ خاتم النبیین ﷺ کے صدق اور امانت کا شہرہ دور دور تک پہنچ گیا۔ زبان خلق نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو ''امین'' کا لقب دیا۔یہ دیکھ کر حضرت خدیجہؓ جو ایک مالدار خاتون تھیں انہوں نے پیغام بھیجا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ میرا مال تجارت ملک شام لے جائیں جو معاوضہ میں اوروں کو دیتی ہوں آپ خاتم النبیین ﷺ کو اس سے زیادہ دوں گی۔نبی آخر زماں۔حضرت خدیجہؓ کا مال تجارت لے کر شام کو روانہ ہوئے۔حضرت خدیجہؓ کا غلام ساتھ تھا۔جو میسرہ نامی تھا۔جب وہاں پہنچے تو بازار بصرہ میں ایک راہب نسطورا نام کی خانقاہ میں پہنچے۔راہب نسطورا میسرہ کو جانتا تھا کہنے لگا یہ کون ہیں؟ جو اس درخت کے نیچے اترا ہے۔میسرہ نے جواب دیا یہ اہل قریش میں سے ہیں۔راہب نے کہا سوائے نبی خاتم النبیین ﷺ کے اس درخت کے نیچے کبھی کوئی اور نہیں اترا۔کیا اس کی آنکھوں میں سرخی ہے۔میسرہ نے جواب دیا ہاں اور وہ کبھی دور نہیں ہوتی۔یہ سن کر راہب بولا یہی نبی آخر زماں ہیں۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہوں جب یہ معبوث ہوں گے۔پھر اس نے میسرہ سے کہا''ان سے کبھی جدا نہ ہونا نیک نیتی سے ان کے ساتھ رہنا۔کیونکہ اللہ تبارک تعالیٰ نے انہیں نبوت کا شرف عطا کیا ہے''۔

جب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ خرید وفروخت کر کے مکہ واپس آئے اس وقت حضرت خدیجہؓ عورتوں کے درمیان ایک بالاخانہ میں بیٹھی ہوئیں تھیں۔اور انہوں نے دیکھا کہ دو فرشتے آپ خاتم النبیین ﷺ پر سایہ کئے ہوئے تھے۔میسرہ نے حضرت خدیجہ کو بتایا کہ میں نے تمام سفر میں آپ خاتم النبیین ﷺ کو اس حالت میں دیکھا ہے۔یعنی فرشتوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ پر سایہ کئے رکھا۔اس کے بعد راہب کے ساتھ تمام گفتگو کا حال بھی بتایا۔اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس

تجارت میں اتنا نفع دیا ہے کہ پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ایک روایت میں ہے کہ میسرہ نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے کہا ''اے محمد خاتم النبیین ﷺ میں نے چالیس سفر کئے ہیں مگر اتنا منافع کبھی نہیں ہوا جتنا آپ خاتم النبیین ﷺ کی ہمراہی میں ہوا ہے'' آپ خاتم النبیین ﷺ کی وجہ سے ہوا ہے۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے شام کا پہلا سفر 12 سال کی عمر میں حضرت ابو طالب کے ساتھ کیا تھا۔اس وقت حضرت ابو طالب سفر تجارت پر آپ کو ساتھ نہیں لانا چاہتے تھے لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ نے آنے کے لیے اصرار کیا۔وہ قافلہ بھی اسی گرجے کے نزدیک لنگر انداز ہوا تھا۔اس وقت راہب بحیرہ تھا۔اس نے جب قافلے کو گرجے کے باہر لنگر انداز ہوتے دیکھا تو ایک قاصد کے ذریعے پیغام دے کو پورے قافلے کی دعوت کی۔قافلے نے دعوت قبول کر لی اور اندر جا کر بحیرہ سے پوچھا کہ پہلے تو کبھی آپ نے دعوت نہ کی آج دعوت کا سبب کیا ہے؟ بحیرہ راہب نے کہا آپ ہمارے پڑوس میں آئے ہیں اور مہمان ہیں۔لیکن لوگوں کو تعجب تھا کہ کوئی بات ہے ضرور کیونکہ وہ تو ہمیشہ بصریٰ میں اس گرجے کے نزدیک سایہ دار جگہ پر پڑاؤ ڈالا کرتے تھے۔بحر حال سب نے کھانا کھایا اور اور ادھر ادھر پھیل گئے۔اس وقت بحیرہ راہب آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس آیا اور بولا ''بیٹا تمہیں لات وعزیٰ کی قسم جو کچھ پوچھوں ٹھیک ٹھیک بتانا''۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا لات وعزیٰ کی قسم نہ دیجئے''۔اس نے کہا اچھا خدا کی قسم جو کچھ پوچھوں سب کچھ ٹھیک ٹھیک بتا دینا۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا پوچھئے کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟۔اب بحیرہ راہب نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے مختلف قسم کے سوال کئے۔کچھ مزاج طبیعت کے بارے میں، کچھ عادات واخلاق کے بارے میں اور آپ خاتم النبیین ﷺ اس کے ہر سوال کا جواب دیتے رہے۔اتنے میں حضرت ابو طالب آ گئے۔ بحیرہ نے ابو طالب سے سوال کیا یہ لڑکا کون ہے؟ ابو طالب نے کہا یہ میرا بیٹا ہے۔ بحیرہ نے جواب دیا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ تمہارا بیٹا نہیں ہے۔اس لڑکے کا باپ زندہ نہیں ہوسکتا۔آپ خاتم النبیین ﷺ کے بارے میں بحیرہ کی معلومات پر ابو طالب حیران ہو گئے اور بولے یہ میرا بھتیجا ہے۔بحیرہ نے پوچھا ''اس کا باپ'' ابو طالب بولے کہ ابھی یہ اپنی ماں کی پیٹ میں تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا تھا۔ بحیرہ نے کہا اب تم نے سچ کہا ہے۔اب اپنے اس بھتیجے کو واپس لے جاؤ اور دیکھو اس کو یہودیوں سے بچا کر رکھنا۔خدا کی قسم اگر انہوں نے دیکھ لیا اور جس حد تک میں نے پہچان لیا ہے انہوں نے پہچان لیا تو اس کی جان کے پیچھے پڑ جائیں گے۔تمہارا یہ بھتیجا ایک عظیم انسان ہے۔پھر وہ واپسی کے لیے مڑا۔اس کا چہرہ خوشی اور اطمینان سے چمک رہا تھا اور زیر لب یہ کہتا ہوا جا رہا تھا۔''میرا اندازہ بالکل ٹھیک نکلا''۔ابو طالب آپ خاتم النبیین ﷺ کو لے کر واپس آ گئے۔(مدارج النبوت، جلد 2)

شام کا پہلا سفر 12 سال کی عمر میں حضرت ابو طالب کے ساتھ تھا اور شام کا دوسرا سفر میسرہ کے ساتھ تھا جب عمر مبارک 25 سال تھی، خانقاہ وہی تھی پہلی مرتبہ راہب بحیرہ نامی تھا اور دوسری مرتبہ راہب نسطورا تھا۔

9۔ معجزہ: فقر وفاقہ کی سختیاں قصہ ماضی بن جائیں گی: محمد بن کعب قرظیؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے علی بن ابی طالبؓ سے سنا تھا۔یعنی حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہم مسجد میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔مصعب بن عمیرؓ آئے ان کے جسم پر صرف ایک چادر تھی جس میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے۔سید عالم خاتم النبیین ﷺ ان کو دیکھ کر رو پڑے کہ ایک زمانے میں وہ کس قدر خوش حال تھے۔

امام بخاری نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''فقر وفاقہ کی سختیاں جن سے تم آج دو چار ہو قصہ ماضی بن جائیں''۔اللہ تعالیٰ تمہیں مال ودولت کی فراوانی عطا فرمائے گا۔تمہاری نشست گاہوں میں بہترین قالین بچھائے جائیں گے۔تم صبح کے وقت ایک لباس پہنو گے تو شام کو دوسرا تبدیل کرو گے۔کھانے کے وقت دسترخوان بچھائے جائیں گے۔مختلف کھانوں کی کثرت ہوگی۔یکبارگی وہ دسترخوان پر نہیں رکھے جائیں گے بلکہ پہلے ایک کھانا سجایا جائے گا جب اس سے فارغ ہوں گے تو دوسرا کھانا رکھا جائے گا۔اس کے بعد تیسرا اور چوتھا۔تمہارے گھروں کی دیواروں پر کپڑوں کے غلاف لگائے جائیں گے انہیں اس طرح ڈھانپا جائے گا۔جیسے کعبہ کا غلاف ہوتا ہے''۔(صحیح بخاری)

حضرت جابرؓ سے منقول ہے کہ صحابہ کرامؓ پہلے بہت غریب ومفلس تھے بعد میں بہت مالدار ہو گئے، اچھے اچھے کھانے اور کپڑے میسر آئے۔خود اس حدیث کے راوی حضرت جابرؓ کے گھر اچھی قسم کے بچھونے تھے۔جب ان کی بیوی یہ بچھونے بچھانا چاہتی تو حضرت جابرؓ یہ کہہ کر منع کر دیتے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ ''میری امت کے لوگ اُمیرانہ فرش ہو جائیں گے۔اس لیے قیمتی کپڑوں کو بیٹھنے کے لیے فرش پر نہیں بچھانا چاہیے لیکن حضرت جابرؓ کی زوجہ نے کہا انہوں نے ہمیں اچھے کپڑوں پر بیٹھنے کی بشارت دی ہے یہ تو خدا کا انعام ہے یہ سن کر حضرت جابرؓ خاموش ہو جاتے۔ان تمام امور کو بیان کرنے کے بعد نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اپنے امتیوں کو خواب غفلت سے جگانے کے لیے فرمایا اور کہا ''اگرچہ آج تم فقر وفاقہ وافلاس سے دو چار ہو لیکن یہ زمانہ اس زمانے سے بہت بہتر ہے جس میں ہر

ضرورت پوری ہوجائے۔ یہ تنگی اور فقر و افلاس اس کثرت سے بہت بہتر ہے جو انسانوں کو اللہ کی یاد سے غافل کردے اور دل و دماغ اور بدن کو تھکا دے۔ اس لیے آج تم اس دن سے بہتر ہو''۔

10۔ معجزہ: حضرت علیؓ کی شہادت کی خبر: حضرت علیؓ اور بعض صحابہ کرامؓ ایک مرتبہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''میں بتاؤں سب سے بدبخت انسان کون ہے؟؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ہاں بتایئے یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ۔ فرمایا اس امت میں سے زیادہ شقی (بدبخت) انسان وہ ہے جو تمہارے یہاں پر حضرت علیؓ کی گردن کی طرف اشارہ کیا تلوار مارے گا۔ یہاں تک کے تمہاری داڑھی تمہارے خون سے سرخ ہوجائے گی اور تم اسی زخم سے شہید ہو جاؤ گے۔ میرے بعد میری امت تم سے بے وفائی کرے گی''۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں ''اے علی خبر دار کہ تم کو میرے بعد مصیبت پیش آئے گی''۔

امام احمدؒ نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ ''نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ بدبخت اور براوہ آدمی ہے جو علیؓ کے چہرے اور سر کو خون آلود کرے گا''۔ فرمایا کہ پہلی امتوں میں زیادہ شقی (بدبخت) حضرت صالح علیہ السلام کی قوم میں قدار بن سالف تھا جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں تھیں (کونچیں کاٹیں تھیں)۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی یہ اطلاع لفظ بہ لفظ صحیح ثابت ہوئی اور آپ عبدالرحمن ملجم خارجی کی زہر آلود تلوار سے صبح کے وقت شہید ہوئے۔ اس نے آپؓ کی گردن پر تلوار ماری اور آپؓ کی داڑھی خون سے سرخ ہوگئی۔ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کو اپنی شہادت کی پوری تفصیل معلوم تھی۔ جس شب کی صبح کو آپؓ کو زخمی کیا گیا۔ آپؓ نے اُس رات کئی مرتبہ نکل کر آسمان کو دیکھا۔

آپؓ نے فرمایا ''واللہ نہ میں نے جھوٹی بات کہی نہ مجھ سے جھوٹی بات کہی گئی''۔ یہ تو وہی رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ تھا اور جب سحر کے وقت بطخیں آپؓ کے سامنے چلانے لگیں اور لوگوں نے انہیں ہٹانا چاہا تو آپؓ نے فرمایا ''ان کو چھوڑ دو یہ اپنے غم کا اظہار کر رہی ہیں'' پھر موذن نے آکر نماز کے لیے بلایا۔ آپؓ نماز کے لیے تشریف لے گئے تو ابن ملجم خارجی نے آپؓ کی پیشانی پر تلوار ماری۔ کہتے ہیں ایک مرتبہ ابن ملجم حضرت علیؓ سے سواری مانگنے آیا۔ آپؓ نے اس کو سواری دے دی اور پھر فرمایا واللہ یہ میرا قاتل ہے۔ لوگوں نے کہا آپؓ اسے قتل کیوں نہیں کروا ڈالتے۔ آپؓ نے فرمایا پھر مجھے کون قتل کرے گا؟ علامہ محب الدین طبریؒ نے ''الریاض النصرۃ'' میں لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا اگر میں مرگیا تو اس کو مار ڈالنا اور اگر میں زندہ رہا تو اس کی نسبت میں خود فیصلہ کروں گا۔ (امام احمد بن حنبلؒ نے بھی یہ الفاظ منسوب کئے ہیں)۔

11۔ معجزہ: امام بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے کہ سید الصادقین خاتم النبیین ﷺ نے خبر دی کہ عثمانؓ کو شہید کیا جائے گا جبکہ وہ تلاوت قرآن کر رہے ہوں گے۔ حاکم نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ انہوں نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے سنا حضرت عثمانؓ کے خون کے قطرے اس آیت پر گریں گے

فسیکفیکھم اللہ (یعنی اللہ ہی مجھے کافی ہے) (سورۃ البقرہ-2 آیت نمبر-137)

اور ایسا ہی ہوا۔ جب قاتل حملہ آور ہوئے آپؓ کی گود میں قرآن پاک رکھا تھا۔ آپؓ تلاوت فرما رہے تھے خون کے قطرے اسی آیت کے حصہ پر گرے جس کے بارے میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے اطلاع دی تھی۔ (بخاری و مسلم)

12۔ معجزہ: ترمذی نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے امت میں برپا ہونے والے فتنوں کا ذکر فرمایا۔ حضرت عثمانؓ بھی وہاں موجود تھے۔ ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ان کو شہید کیا جائے گا جبکہ یہ مظلوم ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مصر اور عراق کے بلوائیوں نے دارالخلافت پر بلوہ کیا (حملہ کیا) اور حضرت عثمان جبکہ وہ اپنے گھر میں محصور تھے۔ پانی بند کر دیا اور پھر مکان کے اندر گھس کر ایسی حالت میں جبکہ وہ تلاوت قرآن کر رہے تھے آپؓ کو شہید کر دیا۔ (ترمذی)

13۔ معجزہ: صحیح بخاری کی روایت میں ہے آپ خاتم النبیین ﷺ کی انگوٹھی مبارک میں تین سطریں جو یوں تھیں

اللہ

رسول (انگوٹھی کا چاندی کا قلعہ)

محمد

یہی آپ خاتم النبیین ﷺ کی انگوٹھی تھی اور یہی آپ خاتم النبیین ﷺ کی مہر مبارک تھی۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ جب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کو دعوت اسلام بھیجنے کا فیصلہ کیا تو آپ خاتم النبیین ﷺ سے عرض کیا گیا کہ وہ لوگ اس تحریر کو نہیں مانتے جس پر مہر نہ ہو۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی جس کا قلعہ چاندی کا تھا اور اس پر یہ الفاظ کندہ کئے

گئے۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ انگوٹھی حضرت ابوبکرؓ کے پاس رہی اوران کے انتقال کے بعد یہ انگوٹھی حضرت عمرؓ کے پاس رہی۔ان کی شہادت کے بعد یہ انگوٹھی حضرت عثمانؓ کے پاس تھی۔جب ان کی خلافت کو پورے چھ سال ہوگئے تو ایک دن وہ چاہ اریس (کنویں کا نام) پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے ہاتھ سے کنوئیں میں گر گئی۔تین روز تک تلاش کرتے رہے۔کنوئیں کا پورا پانی نکالا گیا مگر انگوٹھی نہ ملی۔اس طرح حضرت عثمانؓ سے انگوٹھی گم ہوگئی تھی توان کی بادشاہت ختم ہوگئی تھی یہ راز ختم المرسلین کی انگوٹھی مبارک کے گم ہونے میں تھا۔چنانچہ اس کے بعد فتنہ کا آغاز ہوا۔جس کا انجام حضرت عثمانؓ کی شہادت پر ہوا۔(صحیح بخاری)

14۔ معجزہ: حضرت ابونوفلؓ سے مروی ہے کہ جب عبداللہؓ بن زبیرؓ شہید کردیئے گئے توحجاج بن یوسف نے آپؓ کی والدہ حضرت اسماءؓ بنت ابوبکرؓ کی طرف ایک آدمی بھیجا تاکہ ان کو اپنے ہاں بلائے۔حضرت اسماءؓ نے اس کے پاس جانے سے انکار کردیا۔اس نے کہلوا بھیجا خود بخود آ جاؤ ورنہ میں ایسے آدمی بھیجوں گا جو تمہیں بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے لائیں گے۔حضرت اسماءؓ نے کہلا بھیجا ہاں ایسے ہی لوگ بھیج دیجئے میں خود نہیں آؤں گی۔یہ سن کر وہ خود نازنخرے سے اٹھا اور حضرت اسماءؓ کے پاس پہنچ گیا اور جا کر کہا میں نے تیرے بیٹے سے کیسا سلوک کیا؟ حضرت اسماءؓ نے جواب دیا ''میں نے دیکھا کہ تو نے اس کی دنیا خراب کی اور اس نے تیری عاقبت تباہ کردی''۔ پھر حضرت اسماءؓ نے اس سے کہا ''میں نے حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ بنوثقیف میں ایک کذاب ہوگا اور ایک میبر (جلاد ہوگا) (خونریز ظالم) کذاب تو ہمیں معلوم ہوگیا ہے کہ مختار بن ابی عبید ثقفی ہے جو کہ جھوٹا، مکار اور فریبی ہے۔رہا مفسد اور میبر (یعنی خونریز اور ظالم) تو میرے خیال میں وہ تو ہی ہے۔توحجاج یہ سننے کے بعد وہاں سے اٹھ کر چلا گیا اور اس نے کوئی جواب نہ دیا (مسلم)

ابن عمرؓ اور عبداللہ عصمہ راوی بھی یہی حدیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسماءؓ کے الفاظ سن کر اس نے کوئی جواب نہ دیا اور اٹھ کر چلا گیا۔

15۔معجزہ:قوم کا فرعون اوزاعی کہتے ہیں امام احمد اور بیہقی نے حامل نبوت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ ''میری امت میں ایک شخص ہوگا جسے ولید کہا جائے گا وہ اس امت میں بدترین آدمی ہوگا اور ''اپنی قوم کا فرعون'' بلکہ اس سے بھی زیادہ شرانگیز ہوگا''۔ ہر فتنہ کا دروازہ کھولنے کے لیے یہ کلید تھا۔ بڑا احمق تھا۔ ہروقت شراب کے نشے میں دھت رہتا تھا۔ یہ ولید بن یزید بن عبدالملک تھا۔ایک روز اس نے قرآن پاک سے فال نکالنے کے لیے قرآن پاک کو کھولا تو یہ آیت اس کی نظر سے گزری۔

ترجمہ:''انہیں نے فتح طلب کی تو ہر وہ شخص جو جبار وسرکش تھا وہ ناکام ونامراد ہوگیا''

اس نے مصحف شریف (قرآن پاک) کو سامنے رکھ کر تیروں سے پارہ پارہ کردیا اور یہ شعر کہنے لگا: ترجمہ:''اے قرآن تو ہر سرکش وجبار کو دھمکیاں دے رہا تھا، دیکھ میں جبار وعنید (سرکش) ہوں۔جب روز محشر تو اپنے رب کے پاس جائے تو کہنا اے رب مجھے ولید نے پارہ پارہ کردیا تھا۔''

قاضی عیاض بھی شفا شریف میں رقمطراز ہیں کہ سید عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میری امت میں ولید نامی ایک شخص ہوگا وہ اس امت کے لیے فرعون سے بھی بدتر ہوگا''۔

16۔معجزہ: مولانا عبدالرحمن جامیؒ نے اپنی کتاب ''شواہد النبوۃ'' میں تحریر فرمایا ہے کہ امام مستغفریؒ نے اپنی کتاب ''دلائل النبوۃ'' میں بیان فرمایا کہ ایک نیک و پرہیزگار بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور سب لوگ حساب کتاب کے لیے بلائے جارہے ہیں۔میں بھی پل صراط سے گزر گیا۔دیکھا کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حوض کوثر پر کھڑے ہیں اور حضرت امام حسینؓ لوگوں کو آب کوثر پلا رہے ہیں لیکن مجھے پانی پلانے سے انکار کردیا۔میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حسینؓ نے مجھے پانی پلانے سے انکار کردیا ہے اس پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تیرا ایک ہمسایہ ہے جو علیؓ کو برا بھلا کہتا ہے اور تو اس کو منع نہیں کرتا''۔ میں نے عرض کیا کہ ''وہ قوی ہے مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ اسے روک سکوں وہ مجھ کو مار ڈالے گا'' حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک چھری عنایت فرمائی اور فرمایا کہ ''جا کر اس کو اس چھری سے ذبح کردے''۔ میں نے خواب میں ہی اس کو ذبح کر ڈالا اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اس کو قتل کر ڈالا ہے۔تب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسینؓ کو فرمایا اس کو آب کوثر پلا دو۔جس پر انہوں نے مجھے پانی کا پیالہ عنایت فرمایا لیکن یہ یاد نہیں کہ پانی میں نے پیا کہ نہیں اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔نہایت خوف زدہ تھا جلدی جلدی وضو کیا اور نماز میں مشغول ہوگیا۔دن نکل آیا تو ایک شوروغل سنائی دیا۔میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا تھا فلاں آدمی کو اس کے بستر پر ہی کسی نے قتل کردیا ہے اور حاکم کے سپاہی اس کے ہمسایوں کو پکڑ کر لے گئے ہیں۔میں نے دل میں سوچا اللہ پاک ہے یہ تو وہی خواب ہے جو میں نے دیکھا تھا۔جلدی سے حاضر ہو کر حاکم کو تمام ماجرہ کہہ سنایا۔حاکم نے سن کر کہا اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی جزا دے۔اب اٹھو اور اپنا راستہ لو کہ تم واقعی بے گناہ ہو اور یہ سب لوگ جنہیں میرے سپاہی پکڑ کر لے آئے ہیں وہ بھی بے گناہ ہیں۔(شواہد النبوۃ)

***************************\

مُصَنِّفہ کی تمام کُتُب

خاتم النبیین ﷺ مِحبُوبِ ربُّ العٰلمین	خاتم النبیین ﷺ مُحسنِ اِنسانیت	مقصدِ حیات	عبدیّت کا سفر ابدیّت کے حصُول تک
تعلُّق مع اللہ	مُختصراً قُرآنِ پاک کے علُوم	راہِ نجات	فلاح
اہلِ بیت اور خاندانِ بنُو اُمیّہ	ثواب و عتاب	تُو ہی مُجھے مِل جائے (جِلد۔۱)	تُو ہی مُجھے مِل جائے (جِلد۔۲)
مُختصرتذکرئہ انبیاءکرامؑ، صحابہ کرامؓ و آئمہ کرامؒ	اولیاءکرامؒ	کتاب الصلوٰۃ وَ اوقاتُ الصّلوٰۃ	عشرہ مُبشرہؓ اور آئمہ اربعہؒ
حیاتِ طیّبہ	آگہی	اِسلام عالمگیر دِین	عقائد واِیمان
دِینِ اِسلام (بچّوں کےلئے)	کتابِ آگاہی (تصحیح العقائد)	تصوُّف یا رُوحانیت (جِلد۔۱)	تصوُّف یا رُوحانیت (جِلد۔۲)

www.jamaat-aysha.com